امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد 5 | شوال المکرم ذی قعدہ 1437ھ بمطابق اگست ستمبر 2016ء | شمارہ 6-7

مکار دشمن کی چالبازیاں

علماء کے عنوان سے ممکنہ کانفرنس بارے

عالم اسلام کے علمائے کرام کو امارت اسلامیہ کا پیغام

اورلینڈو حملہ: مکروہ پالیسیوں کا لازمی نتیجہ

کابل حملہ: مغربی میڈیا کہاں ہو؟

امارت کی سیاسی و عسکری کامیابیاں

فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال لایتمنی احدکم الموت اما محسنا فلعلہ یزدادُ وامامسیئا فلعلہ یستعتبُ۔ [متفق علیہ وھذالفظ البخاری]

وفی روایۃ لمسلم: عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لایتمنی احدکم الموت ولا یدع بہ من قبل ان یاتیہ انہ اذامات انقطع عملہ وانہ لایزید المومن عمرہ الاخیرا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ اگر وہ نیک ہو تو شاید وہ نیکیوں میں اور زیادہ بڑھ جائے اور اگر وہ بدکار ہو تو شاید وہ [توبہ کر کے اپنے رب کو] راضی کرلے۔ [بخاری ومسلم]

اور مسلم شریف کی روایت میں ہے جو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا کرے اور نہ اس کے آنے سے پہلے اس کی دعا کرے اس لئے کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال بند ہوجاتے ہیں [یعنی عمل کرنے کی صلاحیت ختم ہوجاتی ہے] اور مومن کی عمر کی زیادتی اس کی بھلائی میں زیادتی کا باعث بنتی ہے۔

فرمان امیر المومنین شیخ الحدیث ہبۃ اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ

اللہ تعالی سے توفیق چاہتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ مقدس شریعت اور امارت اسلامیہ کے جہادی اہداف پر بھرپور توجہ دونگا۔ مسلمان عوام کی مصلحت کو مدنظر رکھوں گا۔ فیصلے اور اقدامات مشورے سے کرونگا اور مؤمن و مصیبت زدہ عوام کی رہنمائی، سعادت، خودمختاری، سکون اور رفاہ کی راہ میں کسی جدوجہد سے دریغ نہیں کرونگا۔

شرعی عدالتوں کے بہترین اصلاحات اور کارکردگی، مظلوم قیدیوں کی رہائی، زخمیوں کا بہترین علاج، خواتین کو شرعی حقوق دینے، یتیموں اور لاچاروں کی حوصلہ افزائی، نئی نسل کی تعلیم و تربیت اور محاذوں میں خستہ کن مجاہدین کے رسد اور ہر حصے میں عوام کو بھلائی پہنچانے کا بھرپور کوشش کرونگا اور اللہ تعالی سے توفیق چاہتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی ،ثقافتی اور سیاسی مجلّہ ہے ،جوامارت اسلامیہ کے میڈیا ونگ اور ثقافتی کمیشن کی زیرنگرانی شائع ہوتا ہے ،ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری کشمکش ،حالات وواقعات اور مظلوم مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے بھیانک مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

عکس دروں

مکار دشمن کی چالبازیاں	2
عقیدے کے ستونوں پر کھڑی امارت	3
صوبہ کنڑ کے جہادی ذمہ دار مولوی محمد اسمٰعیل سے گفتگو	4
زندگی میں مظلوم اور شہادت کے بعد بھی مظلوم	7
اور لینڈو حملہ: مکروہ پالیسیوں کا لازمی نتیجہ	11
الحاج مولوی نور محمد حتپال کا مختصر تذکرہ	14
پینٹاگون کی رپورٹ	17
کابل حملہ: مغربی میڈیا کہاں ہو؟	18
جارج واشنگٹن کا افغانوں کے نام خط	20
بغداد اعضاء فروشی کا مرکز	22
افغان شہریوں کی ہلاکت کا ذمے دار کون؟	23
یورپی یونین سے برطانیہ کی علیحدگی	25
افغانستان میں بدامنی کے عوامل کیا ہیں؟	27
امریکا جنوبی ایشیا کے لیے سنگین خطرہ	28
پانچ ارب ڈالر!	29
امریکا! تمہیں چوٹ لگی ہے	30
افغان مہاجرین: پاکستان، امارت اسلامیہ	32
افغانستان میں جاسوس کون ہیں؟!	34
تین اہم خبریں	35
علماء کے عنوان سے حکمت کا نفرنس بارے عالم اسلام کے علمائے کرام کو امارت اسلامیہ کا پیغام	36
ڈونلڈ ٹرمپ، امریکا کا اصل چہرہ	30
عمری آپریشن کامیابی کی دہلیز پر	41
نارتھ گیٹ، ایک واضح پیغام	42
نیٹو کی امداد کا مقصد	43
نیٹو دوبارہ کیوں آ رہا ہے؟	44
افغان جنگ کا فاتح کون؟	46
امارت کی سیاسی وعسکری کامیابیاں	47
امارت کی جانب سے عوام سے تعاون	48
افغانستان کا دماغی سرمایہ مغرب میں	49
مغرب میں خواتین کے حقوق پر ڈاکا	51
کابل میں ہلاک اہلکاروں سے ہمدردی...	53
امریکا کے شعوری غلام	54
منکرین امارت بارے سچائی سامنے لائیں!	56
یہ خاموشی کب تک؟	58
جنگی جرائم، جون 2016ء	59
افغانستان جون 2016	61

Twitter: www.twitter.com/shariatmagazine
Facebook: www.facebook.com/shariatmagazine
Web: www.shahamat-urdu-com
E-mail: shariatmagazine@yahoo.com

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد ۵/ شوال، ذی قعدہ ۱۴۳۷ ،جولائی، اگست ۲۰۱۶/ شمارہ ۶-۷

مدیر اعلیٰ: ولید افغان

نائب مدیر: شمس ابدالی

مجلس مشاورت

ملا اسد افغان — ہارون بلخی

اکرم تاشقین — محمد فرہاد جانباز

سیف العادل احرار

ڈیزائننگ: مولوی محمد فاروق

قیمت فی شمارہ 30 روپے

سالانہ 350 روپے

سالانہ زرتعاون

امریکہ، اسٹریلیا، افریقہ، اور یورپی ممالک: 40ڈالر

سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات: 30ڈالر

بنگلہ دیش: 28ڈالر

اداریہ!

مکار دشمن کی چالبازیاں

قارئین کرام نے گزشتہ دنوں مغربی ذرائع ابلاغ سے یہ بات سنی ہوگی کہ امریکی فوج کے چیف جنرل ڈنفورڈ اور امریکی وزیر دفاع اسٹون کارٹر نے واشنگٹن میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کے دوران پوری ڈھٹائی کے ساتھ کہا کہ افغانستان میں ہماری جنگ ابھی پایہ تکمیل تک نہیں پہنچی اور نہ ہی مستقبل قریب میں اس کا امکان ہے اس لئے کہ ابھی افغان فوج کو ہماری مدد اور تعاون کی ضرورت ہے۔

اسی طرح امریکی خبر رساں اداروں نے یہ خبریں بھی نشر کی ہیں کہ امریکہ عنقریب افغانستان میں اپاچی ہیلی کاپٹرز اور دیگر جدید جنگی ساز وسامان سے لیس مزید 800 کمانڈوز بھیج رہا ہے ۔علاوہ ازیں امریکہ نے برطانیہ سے بھی مطالبہ کیا ہے کہ وہ اپنے 500 تازہ دم فوجیوں کو افغانستان میں جنگ کے لیے بھیجے۔

خبر رساں اداروں کے مطابق امریکا چاہتا ہے کہ افغانستان میں میزائل کا دفاعی سسٹم نصب کرے۔ کابل نیوز نامی ٹیلی وژن کا کہنا ہے کہ معتبر ذرائع نے کہا ہے کہ میزائل کے دفاعی سسٹم کے لیے امریکہ نے صوبہ پروان کے کوہ صافی کے مقام پر ایک جگہ کا انتخاب کیا ہے اور بارودی سرنگوں کی صفائی کے لیے ایک ادارے کے ساتھ 50 ملین ڈالر کا معاہد بھی کر لیا ہے۔

بظاہر تو ایسا دکھائی دے رہا ہے کہ میزائل کا دفاعی سسٹم نصب کرنے کا مقصد طالبان کے میزائل حملوں سے بگرام میں موجود ہوائی اڈے کی حفاظت ہے لیکن درپردہ خطے کے دیگر ممالک کی نگرانی اور جاسوسی کرنا بھی ایک اہم مقصد ہے۔

صاف بات یہ ہے کہ امریکہ ہمارا کھلم کھلا دشمن ہے ایسا دشمن جس نے اپنی دشمنی کا بانگ دہل اعلان بھی کیا ہے اور گزشتہ 15 برس سے اپنی دشمنی کا عملاً اظہار بھی کر رہا ہے۔ اپنی دشمنی کے اظہار اور جاری رکھنے کے لیے جو بھی کرنا پڑا ہے کر گزرا ہے۔ گویا کہ اس نے دشمنی کا حق ادا کر دیا ہے اور کر رہا ہے، ہمارے ہر شہر، گاؤں، صحرا اور پہاڑ پر بڑے بڑے بم گرائے ہیں، بے شمار آباد گھروں کو اجاڑ کر رکھ دیا ہے، ہمارے ہزاروں نوجوانوں کو بدنام زمانہ جیلوں میں سخت ترین سزائیں دے دے کر ستایا ہے، گزشتہ 15 برسوں میں ہزاروں کی تعداد میں ہمارے ہم وطن نوجوانوں ،بوڑھوں، بچوں اور خواتین کو بلا امتیاز شہید کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے دین وملت کو نقصان پہنچانے اور ہماری تہذیب وثقافت کو مسخ کرنے اور اس کے لئے تمام تر وسائل بروئے کار لا کر ہر طرح کی کوششیں کی ہیں۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ امریکہ اس دشمنی کو بڑی اہمیت دیتا ہے تب ہی تو اس دشمنی کو جاری رکھنے کے لئے وہ اپنی تاریخ کی سب سے بڑی اور نقصان دہ جنگ کو گزشتہ 15 برس سے جاری رکھے ہوئے ہے اور اس دشمنی کو قائم ودائم رکھنے کے لئے اپنے کئی لاڈلے جوانوں اور اربوں ڈالرز خرچ کر رہا ہے۔

افغانستان کی مسلمان مجاہد عوام اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ امریکہ ہماری اس دشمنی کو کس نظر سے دیکھتا ہے، اس لیے وہ بڑی جرات اور بہادری کے ساتھ امریکہ کا مقابلہ کر رہے ہیں ،انہیں یقین ہے کہ اس وحشی درندے اور مکار دشمن امریکہ سے اپنے دین، مذہب، تہذیب وثقافت، عزت، مال اور وطن کی حفاظت اور دفاع کا واحد راستہ دشمن کے مقابل میدان میں جم کر لڑنا ہے ۔ دشمن کو دشمن کی زبان میں جواب دینا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مجاہد عوام افغانستان میں امریکہ کے آخری فوجی کے قیام تک جہاد جاری رکھنے پر اصرار کرتے ہیں اور امریکہ کی بہلانے والی خبروں کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتے اور نہ ہی اسے قابل التفاف سمجھتے ہیں۔

امریکہ کبھی یہ اعلان کرتا ہے کہ افغانستان میں ان کی جنگ اختتام پذیر ہو چکی ہے اور کبھی دوبارہ شروع کرنے کی باتیں کرتا ہے، کبھی کہتا ہے کہ افغانستان میں موجود فوجیوں کی تعداد کم کر دی گئی ہے جبکہ اگلے دن مزید فوجیوں کے بھیجنے کا اعلان کرتا ہے، کبھی کہتا ہے کہ اب افغانستان کی فوج اس قابل ہو گئی ہے کہ وہ طالبان کے خلاف لڑ سکے لیکن دوسرے دن کہتا ہے نہیں ابھی افغان فوج کو ہماری مدد کی ضرورت ہے۔ ان دوغلے بیانات سے امریکہ کا مقصد یہ ہے کہ اس طرح کی باتوں سے جاری جہاد میں کمزوری اور کمی آجائے گی لیکن یہ اس کی بڑی خام خیالی ہے۔

جس طرح امریکہ ہمارے ساتھ دشمنی میں مخلص ہے اسی طرح ہماری مسلمان عوام، خصوصا امریکہ کے ساتھ برسرپیکار امارت اسلامیہ کے مجاہدین بھی امریکہ کے ساتھ دشمنی میں انتہائی حد تک مخلص ہیں اور دل وجان سے ان کے ساتھ لڑ رہے ہیں اور اس راہ میں اپنے مال وسر کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرتے بلکہ اسے اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں اور اسی کو اپنی عزت، دین وملت کی حفاظت اور دشمن سے وطن کی آزادی کا واحد راستہ سمجھتے ہیں۔ اسی لیے اس سے دستبردار ہوتے ہیں نہ ہی اس پر کسی قسم کی سودا بازی کے لیے تیار ہیں۔

امارت اسلامیہ کو دشمن کی باتوں اور حرکات سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ دشمن افغانستان میں اپنی موجودگی کو چاہے جس نام سے بھی موسوم کرلے امارت اسلامیہ اسے ناجائز قبضے سے تعبیر کرتی ہے اور تب تک ان کے خلاف لڑائی جاری رکھنا اپنی ذمہ داری سمجھتی ہے جب تک یہ قبضہ ختم نہ ہو جائے۔ امارت اسلامیہ اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ دشمن میں مزید لڑنے کی طاقت نہیں اور عنقریب مکمل شکست سے دوچار ہونے والا ہے۔ لیکن اگر بالفرض دشمن اس کے باوجود بھی جنگ کو طول دینے کے مذموم ارادے رکھتا ہے تو اسے سمجھنا چاہئے کہ امارت اسلامیہ طویل سے طویل جنگ کے لیے بھی بالکل تیار ہے۔

امارت اسلامیہ خطے کے دیگر اہم ممالک سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ اس مشترکہ مکار، فریبی اور خونخوار دشمن کی باتوں اور حرکات میں نہ آئیں اور ان قابضین کو خطے سے نکالنے کے لئے اپنی تمام تر توانیاں بروئے کار لائیں تاکہ پورا خطہ ان کی خباثتوں، مضرتوں اور تباہ کاریوں سے محفوظ رہے اور ہر طرف امن وامان کی فضا قائم ہو۔

عقیدے کے ستونوں پر کھڑی امارت

حقمل ضیاء

مساجد کے ممبر اور مدارس کی چٹائیوں سے اٹھ کر پروان چڑھنے والی امارت اسلامیہ اپنی ڈھائی عشرے کی عمر میں ہمیشہ سے سخت امتحانات اور بہت سے مسائل کا جرأت سے سامنا کر رہی ہے۔ مزاحمت، صبر، تحمل، بھرپور مقابلے اور کامیابی سبھی کچھ اس کی مختصر تاریخ کا گراں قدر حصہ ہے۔ 2001 میں صلیبی جارحیت پسندوں کی طرف سے حملے کے بعد امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی فسادات ختم کرنے اور افغان حالات کو سدھارنے کے لیے شروع کی گئی جدوجہد، عالمی صلیبی قوتوں کے خلاف عالمی جہاد میں بدل گئی ہے۔ مجاہدین کے لیے مشکلات، چیلنجز، دباؤ اور مصائب بڑھ گئے ہیں، یہاں تک کہ کسی کو بھی یہ خیال نہیں آتا تھا کہ صلیب پرستوں کی اس بڑی مادی قوت کے خلاف کوئی اٹھے گا۔ مگر پھر بھی امارت اسلامیہ نے اپنے رب کی مدد سے اسلام، اسلامی سرزمین اور اپنی حیات و عزت کے تحفظ کے لیے کمربستہ ہوگئی۔ اس مزاحمت کی راہ میں ہر قسم کی مشکلات اور تکالیف کو خوش دلی سے سہا ہے۔

افغانستان پر صلیبی جارحیت کا ڈیڑھ عشرہ گزرنے کے بعد مجاہدین کی بے انتہا قربانیوں کی برکت سے ایک بڑی طاغوتی قوت شکست کھا گئی ہے اور اب اُن میں مجاہدین سے براہ راست ٹکرانے کی قوت نہیں ہے۔ وہ فکری اور غیر محسوس طریقے سے مجاہدین کے خلاف ماضی کی نسبت زیادہ سرگرم عمل ہیں۔ مجاہدین کے درمیان اختلافات، نفرتوں، قیادت کے خاتمے اور ان کی بدنامی کے لیے ہر وقت نئی سازشیں تیار ہو رہی ہیں، مگر الحمدللہ! ان کی کوئی بھی کوشش کامیاب نہیں ہو سکی۔ گزشتہ 12 مہینوں پر مشتمل سال مجاہدین کے لیے چیلنجز اور آزمائشوں سے بھرپور رہا ہے۔ اس سال ایسے اہم اور تاریخ ساز واقعات ہوئے، امارت اسلامیہ کی بقا اور اس کا استحکام جن کی زد میں رہا ہے۔ دشمن نے تو خوشی بھی منائی کہ اب امارت ختم ہو چکی ہے۔ لہٰذا یہ لوگ ہتھیار ڈالیں گے یا مار دیے جائیں گے۔

مگر دشمنان اسلام نہیں جانتے کہ یہ عقیدے اور ایمان والا لشکر ہے۔ ایک کے بعد دوسرے قائد کی موت یا شہادت سے ان کی کارکردگی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اس لشکر کی جڑوں میں ہزاروں علماء، شیوخ اور صاحب فکر شخصیات موجود ہیں۔ ان میں سے ہر ایک شخص اس تحریک کی قیادت کا اہل ہے۔ اس لشکر کی جنگ اپنے قائد کے لیے نہیں، بلکہ اللہ تعالی کی رضا کے لیے ہے۔ اس لشکر کا ہر مجاہد راہِ جہاد میں قربانی اور شہادت کو اپنا اصل مقصد سمجھتا ہے۔ یہ لشکر رسول اللہ ﷺ کے قدم پر قدم رکھ کے چل رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: الجہاد ماض الی یوم القیامہ۔ اسلام کے دشمن جس بہروپ میں بھی کوشش کریں، اسلام کی شمع کو نہیں بجھا سکیں گے۔ اللہ تعالی اپنے دین کی حفاظت خود کر رہا ہے۔

گزشتہ بارہ ماہ کے واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے:

1. امارت اسلامیہ واقعتا ایک عقیدے والا لشکر ہے۔ اس کے جتنے بھی رہنما مارے جائیں، یہ کارواں چلتا رہے گا۔

2. امارت اسلامیہ کی رہبری شوریٰ ایسی منظم شوریٰ ہے، جو ہر طرح کے سخت حالات میں اللہ تعالی کی نصرت سے امارت سے متعلق درست فیصلے کر کے اسے بہتری کی طرف لے جاتے ہیں۔

3. شہید امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور کی مظلومانہ شہادت سے دنیا کی طاغوتی قوتوں کے رہنماؤں کی خوشی نے یہ ثابت کر دیا کہ اسلام دشمن قوتیں امارت اسلامیہ کے رہنماؤں اور مجاہدین سے کس قدر دہشت زدہ ہیں۔ یہ بھی ان کی حقانیت کا ایک بڑا ثبوت ہے۔

4. امارت اسلامیہ کے نئے سربراہ امیر المؤمنین شیخ القرآن والحدیث مولوی ہیبت اللہ اخندزادہ کی ایک ہی آواز پر مجاہدین اور عوام کی یکجہتی نے یہ ثابت کر دیا کہ امارت اسلامیہ متحد ہے۔ اب یہ صف ان لوگوں سے پاک ہے، جو غیروں کے اشاروں پر اسے نقصان پہنچانے کی کوشش میں رہتے ہیں۔

5. امارت اسلامیہ کی طرف سے عمومی طور پر، لیکن خصوصاً رمضان المبارک کے مہینے میں افغانستان کے گوشے گوشے میں معذوروں، یتیموں اور محتاج خاندانوں میں وسیع پیمانے پر غذائی اجناس کی تقسیم مظلوم عوام سے مجاہدین کی ہمدردی اور محبت کا معیار ظاہر کرتی ہے۔

6. مجاہدین کی جانب سے مذاکرات کے نام پر ان کے خلاف بنائے جانے والی سازشوں کا خاتمہ، ان الزامات کے جواب کے لیے کافی ہے، جن میں مجاہدین کو مختلف اداروں کا آلہ کار کہا گیا ہوتا ہے۔

7. کابل کٹھ پتلی گروہ کی جانب سے 7 مظلوم قیدیوں کی پھانسی کے بعد انتقامی کارروائیوں کے دوران اشرف غنی گروپ کے اہم عدالتی مراکز کو نشانہ بنانا اور انہیں پہنچنے والے بھاری جانی و مالی نقصان نے یہ ثابت کر دیا کہ امارت اسلامیہ محض کھوکھلی دھمکیوں پر یقین نہیں رکھتی۔ وہ اپنے مجاہدین اور عوام پر ہونے والے مظالم کا بدلہ لے کر رہتی ہے۔

صوبہ کنڑ کے جہادی ذمہ دار مولوی محمد اسمٰعیل سے گفتگو

حبیب مجاہد

صوبہ 'کنڑ' افغانستان کے مشرق میں واقع ہے۔ جس کے مشرق میں پاکستان، جنوب میں ننگرہار، شمال میں نورستان اور مغرب میں نورستان اور لغمان کے کچھ حصے واقع ہیں۔ کنڑ کا رقبہ 6962 مربع کلومیٹر اور آبادی حالیہ اعداد و شمار کے مطابق 5 لاکھ ہے۔ کنڑ کا مرکز 'اسعد آباد' شہر ہے۔ جو نامور مسلم مفکر سید جمال الدین افغانی کی جائے پیدائش ہے۔ کنڑ کی انتظامی تقسیمات میں علاقوں کے نام کچھ یوں ہیں:

مرکز اسعد آبا، مانوگی، مرورہ، وٹہ پور، نرنگ، سرکانی، دانگام، شیگل، چپہ درہ، نورگل، چوکی، خاص کنڑ، ناڑی، غازی آباد، اسمار۔

کنڑ ایک پہاڑی علاقہ ہے، جس کے پہاڑ جنگلوں سے ڈھکے ہوئے ہی۔ کنڑ کو ایک بڑے دریا، ہرے بھرے درّوں اور جنگلوں نے ایک فطری حسن کا شاہکار بنا دیاہے۔ اس کی اسی رنگینی کی وجہ سے اسے اسٹریٹجک اہمیت بھی حاصل ہوگئی ہے۔ صوبہ غزنی کے رہنے والے 'مولوی محمد اسمٰعیل صاحب' جو اب تک غزنی اور زابل میں جہادی امور کے ذمہ دار یا گورنر کی حیثیت کام کرتے رہے، حال ہی میں امارت اسلامیہ کی جانب سے کنڑ میں جہادی امور کے ذمہ دار مقرر کیے گئے ہیں۔ کنڑ کے حالات کے حوالے سے ہم نے ان سے تفصیلی گفتگو کی، جو آپ کی نذر کی جا رہی ہے۔

<u>سوال:</u> ہم آپ سے سے کنڑ کے جہادی حالات جاننا چاہیں گے۔

<u>جواب:</u> سب سے پہلے مَیں آپ کو اور تمام قارئین کو السلام علیکم کہوں گا۔ جناب والا! کنڑ افغانستان کے اُن صوبوں میں سے ہے، جہاں روس کے خلاف جہاد کی روشن تاریخ کی طرح امریکی جارحیت کے خلاف جہاد میں بھی بڑا کردار ادا کیا گیاہے اور یہاں سرانجام دیے جانے والے کارناموں ایک تاریخ رقم کی ہے۔ یہ صوبہ اسٹریٹجک بناوٹ اور محل وقوع کے باعث انتہائی اہم ہے۔

<u>سوال:</u> اگرچہ امریکی صدر بارک اوبامانے 2014 کے آخر میں افغانستان میں جنگ ختم کر دینے کا اعلان کیا تھا، مگر عملاً یہ دیکھنے میں آیا کہ یہ محض ایک دھوکہ تھا۔ امریکی فوجی افغانستان میں ہیں اور جنگ میں ان کا کردار سب کے سامنے ہے۔ کنڑ کے بارے میں بتائیں کہ وہاں امریکی فوجی موجود ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو کیا وہ عسکری کارروائیوں میں شریک ہوتے ہیں؟

<u>جواب:</u> کنڑ میں امریکی پہلے بڑی تعداد میں موجود تھے اور انہوں نے بہت سے علاقوں میں پختہ بیس تعمیر کر رکھے تھے، مگر بعد میں مجاہدین کے حملوں سے جارحیت پسند یہاں سے بھاگنے پر مجبور ہوگئے۔ ابھی جہاں تک ہماری معلومات ہیں، امریکی مستقل طور پر یہاں نہیں رہتے۔ خصوصی آپریشنز کے لیے عارضی طور پر آ جاتے ہیں۔ جس طرح چند ماہ قبل جب مجاہدین نے برگمتال، کامدیش اور ناڑی کا راستہ اسمار کے علاقے میں بند کر دیا اور دو ماہ تک اشرف غنی کے جنگجو اہل کاروں کو شدید محاصرے میں رکھا۔ کابل انتظامیہ نے راستہ کھولنے کے لیے بڑا آپریشن شروع کیا، جس کے لیے امریکی بھی ایک یہاں آئے اور عارضی طور پر سرکانو کے مرکزی بیس میں رہنے لگے۔ اس کے علاوہ امریکانے ڈرون طیاروں کے ذریعے کنڑ میں جنگ جاری رکھی ہے۔ یہ لوگ وہاں مسلسل ڈرون حملے کرتے ہیں۔ چوں کہ مجاہدین احتیاطی تدابیر سے کام لیتے ہیں، اس لیے دشمن کے ان حملوں کا کوئی مثبت نتیجہ نہیں نکلتا۔ المناک بات یہ ہے کہ کنڑ میں ڈرون حملوں سے عوام کا نقصان بہت زیادہ ہوتا ہے۔ جارح فوجی بار بار عام لوگوں کے گھروں، گاڑیوں اور اجتماعات پر ڈرون حملے کرتے ہیں۔ کچھ واقعات کی تفصیل آپ میڈیا پر بھی دیکھ چکے ہوں گے۔ دشمن اس طرح کے واقعات ہمیشہ خفیہ رکھتا ہے اور مغربی میڈیا اس حوالے سے کچھ شایع نہیں کرتا۔

سوال: جب چند سال قبل جارح قوتوں کو کنڑ میں شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا اور انہیں شدید نقصان پہنچا تو امریکی فوجی قیادت نے اعلان کیا کہ نئی حکمت عملی کے مطابق اپنی فوج کو مضافاتی علاقوں سے پسپا کر کے مرکزی پوائنٹ کی حفاظت کریں گے۔ مضافاتی علاقوں میں عراق کی طرح مقامی ملیشیا اور اربکیوں کا سلسلہ شروع کر دیں گے، تاکہ مجاہدین کی قوت کا راستہ روکیں۔ آپ کے خیال میں دشمن کی نئی حکمت عملی کامیاب ہے؟ اور کیا مقامی ملیشیا کے ذریعے مجاہدین کی پیش قدمی میں فرق آیا ہے؟

جواب: امریکا اور اس کی کٹھ پتلی انتظامیہ نے کنڑ میں اربکیوں کے لشکر بنانے کے لیے بہت کوششیں کیں، مگر عوام کے شعور اور بصیرت کی وجہ سے ان کا یہ پروگرام مکمل طور پر کامیاب نہ ہو سکا۔ انہوں نے اربکیوں کے لشکر بنا تو دیے، مگر اربکی لشکر متعلقہ ضلع کے مرکز ہی میں محصور رہے۔ وہ کبھی ہمت کرے مجاہدین کے مقابل نہیں آسکے۔ صرف ضلع دانگام میں اربکیوں کا کچھ عرصے تک کنٹرول رہا اور وہاں چند چیک پوسٹیں قائم کی تھیں، جن پر پچھلے سال مجاہدین نے آپریشن کیا اور یہ تمام چیک پوسٹیں اور مراکز صاف کر دیے۔ دانگام کا اربکی کمانڈر خان جان بھی رواں سال کارروائیوں میں ہلاک ہو گیا ہے۔ اسی طرح کنڑ کی سطح پر اربکیوں کا جنرل کمانڈر عمری آپریشن میں میں رمضان کے آخری ایام میں سرکانو میں ایک بم دھماکے میں مارا گیا۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ کنڑ میں اربکی یا دیگر کوئی ملیشیا مجاہدین کے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے۔

سوال: گزشتہ کچھ عرصے میں امارت اسلامیہ کو چند اہم آزمائشی مراحل سے گزرنا پڑا، جن میں امارت اسلامیہ کے مؤسس اور بانی کی وفات، امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور کا تقرر اور اُن کی شہادت اور امیر المؤمنین شیخ ہیبت اللہ صاحب کا تقرر۔ کنڑ کے مجاہدین کا اس سلسلے میں اتحاد و اختلاف کا کیا معاملہ رہا تھا؟

جواب: الحمدللہ! کنڑ میں بھی افغانستان کے دیگر علاقوں کی طرح یہ دونوں مراحل بہت خیریت سے گزرے۔ سب مجاہدین متحد رہے۔ کوئی مخالفت نظر نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے کنڑ کے مجاہدین اور رہنماؤں کو بڑی بصیرت اور ذمہ دارانہ صفات سے نوازا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ موجودہ دور میں دنیا بھر کی جہادی تنظیموں کو مشکلات اسی لیے درپیش ہیں کہ وہ بہت چھوٹی باتوں پر آپس میں اختلاف کا شکار ہو کر تقسیم ہو چکے ہیں۔ جس سے ہر جگہ مجاہدین کی قوت کمزور ہو جاتی ہے۔ اس طرح وہ دشمن کے مقابلے میں بے بس ہو جاتے ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ کفر کے مقابلے میں ہماری قوت کا راز سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی مدد اور دوسرے نمبر پر آپس کا اتحاد ہے۔ جب شعبان میں شیخ ہیبت اللہ صاحب امیر المؤمنین مقرر کیے گئے تو فیصلہ یہ کیا گیا تھا کہ ہر صوبے کا سربراہ اپنے صوبے کی جانب سے شیخ صاحب کی بیعت کرے گا۔ مقامی مجاہدین نے بہت خلوص اور محبت سے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور مَیں نے ان سب کی طرف سے شیخ صاحب کے لیے بیعت لی۔ اگرچہ کنڑ میں مختلف مسالک کے لوگ رہتے ہیں، مگر ان سب کا نصب العین ایک ہے۔ وہ آپس میں بھائیوں کی طرح رہتے ہوئے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چاہتے ہیں۔

سوال: آپ نے حال ہی میں کنڑ کے مختلف علاقوں میں لوگوں سے ملاقاتیں کی ہیں۔ مجاہدین اور عام لوگوں سے ملے ہیں۔ وہاں کے عام لوگ مجاہدین کے بارے میں کیا تاثر رکھتے ہیں؟

جواب: الحمدللہ! کنڑ کے دور دراز علاقوں اور دیہاتوں میں گیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ اس خطے کے لوگ بہت مضبوط عزم کے ساتھ امارت اسلامیہ اور مجاہدین کے ساتھ ہیں۔ کنڑ اور دوسرے علاقوں کے لوگوں کے درمیان فرق جو دیکھا، وہ یہ تھا کہ دوسرے علاقوں میں عام لوگ مجاہدین سے تعاون کرتے ہیں تو وہ مجاہدین کو کھانا کھلانے، رات بسر کرنے کے لیے ٹھکانہ اور ضروری مدد صرف جنگ میں ایمرجنسی تعاون کی حد تک ہوتا ہے، مگر کنڑ کے عام لوگ بھی عملاً مجاہد ہیں۔ سب نے اپنے گھروں میں جہاد کے لیے ضروری اسلحہ رکھا ہوا ہے۔ جب آپریشن کا نعرہ لگتا یا دشمن کی جانب سے کارروائی کی خبر آتی ہے تو گاؤں کے نوجوان اپنا اسلحہ لے کر جنگ میں براہ راست شریک ہو جاتے ہیں۔ ہم ایک دفعہ ضلع ناڑی میں تھے اور ایک آپریشن کا فیصلہ کیا گیا۔ اعلان کے ساتھ ہی 800 مسلح مجاہدین جمع ہو گئے،

جن میں اکثریت مقامی نوجوانوں کی تھی۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ کنڑ کے عوام مجاہد ہیں، جو امارت اسلامیہ کے پرچم تلے کسی بھی جہادی قربانی اور جد وجہد سے دریغ نہیں کرتے۔

سوال: چند ماہ قبل امریکی صدر نے اعلان کیا تھا کہ وہ افغانستان میں اپنی فوج کو ایک بار پھر جنگ کے اختیارات دیں گے۔ اسی طرح تازہ ترین اعلان کیا ہے کہ مزید 800 فوجی افغانستان بھیجیں گے، جو چینوک اور بلیک ہاک ہیلی کاپٹروں سے مسلح ہوں گے۔ یہ مجاہدین کے خلاف جنگ میں حصہ لیں گے۔ اس اعلان کے حوالے سے آپ کا ردعمل کیا ہے؟

جواب: جیسا کہ امارت اسلامیہ کی جانب اس حوالے سے رسمی اعلامیے میں کہا گیا ہے کہ اس طرح کے اعلانات اور طاقت کی نمائش شکست خوردہ دشمن کے پروپیگنڈے کے نمونے ہیں۔ شکست خوردہ دشمن اس طرح کے اعلانات کے ذریعے مجاہدین کو ڈرانے کی کوشش کر رہا ہے، مگر اسے معلوم ہونا چاہیے کہ مجاہدین نے گزشتہ 15 سالوں میں ثابت کر دیا ہے کہ وہ امریکا یا کسی بھی طاغوتی قوت سے نہیں ڈرتے۔ ہمارے خیال میں جب دو سال قبل امریکا نے جنگ کے خاتمے کا اعلان کیا تھا، وہ تب بھی عملی طور پر جنگ سے دست بردار نہیں ہوا تھا۔ صرف جنگ کی شکل بدل گئی تھی۔ اُسے براہ راست مجاہدین سے لڑنے میں بہت نقصانات اٹھانا پڑتے تھے، اس لیے زمینی جنگ کے اکثر اختیارات افغان کٹھ پتلیوں کو دے دیے گئے اور خود چھاپوں اور ڈرون حملوں کی کارروائیوں تک محدود رہ گئے۔ ابھی جب امریکا پھر سے براہ راست زمینی جنگ میں شریک ہونے لگا ہے تو اس کا مجاہدین پر مثبت اثر اس لیے پڑا ہے کہ امریکی فوج فساد کی اصل جڑ ہے اور اس طرح سے مجاہدین کو امریکی فوج تک رسائی کا موقع مل جاتا ہے۔ اوباما کو سمجھ لینا چاہیے کہ افغانستان میں امریکا اور مغرب کی ڈیڑھ لاکھ فوج کچھ نہیں کر سکی تو اس کے 800 فوجی کیا کر لیں گے؟! ایک مجاہد کی حیثیت سے کہتا ہوں کہ کنڑ اور پورے افغانستان میں مجاہدین دشمن کے ہر طرح کے مقابلے کے لیے تیار ہیں۔ مجاہدین کبھی جہاد میں تھکتے نہیں ہیں۔ کیوں کہ وہ جہاد کو سب سے بڑی عبادت سمجھتے ہیں۔ جب کہ موت تک اپنے آپ کو اس فرض کا ذمہ دار سمجھتے ہیں۔

سوال: کوئی ایسا پیغام، جو آپ قائین کو دینا چاہیں؟

جواب: میرا پیغام مجاہدین کے لیے ہے۔ اور وہ یہ کہ اسلامی تاریخ کے عبرت ناک واقعات اور حالیہ قریبی عرصے میں جہادی تحریکوں کی ناکامیوں سے عبرت پکڑیں۔ اپنا مستقبل متعین کرنے میں ان سے مدد حاصل کریں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ جب بڑی بڑی تحریکیں معمولی باتوں پر اختلافات کا شکار ہوئیں، اللہ تعالی نے انہیں اپنی نصرت سے محروم کر دیا۔ پھر وہ انتہائی شدید حالات کا شکار ہو گئے اور بڑے فتنوں میں گر گئے۔ ان کو دیکھتے ہوئے ہم اللہ تعالی کے اس ارشاد مبارک پر نظر رکھیں: ''ولاتنازعوا فتفشلوا!'' (آپس میں مت جھگڑو، ورنہ تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی) پر عمل کریں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری جنگ کامیاب ہو جائے، اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس طویل انقلاب کے شہداء، زخمیوں، معذوروں، قیدیوں اور مہاجرین کی خواہشات اور ارمانوں کی تکمیل کریں تو ہمیں آپس کے اتحاد واتفاق کا رشتہ مضبوط کرنا ہوگا۔ امارت اسلامیہ آج پوری دنیا میں جہادی تحریکوں کے لیے استقامت، ثابت قدمی، عقل مندی، اتحاد اور جہادی بصیرت کی علامت بن گئی ہے، اس امارت کو اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت سمجھیں۔ اس کا احترام کریں۔ اطاعت کریں۔ اگر ہم نے اس کی ناقدری کی یا کم حیثیت سے دیکھا تو اللہ تعالی کے سخت عذاب کا شکار ہو جائیں گے۔

لہذا مجاہدین اپنا اتحاد برقرار رکھیں۔ بڑوں کی اطاعت کریں۔ مخالفت اور انحراف سے بچیں!

0000

زندگی میں مظلوم اور شہادت کے بعد بھی مظلوم

ڈاکٹر ہانی السباعی
ترجمہ: عمر علی روحانی

دنیا بھر کے مسلمانوں بالخصوص افغانستان کے مجاہد عوام کو ملا اختر محمد منصور کی شہادت پر تعزیت کا اظہار کرتا ہوں اور شیخ الحدیث مولوی ہیبت اللہ اخونزادہ کو امارت اسلامیہ کے نئے امیر منتخب ہونے پر سب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ ملا منصور اپنے وقت میں اسلام کے ایک عظیم ہیرو تھے۔ مولوی ہیبت اللہ اخونزادہ جید کو علمائے کرام کی شوریٰ نے متفقہ طور پر ان کا جانشین مقرر کیا ہے۔ اسلام میں اہم رہنماؤں کی شہادت معمول کی بات ہے۔ یہ کوئی قابل تشویش امر نہیں ہے۔ اگر اسلام مخالف بین الاقوامی قوتیں سب مل کر اسلام کے خلاف زور آزمائی کریں، تب بھی اسلام کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام کو ختم کرنے والے احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔ خاص طور پر افغانستان تو ہمیشہ طاغوتی قوتوں کے لیے قبرستان ثابت ہوا ہے۔

''وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ'' (آل عمران: 146)

''وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ'' (آل عمران: 169)

ہمارا عقیدہ ہے کہ جہاد میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والے شہداء ہیں۔ زندہ بچ جانے والے جیت رہے ہیں اور قید ہونے والے لوگ اللہ کی رضا اور اجر حاصل کر رہے ہیں۔ امریکا نے امارت کے سربراہ 'ملا' کو مار دیا، لیکن اللہ نے انہیں متعدد مولوی رہنماؤں کا تحفہ دیا۔ کیوں کہ افغانیوں کی اصطلاح میں 'ملا' سے مولوی کا رتبہ کچھ زیادہ ہے۔ نئے سربراہ خود بھی مولوی ہیں اور ان کے دو معاونین بھی مولوی ہیں۔ افغانستان کی تاریخ میں اتنا ظلم کسی بھی رہنما کے ساتھ نہیں ہوا ہے، جتنا ظلم ملا اختر محمد منصور کے ساتھ ہوا ہے۔

ملا اختر محمد منصور گزشتہ سال مجاہدین کی سپریم کونسل کی طرف سے امارت اسلامیہ کے نئے سربراہ مقرر ہوئے تھے، جن کی امارت کا ابھی تک سال بھی مکمل نہیں ہوا تھا کہ امریکا نے انہیں نشانہ بنا کر شہید کر دیا۔ ملا اختر محمد منصور کوئی عام آدمی نہیں تھے کہ حادثاتی طور پر مجاہدین کے سربراہ مقرر ہوئے ہوں، بلکہ انہوں نے افغانستان کی معروف جہادی شخصیت مولوی محمد یونس خالص کے زیر سایہ روسیوں کے خلاف جہاد کیا۔ جب افغانستان میں شر اور فساد کا دور شروع ہوا اور اس کے خلاف مجاہدین نے اسلامی تحریک کا آغاز کیا تو ملا منصور بھی تحریک کے بانی رہنماؤں میں تھے۔ جنہوں نے ملا محمد عمر مجاہد کے شانہ بشانہ جہاد کیا۔ وہ شہادت سے پہلے بھی مظلوم تھے اور شہادت کے بعد بھی مظلوم ثابت ہوئے۔ ان پر کچھ حلقوں نے اعتراضات کیے کہ انہوں نے ملا محمد عمر کی موت کو دو سال تک کیوں خفیہ رکھا؟ بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ وہ ایران کیوں گئے؟ مَیں ان لوگوں سے کہتا ہوں کہ خدا کا خوف کریں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر غور کریں:

''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ''

امارت اسلامیہ کی شوریٰ مفسرین، محدثین اور فقہی علمائے کرام پر مشتمل ہے۔ وہ متفقہ طور پر کہتے ہیں کہ ملا اختر محمد منصور انتہائی معزز اور نیک آدمی تھے۔ وہ مجاہد اور مسلمانوں کے امیر تھے۔ ان کے احترام کے طور پر انہیں امیر المؤمنین کا لقب دیا گیا۔ امریکی وزیر خارجہ جان کیری نے ان کو شہید کرنے کے بعد کہا کہ وہ امریکا کے دشمن تھے۔ وہ افغانستان میں امریکا کے لیے خطرہ تھے۔ جان کیری نے لاکھوں افواج کے بل بوتے پر افغان سرزمین اور فضا پر قبضہ کیا ہے۔ وہ خود کو افغانستان کے لیے خطرہ نہیں سمجھتے ہیں، بلکہ افغانستان ہی کے ایک مظلوم انسان کو امریکا کے لیے سنگین خطرہ قرار دے رہے ہیں۔ یہ کون سی منطق ہے؟

جب امریکا نے افغانستان پر فضائی حملوں کا آغاز کیا تو کچھ مجاہدین پاکستان منتقل ہو گئے، لیکن پاکستان میں انہیں گرفتار کر کے امریکا کے حوالے کر دیا گیا۔ کچھ مجاہدین اپنی حفاظت کے لیے بلوچستان چلے گئے۔ خواہ وہ ایران کے بلوچ تھے یا پاکستان کے، ایران میں تو صرف حکومت شیعہ ہے، باقی تو سنی آبادی اور ان کا اثر

و رسوخ شیعہ لوگوں سے زیادہ ہے۔ ایران کے بلوچستان میں لاکھوں سنی مسلمان آباد ہیں، لیکن ایرانیوں نے اب تک انہیں تسلیم نہیں کیا ہے۔ تو ملا اختر محمد منصور کے پاسپورٹ کی بات بالکل جھوٹ اور پروپیگنڈہ ہے۔ اگر ہم اس بات کو تسلیم بھی کر لیں تو یہ کوئی بُری بات بھی نہیں ہے۔ کیوں کہ اُنہوں نے کسی ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف سفر کرنے کے لیے پاسپورٹ بنایا ہوگا۔ مَیں منصور شہید رحمہ اللہ کو انتہائی مظلوم شہید سمجھتا ہوں۔ سب سے بڑا ظلم تو یہ ہے کہ آج کل ذرائع ابلاغ پر ان کے خلاف منفی پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔

ملا اختر محمد منصور کو گزشتہ سال جولائی میں امارت اسلامیہ کی سپریم کونسل نے اپنا امیر منتخب کر کے اس کا باضابطہ اعلان کیا تھا۔ مَیں نے آپ لوگوں کو قندوز کی فتح کی خوش خبری دی۔ قندوز ملا منصور کی قیادت کے دور میں فتح ہوا۔ 600 سے زائد مظلوم مسلمان قیدیوں کو وہاں جیل سے رہا کرایا گیا۔ قندوز شہر کو مکمل طور پر آزاد کیا گیا۔ لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ہم یہاں خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ ملا محمد عمر مجاہد کی موت کے اعلان کے بعد قندوز کو فتح کرنے کا اقدام کیا گیا۔ کہا جا رہا ہے کہ ملا محمد عمر رحمہ اللہ تعالیٰ 2013 میں انتقال کر گئے تھے، لیکن ملا منصور نے ان کی موت کو دو سال تک خفیہ رکھا، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ملا منصور ذہین شخص تھے۔ مجاہدین اسی طرح منظم، فعال اور متحرک تھے۔ ان کی مزاحمت میں کوئی کمی نہیں آئی۔ ان کی فتوحات اور کارروائیوں کا سلسلہ حسب سابق جاری تھا۔ ان کی وفات سے تحریک کی قیادت پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ پشتو، فارسی، عربی، اردو اور انگریزی زبان میں امارت کی خبروں کی اشاعت ہوتی رہی۔ امریکا نے دباؤ ڈالنے کی بھرپور کوشش کی کہ امارت اسلامیہ کی خبروں کی اشاعت کا سلسلہ روک دے، اسی طرح پاکستان نے بھی کوشش کی کہ ملا محمد عمر کے بارے میں معلومات حاصل کرے، لیکن وہ سب بُری طرح ناکام رہے۔

ملا منصور نے ساری زندگی دینی مدارس میں یا جہاد میں گزاری۔ انہوں نے روسیوں کے خلاف پھر افراتفری اور شر و فساد کے خلاف اور اب امریکا اور اس کے اتحادیوں کے قبضے کے خلاف مقدس جہاد کیا۔ انہوں نے افغانستان کو کفر اور کرپشن سے پاک کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ درحقیقت وہ عظیم رہنما تھے۔ ان کا تعلق قندھار سے تھا۔ ملا محمد عمر بھی قندھار کے باشندے تھے۔ جب کہ مولوی ہیبت اللہ اخونزادہ بھی قندھاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قندھاری عوام کے ذریعے کفری قوتوں پر عذاب مسلط کیا ہے۔ امارت اسلامیہ کے دورِ حکومت میں ملا منصور کو اہم وزارت کا قلمدان سپرد کیا گیا تھا، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان پر تحریک کا بھرپور اعتماد تھا۔ افسوس آج کچھ نادان ان پر احمقانہ الزامات لگا رہے ہیں۔ اے اللہ! جو لوگ بھی ان پر الزامات لگا رہے ہیں کہ وہ ایران یا پاکستان کے ایجنٹ تھے۔ یااللہ اُنہیں برباد کر کے دنیا و آخرت میں رُسوا کر دے۔

ایسے منفی پروپیگنڈے مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لیے کیے جا رہے ہیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ وہ ایران کیوں گئے؟ یہ لوگ یہ کیوں نہیں کہتے کہ امریکی ڈرون طیارے نے انہیں نشانہ کیوں بنایا ہے؟ یہ نہیں سوچتے کہ امریکیوں کے ہاتھوں مسلمانوں کا خون کون بہا رہا ہے؟ ملا اختر محمد منصور نے 40 سے زائد ممالک کا مقابلہ کیا۔ 2001 سے مسلسل 15 سال تک جہادی سرگرمیوں میں پیش پیش رہے۔ سوال یہ ہے کہ اتنی عظیم قربانیاں دینے کے باوجود وہ کسی ملک کے ایجنٹ تھے؟ جو لوگ لاعلمی نادانی یا جان بوجھ کر ان پر یہ الزام لگا رہے ہیں، دراصل وہ علماء کی شوریٰ پر اعتراض کر رہے ہیں۔ کیوں کہ ملا منصور کو علماء کی شوریٰ نے منتخب کیا تھا۔ ملا منصور اس سے پہلے بھی شوریٰ کے معزز رکن تھے اور اس کے بعد اسی شوریٰ نے انہیں اپنا امیر منتخب کیا۔ قیادت سنبھالنے کے بعد اپنے پہلے خطاب میں انہوں نے کہا کہ ہمارا مقصد اسلامی نظام کا نفاذ ہے۔ امریکا نے اسلامی نظام کا راستہ روکنے اور جمہوریت کو فروغ دینے کے لیے اشرف غنی کو افغانستان پر مسلط کیا۔ ملا محمد عمر نے اپنی زندگی میں ملا اختر محمد منصور کو اہم امور پر دستخط کرنے کا اختیار دیا تھا۔ ملا منصور عملی مجاہد تھے۔ وہ جنیوا، قطر اور ترکی کے ہوٹلوں کے مجاہد نہیں تھے۔ انہوں نے بین الاقوامی دہشت گردوں کی دہشت سے محفوظ رہنے کے لیے نقل و حرکت کو کنٹرول کیا تھا۔ ملا محمد عمر رحمہ اللہ نے بھی اسی وجہ سے سادہ زندگی اختیار کر کے دشمنوں کے شر سے خود کو محفوظ کیا۔ ملا منصور کو پاکستانی انٹیلی جنس کی نشاندہی پر امریکا نے نشانہ بنایا یا ایران نے ان کی جاسوسی کی ہے۔

جب امارت اسلامیہ کی حکومت کو ختم کرنے کے بعد مجاہدین دوبارہ فعال ہوئے تو بہت سے رہنماؤں نے چہروں کو چھپائے رکھا، لیکن پہلی بار ملا اختر محمد منصور کے ساتھ بیعت کی ویڈیو فوٹیج نشر کی گئی۔ کیوں کہ ملا محمد عمر کی بیعت پر کچھ لوگوں نے شکوک و شبہات کا اظہار کیا تھا۔ کیوں کہ ان کی بیعت کی ویڈیو فوٹیج کسی نے نہیں دیکھی تھی، لیکن ملا منصور نے ان شکوک کو اس انداز سے ختم کیا۔

کسی مسلمان رہنما کے انتخاب کے وقت لوگوں کا اتنی کثرت کا مشاہدہ اس سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا۔ ملا اختر محمد منصور کی بیعت کے وقت اتنے لوگ جمع ہو گئے تھے کہ ایک بڑی مسجد میں تل دھرنے کو جگہ نہیں تھی۔ ملا محمد عمر، ملا اختر محمد منصور اور مولوی ہیبت اللہ اس تحریک کے بانی اور عظیم رہنما تھے۔ وہ کسی ملک کے آلہ کار نہیں تھے؟ ملا اختر منصور کی شہادت کا اعلان امریکی صدر اوباما نے خود کیا۔ امارت اسلامیہ کی شوریٰ نے عظیم حکمت کی بنا پر چند دن کے لیے خاموشی اختیار کی، اس دوران انہوں نے صورت حال پر قابو پالیا اور حالات کنٹرول ہو گئے۔ اندرون خانہ نئی قیادت کے انتخاب کا مرحلہ طے کیا۔ اس کے بعد ان کی شہادت کا اعلان کیا۔ یہ ایک شرعی سیاست ہے۔

ملا اختر محمد منصور کو جس علاقے میں نشانہ بنایا گیا، وہ صوبہ قندھار کے مضافات اور پاکستان کے صوبہ بلوچستان کے ضلع نوشکی کے بہت قریب ہے۔ وہ اس علاقے میں شہید کیے گئے، جہاں پاکستان اور امریکا کے درمیان کسی بھی طیارے کو پرواز کرنے کے لیے منع کیا گیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ امریکی جاسوس طیارہ اس ممنوع علاقے میں کیسے داخل ہوا؟ عجیب بات یہ ہے کہ پاکستان کے وزیر داخلہ نے کہا کہ ملا منصور کو ایران میں کیوں نشانہ نہیں بنایا؟ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اُن کی اطلاع پاکستان نے دی ہے یا ایران نے دی ہے۔ کیوں کہ پاکستان میں بھی ایسے لوگ اور فرقے ہیں، جن کے ایران کے ساتھ اچھے روابط اور تعلقات ہیں۔ جن میں قادیانی، اسماعیلی اور پاکستان کی سابق وزیر اعظم جو شیعہ تھیں، شامل ہیں۔ اس کے علاوہ پاکستان کے مختلف اداروں اور فوج میں بھی شیعوں کا بھی کچھ اثر و رسوخ ہے۔ اگر اس علاقے کا جائزہ لیا جائے، جہاں اُنہیں نشانہ بنایا گیا تھا تو الزام پاکستان پر عائد ہوتا ہے۔ کیوں کہ پاکستان کی قید میں موجود امارت کے رہنما ملا عبدالغنی برادر نے پاکستانی حکام کو صاف صاف کہا تھا کہ آپ سنیوں کے دشمن ہیں۔ مجاہدین کے دشمن ہیں۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ آپ لوگوں کا امریکا کے ساتھ خفیہ معاہدہ ہے اور ہمیں دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہو۔

عرب چینلز نے افواہ پھیلائی کہ امارت اسلامیہ میں اختلافات ہیں، جو بعد میں جھوٹ ثابت ہوئی۔ فی الوقت حکومت میں کام کرنے والے عبدالحکیم مجاہد نے بھی ان افواہوں کو مسترد کر دیا۔ ملا اختر محمد منصور کے پاسپورٹ اور ویزے کے بارے میں یہ وضاحت پیش کرتا ہوں کہ بہت سارے سنی مسلمانوں نے ایران کا پاسپورٹ بنایا ہے اور بہت سارے فلسطینی مسلمانوں نے اسرائیل کا پاسپورٹ حاصل کر رکھا ہے، تاکہ وہ اس طرح سے اپنی ضروریات کو پورا کر سکیں۔ دیگر ممالک میں آزادانہ طور پر سفر کر سکیں، لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ وہ یہودیوں کے ایجنٹ ہیں۔ یہ دنیا کا قانون ہے کہ کوئی مسلمان کسی کافر ملک کی زبان سیکھے اور اس ملک کا پاسپورٹ حاصل کرے اور پھر اس ملک میں ان دستاویزات کے ساتھ سفر کرے۔ اس دوران راستے میں سکیورٹی اہل کاروں کی جانب سے اسے روک کر قانونی دستاویزات کے باعث آگے جانے کی اجازت دی جاتی ہے، لیکن اگر اس کے ساتھ امارت اسلامیہ کی دستاویزات ہو یا وہ یہ جواب دیں کہ مَیں امارت اسلامیہ کا سربراہ ہوں تو آپ کے خیال میں اُن کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ مجاہدین ایسی ہی حکمت عملی اپنائیں۔ کیوں کہ صرف دور دراز علاقوں اور قبائلی لوگ ان کے حامی ہیں۔ شہری لوگ کھل کر ان کی حمایت نہیں کر سکتے ہیں۔

یہ بات واضح ہے کہ 2001 سے آج تک مسلمانوں کے قتل عام میں اوباما نے جارج بش کا ریکارڈ توڑا ہے۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اوباما نے القاعدہ کے سربراہ اسامہ بن لادن اور امارت اسلامیہ کے سربراہ ملا اختر محمد منصور کو مئی میں شہید کیا۔ دونوں کی شہادت کا اعلان اوباما نے کیا۔ سعودی عرب نے عراق میں شیعہ کو برسر اقتدار لانے میں تعاون کیا۔ اسی طرح امریکی اور اس کے اتحادیوں نے شام میں سنیوں کو دبانے کے لیے اتحاد قائم کیا، جس میں سعودی بھی شامل ہوا۔ جب کہ افغانستان میں بھی سنی حکومت کو ختم کرنے اور شیعہ کو برسر اقتدار لانے میں تعاون کیا گیا۔ ملا اختر محمد منصور ایک سنی عالم دین تھے۔ اُنہیں امریکا نے شہید کیا، لیکن حکومت اور سرکاری اداروں نے اس کی مذمت نہیں کی، بلکہ بہت ساری اسلامی تنظیموں نے بھی امریکا کے خوف سے خاموشی اختیار کی۔ یہاں تک کہ اتحاد علماء المسلمین، اخوان المسلمین اور نہ ہی حماس نے اس واقعے کی مذمت کی۔ ان گروپوں نے شام میں سنیوں کے قاتل 'صعلوک' کی موت پر رنج و غم کا اظہار کیا۔ اسی طرح سعودی عرب کے شاہ عبداللہ کی وفات پر بھی تعزیت کا اظہار کیا گیا۔ کوئی ہے جو ملا اختر منصور کی شہادت پر رنج و غم کا اظہار کرے یا تعزیت کرے؟ ''ان اللہ لایصلح عمل المفسدین۔''

ملا منصور جو افغانستان میں سنی علماء کے سربراہ تھے، ہم ان کی شہادت پر تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور نو منتخب امیر مولوی ہیبت اللہ اخونزادہ کو مبارکباد

پیش کرتے ہیں۔ شیخ الحدیث مولوی ہیبت اللہ اخوندزادہ مجاہدین کی حکومت کے دوران عدالت کے سربراہ تھے۔ وہ 1996 میں چیف جسٹس رہ چکے ہیں۔ وہ شیخ القران، شیخ الحدیث، مفتی اور جید عالم دین ہیں۔

امریکا کے افغان ایجنٹ ملا اختر محمد منصور کی شہادت پر خوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔ ان پر ہر قسم کے الزامات لگا رہے ہیں۔ وہ اس بات کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ ملا اختر محمد منصور تو ہم سے بچھڑ گئے، لیکن اللہ تعالی نے قوم کو مولوی ہیبت اللہ تحفہ دیا ہے۔ مَیں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ انہیں پوری اسلامی امت کے لیے باعثِ برکت بنا دیں۔ مجھے امید ہے کہ مولوی ہیبت اللہ اخوندزادہ ایسے کارنامے انجام دیں گے، جن سے اسلام دشمن قوتوں کی نیندیں حرام ہو جائیں گی۔ یہ بات بھی یاد رکھیں کہ ملا اختر محمد منصور تو کبھی کبھی افغانستان سے باہر بھی جاتے تھے، لیکن مولوی ہیبت اللہ اخوندزادہ افغانستان ہی میں مصروف عمل ہیں۔ تاریخ نے ثابت کر دیا ہے کہ غیر ملکی طاغوتی قوتوں کو ہمیشہ قندھار کے لوگوں نے منہ توڑ جواب دیا ہے۔ اب بھی افغانستان کے بیش تر علاقوں پر امارت اسلامیہ کی حاکمیت ہے۔ یہاں تک کہ شمالی صوبوں میں بھی مجاہدین چھا گئے ہیں۔

افغانستان کے صوبہ ننگرہار میں داعش کے آوارہ دہشت گردوں نے پہاڑوں میں چرواہے کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ پھر اس کی ویڈیو بھی جاری کر دی۔ جس کے خلاف امارت اسلامیہ نے آپریشن شروع کر کے ان کا صفایا کر دیا۔ نتیجتے عوام کو ان کے مظالم سے محفوظ کیا۔ یاد رہے کہ مولوی ہیبت اللہ اخوندزادہ کے دو معاونین بھی عالم دین ہیں۔ جن میں ایک اہم جہادی شخصیت مولوی جلال الدین حقانی کے فرزند مولوی سراج الدین حقانی ہیں، جن کے سر کی قیمت امریکا نے کئی ملین ڈالر رکھی ہے۔ جب کہ دوسرے ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے صاحب زادے مولوی محمد یعقوب ہیں۔ ایک بار امریکا نے حقانی صاحب کے دوسرے بیٹے کو سراج الدین حقانی کے شبہ میں شہید کر دیا۔ امریکی انٹیلی جنس ایجنسیوں ایف بی آئی اور سی آئی اے شب و روز ان کی تلاش میں سرگرم عمل ہیں، لیکن اللہ کے فضل سے وہ زندہ اور قابض قوتوں کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ امریکا پروپیگنڈہ کر رہا ہے کہ حقانی نیٹ ورک امارت اسلامیہ کے مجاہدین سے ایک علیحدہ جہادی گروپ ہے، لیکن یہ حقیقت کے برعکس سوچ ہے۔ مولوی جلال الدین حقانی سابق جہادی کمانڈر اور امارت اسلامیہ کے دورِ حکومت میں وزارت قبائلی امور کے وزیر تھے۔ اگر ان کے درمیان اختلافات ہوتے تو مولوی سراج الدین حقانی کبھی مولوی ہیبت اللہ اخوندزادہ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کرتے اور نہ ہی ملا محمد عمر رحمہ اللہ کے فرزند مولوی محمد یعقوب بیعت کا اعلان کرتے۔

امریکا پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے ایک رہنما کو شہید کر دیا تو اس کے بدلے میں بے شمار رہنما آپ کا سامنا کرنے کے لیے میدان میں نکل آئے۔ ہم سب ملا منصور کی شہادت پر فخر کرتے ہیں۔ کیوں کہ ہم گھر میں مرنے سے میدان کارزار میں شہادت کی عظیم موت کو ترجیح دیتے ہیں۔ مَیں حلفیہ کہتا ہوں کہ اگر ہم متحد رہے تو ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔ آپ نے اپنی زندگی میں کبھی امریکیوں کو اپنے مخالفین کے ساتھ آمنے سامنے لڑتے ہوئے نہیں دیکھا ہوگا۔ کیوں کہ وہ ہمیشہ طیاروں کے ذریعے جنگ کرتے ہیں۔ ان کے فوجی آمنے سامنے لڑنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ امریکی فوجی، طیاروں سے اُس وقت اور اُس جگہ اترتے ہیں، جب انہیں سو فیصد یقین ہو کہ یہاں مجاہدین موجود نہیں ہیں۔ ایک طالب سے درجنوں ٹینکوں پر مشتمل کانوائے میں موجود سیکڑوں امریکی فوجی ڈرتے ہیں۔ جنگ کے دوران امریکی فوجی ٹینکوں کے اندر پیشاب کرتے ہیں۔ ان کے فوجی جب اپنے ممالک میں جاتے ہیں تو ذہنی مصائب میں مبتلا رہتے ہیں۔ وہ ہمیشہ مقامی لوگوں کو جنگ میں استعمال کرتے ہیں۔ انہوں نے شام اور عراق میں شیعہ لوگوں کو جنگ میں استعمال کیا۔ افغانستان میں کٹھ پتلی لوگوں اور ایجنٹوں کے ذریعے پراکسی وار لڑتے ہیں۔

"لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى مُحَصَّنَةٍ أَوْ مِنْ وَرَاءِ جُدُرٍ ۚ بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ ۚ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ" (الحشر)

وہ ڈرون طیاروں کے ذریعے حملے کر رہے ہیں۔ کمپیوٹر پر بیٹھ کر اپنے مخالفین کو نشانہ بناتے ہیں۔ انہوں نے بہت سارے لوگوں کے ضمیر چند ڈالروں کے عوض خرید لیا ہے، جو اِن کے لیے مخبری کا کام کر رہے ہیں۔ اس طرح جنگ بہت آسان ہے۔ وہ کبھی بھی مجاہدین کا سامنا کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ اس کے باوجود اللہ تعالی نے مجاہدین کی مدد کر کے دشمنوں کو شکست سے دوچار کر دیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالی شیخ الحدیث مولوی ہیبت اللہ اخوندزادہ کی حفاظت فرمائے۔ انہیں مقدس جدوجہد میں سُرخ رُو فرمائے۔ اللہ تعالی تمام مجاہدین کی جدوجہد قبول فرمائے۔

اورلینڈو حملہ مکروہ پالیسیوں کالازمی نتیجہ

شہید زوی

12 جون کو عمر متین نامی ایک 29 سالہ افغان نژاد امریکی نوجوان ریاست فلوریڈا کے شہر اورلینڈو میں ہم جنس پرستوں کے نائٹ کلب میں ایک گن اور پسٹل کے ساتھ داخل ہونے میں کامیاب ہوگیا۔ اُس نے وہاں جمع 320 ہم جنس پرستوں کو یرغمال بناکر فائرنگ شروع کر دی۔ تین گھنٹے تک فائرنگ جاری رہی، جس کے نتیجے میں 50 افراد ہلاک اور 53 زخمی ہوگئے۔ کلب کی سکیورٹی پر مامور پولیس اور ہم جنس پرست گروپ اس حملے کی روک تھام نہ کرسکے۔ جس کے لیے مزید فورس طلب کی گئی۔ جن کے ساتھ فائرنگ کے تبادلے میں تین گھنٹے بعد عمر متین شہید ہوگئے۔

گزشتہ ایک سال میں یہ اپنی نوعیت کا چوتھا حملہ ہے، جو امریکا میں پیش آیا۔ مگر اُن میں سے سب سے بڑا حملہ تھا، جسے امریکی 'منی نائن الیون' کہتے ہیں۔ اس واقعے کے بعد امریکی ادارے ایف بی آئی نے دعوی کیا کہ انہوں نے تین سال قبل شدت پسندوں کے ساتھ عمر متین کے رابطوں کے حوالے سے کچھ شواہد حاصل کیے تھے۔ اس حوالے سے انہوں نے تین مرتبہ عمر متین سے ملاقات بھی کی، مگر تحقیقات کے بعد عمر متین اور شدت پسندوں کے درمیان رابطوں کے حوالے سے کوئی قابل اعتبار دلائل ہاتھ نہ آسکے۔ اس لیے اُس کی فائل بند کر دی گئی تھی۔

عمر متین کے والد کا نام میر صدیق متین ہے، جو فلوریڈا میں رہتے ہیں اور امریکا میں "ڈیورنڈ جرگہ" کے نام سے ایک غیر سرکاری ادارہ چلارہے ہیں۔ جب اس واقعے کے بعد میڈیا نے ان سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ میرے بیٹے کے اس عمل کو اسلام سے نہ جوڑا جائے۔ میرا بیٹا جب دو آدمیوں کے درمیان فحش حرکتیں دیکھتا تھا تو اسے شدید غصہ آتا تھا۔ اس کا غصہ برداشت سے باہر ہو جاتا تھا۔ اسے ہم جنس پرستوں سے شدید نفرت تھی، مگر مجھے اس کے اس عمل کی کچھ بھی خبر نہ تھی۔ ہو سکتا ہے اس نے اس طرح سے اپنے غصے کا اظہار کیا ہو۔ باوجود اس کے کہ عمر متین کے والد صدیق متین نے اپنے بیان میں اس عمل کو ان کا ذاتی فعل قرار دیا اور پوری وضاحت سے کہا کہ امریکا کے مسلمانوں سے اس عمل کو نہ جوڑا جائے، مگر امریکی میڈیا نے اُن کے اس بیان پر کوئی توجہ نہیں دی۔

ماضی میں اس نوعیت کے ہر واقعے کے بعد جس طرح پروپیگنڈا پوری شدت سے کیا جاتا ہے، اس بار بھی اُسی طرح جاری رہا۔

> سوال یہ ہے کہ دنیا کی یہ سپر پاور عبرت پکڑ کر اپنے بُرے اعمال سے توبہ تائب ہو جائے گی؟ لیکن ایسا ہوتا نظر نہیں آتا۔ امریکی تاریخ کو دیکھا جائے تو بہت آسانی سے کہا جا سکتا ہے کہ ان کا مزاج اتنی آسانی سے بدلنے والا نہیں۔ غلطی تسلیم کرنا امریکا کی فطرت میں نہیں ہے۔ امریکا بہت حملے سہہ لے گا، مگر عبرت حاصل نہیں کرے گا۔

عالمی میڈیا عموماً اور امریکی میڈیا خاص طور پر امریکی سیاسی اور انٹیلی جنس اداروں کا وہ کامیاب ذریعہ ہے، جس کے ذریعے وہ ہمیشہ سے ٹیکس دینے والے عام امریکیوں کو دھوکہ دیتے آئے ہیں۔ امریکا میں کسی غیر مسلم کے ہاتھوں ایسا واقعہ ہو جائے تو اسے محض فرد کی جانب منسوب کیا جاتا ہے اور مسلسل یہ کہا جاتا ہے کہ اس کا یہ عمل ملک، زبان، قبیلے اور مذہب کی جانب منسوب نہ کیا جائے، مگر مسلمان کے ہاتھوں ایسے عمل کا ارتکاب ہو جائے تو پھر سارے معیارات بدل جاتے ہیں۔ اسے ایک فرد کا عمل قرار نہیں دیا جاتا۔ اس کی نسبت اسلام کی جانب کی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ریڈیکل اسلام تباہی اور انسانیت کے قتل کی تعلیم دیتا ہے۔

برطانوی پارلیمنٹ کی خاتون رکن 41 سالہ جوکیکس کا تعلق حکومت مخالف جماعت سے تھا۔ وہ دو بچوں کی ماں تھیں۔ 16 جون کو انہیں ملک کے شمالی حصے میں انتہائی بے دردی سے گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔ ان کا قاتل 52 سالہ تامس موقع پر ہی گرفتار کر لیا گیا۔ جسے اگلے دن جج کے سامنے پیش کیا گیا۔ جج نے قاتل سے اس کا نام پوچھا تو اس نے زور سے نعرہ لگایا: 'غداروں کو سزائے موت دی جانی چاہیے۔ آزادی زندہ باد!'

قاتل نے خاتون کو صرف اس لیے غدار قرار دیا کہ وہ برطانیہ کے یورپی یونین سے نکلنے کی مخالف تھی۔ اسے اپنے وقار، معیشت، آئندہ نسلوں کے مستقبل کے خلاف قرار دے رہی تھی، مگر قاتل کی طرح بہت سے دیگر برطانوی لوگوں کی خواہش تھی کہ برطانیہ کو جلد از جلد یورپی اتحاد سے نکلنا چاہیے۔ یہ ملک یورپی یونین میں جتنا زیادہ عرصہ رہے گا، اتنا ہی افریقا اور مشرق وسطی کے بے گھر ہونے والے مہاجرین کی آمد زیادہ ہوگی، جس سے معیشت پر دباؤ، نسلوں میں رنگارنگی اور برطانیہ میں مسلمانوں کی عددی کثرت کا سبب بنے گا۔ جس سے برطانیہ کی تہذیب و تمدن پر گہرے اثرات مرتب ہونے کا اندیشہ ہے۔ انگریز بہت فخر سے یہ دعوی کرتے ہیں کہ ان کے ہاں بے مثال سیاسی برداشت اور تحمل ہے۔ متضاد سیاسی افکار کی موجودگی اور پُرامن طریقے سے اس کی اشاعت کو اپنے سیاسی نظام کی سب سے بڑی خصوصیت قرار دیتے ہیں، مگر انگریزوں کے اسی برطانیہ میں وہاں کے ایک شہری کے ہاتھوں سیاسی عدم برداشت کا ایسا واقعہ پیش آ گیا، جس کی وجہ سے پارلیمنٹ کی ایک بے گناہ خاتون رکن قتل کر دی گئی۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منفی پروپیگنڈے کا نتیجہ یہ ہے کہ پورے مغرب میں مسلمانوں کو شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے پردہ، لباس، شکل و صورت، عبادت، حرکت حتی کہ مساجد تک مشکوک بنا دی گئی ہیں۔ جس کی وجہ سے کارخانوں، رہائشی مقامات، مارکیٹوں، ائیرپورٹس اور دفاتر میں مسلمانوں کو امتیازی سلوک کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

اور لینڈو کے واقعے سے ایسا محسوس ہوتا ہے اس نے مغرب میں زلزلہ برپا کر دیا ہے۔ تقریباً تمام مغربی سربراہان نے اس حملے کی شدید الفاظ مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس المناک واقعے نے انہیں شدید صدمے سے دوچار کر دیا ہے۔ اس موقع پر ہم اور لینڈو کے ہم جنس پرستوں کے ساتھ ہیں۔ صدر بارک اوباما نے اس واقعے کے نتیجے میں ہلاک ہونے والے امریکیوں پر آنسو بہائے اور میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ امریکی عوام اس موقع پر ایک ہیں۔ اپنے ملک کا تحفظ ان کا مضبوط عزم ہے۔ ہم کسی کو بھی اجازت نہیں دیں گے کہ وہ امریکا کو میدان جنگ بنائے۔

امریکی صدر کے اس بیان پر غور کرنے سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ امریکا اور مغرب کی پالیسی یہ ہے کہ 'دنیا میں جنگ ہر حال میں جاری رہے، مگر ان کی سرزمین سے دور رہے۔ ان کے ملکوں میں امن رہے۔ ان کے شہر آسودہ رہیں۔ بازار اور مارکیٹیں آباد رہیں۔ بچے اطمینان سے اسکول جائیں۔ پارکوں میں تفریح کریں۔ عیاشی اور فحاشی کے کلبوں کی گہما گہمی ماند نہ پڑے۔ معیشت ترقی کرتی رہے۔ صنعت و تجارت بڑھتی رہے۔ اسلحہ کارخانوں میں بہت زیادہ اسلحہ اور بم بنتے رہیں۔ تجربہ اور تجارت کے لیے یہ اسلحہ اسلامی ملکوں میں چلایا جائے۔' یہی امریکا اور دوسرے مغربی ممالک کی خواہش ہے۔ جب کہ یہ ان کی سب سے بڑی حماقت ہے۔

امریکا اور مغرب کی پالیسی یہ ہے کہ 'دنیا میں جنگ ہر حال میں جاری رہے، مگر ان کی سرزمین سے دور رہے۔ ان کے ملکوں میں امن رہے۔ ان کے شہر آسودہ رہیں۔ بازار اور مارکیٹیں آباد رہیں۔ بچے اطمینان سے اسکول جائیں۔ پارکوں میں تفریح کریں۔ عیاشی اور فحاشی کے کلبوں کی گہما گہمی ماند نہ پڑے۔ معیشت ترقی کرتی رہے۔ صنعت و تجارت بڑھتی رہے۔ اسلحہ کارخانوں میں بہت زیادہ اسلحہ اور بم بنتے رہیں۔ تجربہ اور تجارت کے لیے یہ اسلحہ اسلامی ملکوں میں چلایا جائے۔

لندن بم دھماکے، ہسپانیہ میں حملہ، پیرس بم دھماکے، برسلز میں بم حملہ اور امریکا میں بڑے پیمانے پر قتل کے واقعات اسی حماقت کا لازمی نتیجہ ہیں۔ ہم جنس پرستی ایک غیر فطری عمل ہے۔ تمام سلیم الفطرت انسان اسے رد کرتے ہیں، مگر مغرب میں فطرت سے بغاوت عروج پر پہنچ چکی ہے۔ جون 2015 میں امریکا بھی ان ممالک کی فہرست میں شامل ہو گیا، جنہوں نے اسے قانونی تحفظ فراہم کر رکھا ہے۔

یورپ امریکا کا تہذیبی و ثقافتی ماحول ہی ایسا ہے، جس میں پلنے بڑھنے والا نوجوان لازمی طور پر برائیوں اور بے وجہ قتل و غارت گری کا مرتکب بن جاتا ہے۔ صرف 5 ماہ اور 12 دنوں میں امریکا میں ماس شوٹنگ کے ایسے 133 واقعات پیش آچکے ہیں۔ ماس شوٹنگ (Mass Shooting) اس حملے کو کہا جاتا ہے، جس میں گن کا استعمال کیا جائے اور اس میں کم از کم 4 افراد ہلاک یا زخمی ہو جائیں۔ جب کہ جس حملے جس میں بھاری تعداد میں ہلاکتیں ہو جائیں، اسے ماس سوسائیڈ (Mass Suicide) کہا جاتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ دنیا کی یہ سپرپاور عبرت پکڑ کر اپنے بُرے اعمال سے توبہ

تائب ہو جائے گی؟ لیکن ایسا ہوتا نظر نہیں آتا۔ امریکی تاریخ کو دیکھا جائے تو بہت آسانی سے کہا جا سکتا ہے کہ ان کا مزاج اتنی آسانی سے بدلنے والا نہیں۔ غلطی تسلیم کرنا امریکا کی فطرت میں نہیں ہے۔ امریکا بہت حملے سہہ لے گا، مگر عبرت حاصل نہیں کرے گا۔ یاد رہے اور لینڈو واقعے کے حوالے سے اکثر تجزیہ کاروں اور مبصرین کی رائے یہ ہے کہ مغربی ممالک کے ماحول میں اخلاقی فساد کا عروج اور مسلمانوں کے خلاف امتیازی سلوک کی وجہ سے مسلمان نوجوان انتہائی رد عمل دکھانے پر مجبور ہوئے ہیں۔ جب کہ کچھ ماہرین مذکورہ اسباب کے ساتھ ساتھ واقعے میں امریکی حکومت کے ملوث ہونے کی تردید نہیں کرتے۔

یہ ماہرین سوال اٹھاتے ہیں کہ امریکا نے اپنے اہداف کے حصول کے لیے پوری دنیا میں اپنا جاسوسی نیٹ ورک بچھایا ہوا ہے۔ اول تو حیرت کی بات یہ ہے کہ ایک شخص تین سال سے ایف بی آئی کی رپورٹ اور نگرانی میں ہے۔ ایسا شخص اسلحہ لے کر کلب تک پہنچنے میں کامیاب کیسے ہو گیا؟ حملے سے قبل اس نے پولیس کو فون بھی کیا، مگر اس کے باوجود کلب کی سکیورٹی پر مامور پولیس کو اس کی اطلاع نہیں دی گئی اور نہ انہوں نے اس کا راستہ روکا۔ مغربی ممالک میں ایسے واقعات میں دس سے پندرہ منٹ تک سکیورٹی فورسز جائے وقوعہ پر پہنچ پوری مہارت سے حملہ آوروں کو قابو کر لیتی ہیں، مگر یہاں اتنی تاخیر کیوں؟ حملہ آور تین گھنٹے تک لوگوں کا قتل عام کرتا رہا۔ فوج آئی نہ کمانڈو اور نہ جدید وسائل سے کام لیا گیا۔ تین گھنٹے بعد پولیس آئی اور بہت آسانی سے کلب میں داخل ہو کر عمر متین کو بہت آسانی سے مار دیا۔ سوال یہ ہے کہ یہ کام تین گھنٹے گزرنے کے بعد ہی کیوں کیا گیا؟ یہ بات بھی بہت عجیب ہے کہ واقعہ ختم ہونے سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ مجرم کون ہے؟ ایک شدت پسند تنظیم سے اس کے روابط بھی بتائے گئے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ دنیا کی یہ سپرپاور عبرت پکڑ کر اپنے بُرے اعمال سے توبہ تائب ہو جائے گی؟ لیکن ایسا ہوتا نظر نہیں آتا۔ امریکی تاریخ کو دیکھا جائے تو بہت آسانی سے کہا جا سکتا ہے کہ ان کا مزاج اتنی آسانی سے بدلنے والا نہیں۔ غلطی تسلیم کرنا امریکا کی فطرت میں نہیں ہے۔ امریکا بہت حملے سہہ لے گا، مگر عبرت حاصل نہیں کرے گا۔

ان تمام باتوں کو دیکھتے ہوئے خیال کیا جارہا ہے کہ دنیا بھر میں **مسلم مخالف** پالیسی کو عملی جامہ پہنانے کے لیے یہ سب ایک منصوبے کے تحت کروایا جارہا ہے۔ جس میں ہم جنس پرستوں کی قربانی دی گئی ہے۔ پچاس کی جگہ سارے ہی ہم جنس پرست ہلاک ہو جاتے تو امریکا کو کیا نقصان ہے۔ یہ لوگ معاشرے کے لیے کلنک کا ٹیکا ہیں، جن سے معاشرے کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ میں اس سب کچھ کے باوجود عمر متین کے جذبے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ اس کے ارادوں پر شک کرنا ٹھیک نہیں سمجھتا۔ مگر میں اس احتمال کی بھی تردید نہیں کرتا کہ امریکا کے جاسوس اداروں نے عمر متین کے ارادوں سے خبریابی کے بعد اس کی راہ میں رکاوٹ بننے کی کوشش نہیں کی۔ ممکن ہے اس ادارے کے کچھ کارکن مسلمانوں کے لباس میں اس کے گرد آئے ہوں اور انہوں نے عمر متین کو حملے کے لیے اس جگہ کی نشان دہی کی ہو۔

اگر واقعۃً امریکا کے جاسوس اداروں کا یہ منصوبہ تھا تو یہ بات بھی ٹھیک ہے کہ مسلمانوں کے خلاف ان اقدامات کا انتہائی بھیانک نتیجہ بھی امریکا کو برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔ حکومت پر عوام کی بداعتمادی بڑھ رہی ہے۔ امریکی حکومت اور سکیورٹی اداروں کی کمزوری پوری دنیا پر واضح ہو رہی ہے۔ مسلمان اپنے دین کے قریب ہو رہے ہیں۔ مغربی مسلمانوں میں اتحاد کی فضا قائم ہو رہی ہے۔ ابھی آگ کم ہے۔ اب بھی موقع ہے کہ اسلامی دنیا میں ظلم و درندگی اور تخریب کاری کا سلسلہ امریکا خود ہی بند کر دے، ورنہ آگ کے شعلے بھڑک اٹھے تو انہیں بجھانا کسی کے بس میں نہیں رہے گا۔

سپین غر کے فلک بوس چوٹیوں کے شیر صفت مجاہد

الحاج مولوی نور محمد حقپال کا مختصر تذکرہ

مفتی ابو محمد حقانی

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

مشرق کے نابغہ روزگار اور اسلامی وحدت کے عظیم داعی سید جمال الدین افغانی رح نے کیا خوب کہا ہے کہ: "مشرق میں بڑا اور نامور آدمی جب زندہ ہوتو مردہ ہوتا ہے اور جب مرجاتا ہے تو زندہ ہوجاتا ہے"۔

یہ بات سچ ہے کہ ہمارے معاشرے میں زندہ علمی، جہادی یا سماجی شخصیات کا اس درجہ احترام نہیں ہوتا اور نہ ان کی تعریف کوئی کرتا ہے۔ یہ لوگوں کے درمیان غائب ہوتے ہیں۔ اور اگر ان کا کوئی علمی اثر یا جنگی کارنامہ سامنے نہ آئے تو کوئی اسے جانتا بھی نہیں اور نہ کوئی ان کے استعداد اور صلاحیت پر فخر کرتا ہے۔ مگر جب مرجاتا ہے اور ان کی آنکھوں سے فنا ہوجاتا ہے تو پھر ان کی یاد منائی جاتی ہے، مرثیے اور نظمیں کہی جاتی ہیں۔ سوانح اور شخصیت پر تحریریں لکھیں جاتی ہیں۔ اب وہ لوگوں کے لیے سب کا متفقہ اور پسندیدہ شخص بن جاتا ہے۔ مگر اب پانی گذر چکا ہوتا ہے، وہ خاک میں مل چکا ہوتا ہے۔ خوشحال خان خٹک نے اپنے ایک ایک شعر یہی مفہوم پیش کیا ہے:

دخوشحال قدر کہ نن پہ ہیچا نشتہ
پس لہ مرگہ بہ یی یاد کا بیر عالم

(خوشحال کی قدر آج کوئی نہیں جانتا موت کے بعد اسے بڑی دنیا یاد کرے گی)

بات مولوی نور محمد حق پال کی شجاعت اور بہادری کی کرنے لگا تھا۔ یہ فقید المثال شخص ایسی عجیب وغریب صفات کا مالک تھا کہ ہمارے جیسے اور بہت سے اس سے بے بہرہ ہیں۔ ان کی شخصیت کی خصوصیات کے متعلق میری معلومات اس لیے ہیں کہ میں اس وقت پشاور میں پانچویں درجے میں پڑھ رہا تھا اور مولوی صاحب میرے ساتھ چند کتابوں میں شریک تھے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ بہت پہلے ہی اس جہادی شخصیت کی سوانح یا کارناموں کا تذکرہ کرتا مگر بدقسمتی ہے کہ انسان بعض اوقات بڑی سے بڑی بھی بھول جاتا ہے۔ ثقافتی کمیشن کے سربراہ کی زندگی میں اللہ تعالیٰ مزید عطا فرمائے انہوں نے بار بار ترغیب دلائی یہاں تک کہ چند الفاظ لکھنے کی توفیق ہوگئی۔ اس وقت جب روسی جارحیت کے خلاف جہاد جاری تھا، وہ مولوی یونس خالص مرحوم کی قیادت میں اسلامی حزب میں انجنیئر محمود کے گروپ میں ایک فعال اور تیز مجاہد کی حیثیت سے پہچانے جاتے تھے اور سپین غر اور تور غر کی چوٹیوں پر عقاب کے جیسے دشمن پر حملہ آور ہوتے۔

پیدائش:

مولوی نور محمد ننگرہار ضلع خوگیانو کے علاقے وزیرو میں پیرہ خیل میں پیدا ہوئے۔ الحاج خیر محمد کے گھر میں 1979 میں پیدا ہوئے۔ اسلامی ماحول میں بڑے ہوئے۔ جہاد اور علم کے کرشموں سے اپنا بہرہ حاصل کیا اور بالآخر اسی راہ میں اپنا پاکیزہ اللہ تعالیٰ کو نذرانہ کردیا۔

تعلیم اور فراغت:

انہوں نے اپنے ماحول کی مشکلات اور ہجرت کی صعوبتوں کی باوجود اپنا علمی سلسلہ جاری رکھا۔ اور ملک کے دیگر علماء کی طرح ابتدائی کتابیں دیار ہجرت میں پڑھیں اور 1993 میں پشاور میں دورہ حدیث پڑھا۔ اسی سال دستار بندی ہوئی۔ اس سے قبل انہوں نے پانچ سال اپنے گاوں کی ایک مسجد میں امامت کے فرائض بھی انجام دیے۔ اور ایک مدرسے میں تدریس بھی کرتے رہے۔ اور دوسرے علماء کی طرح مجاہدین رہنماوں کی آپس کی لڑائیوں میں ملوث رہنے سے خود کو بچایا۔ یہاں تک کہ میوند سے طالبان تحریک کا پرچم اٹھا اور وہ اپنے عظیم قائد ملا محمد عمر مجاہد کی قیادت میں اس لشکر میں شامل ہوگئے۔

ذوالہجر تین شہید:

روسی جارحیت کے وقت ان کی عمر آٹھ سال تھی۔ اسی وقت سے انہیں جہاد سے بے پناہ محبت تھی۔ اسی لیے انہوں نے اپنے خاندان سمیت 1979 میں ہجرت کی اور پاکستان پشاور میں پبو کے مہاجر بازار میں رہنے لگے۔ روس کی شکست کے بعد عام افغان اپنے شہروں کو واپس چلے گئے۔ امارت اسلامیہ کے دور حکومت میں انہوں نے بڑے عہدوں پر کام کیا۔ امریکی جارحیت کے بعد انہیں ذوالہجر تین کی سعادت بھی ملی اور بالآخر 2001 میں پھر ہجرت کرکے پرانے دیار کو پہنچے۔ جارحیت پسندوں کے خلاف ہتھیار اٹھائے۔ اپنے زنگ آلود ہتھیار صاف کیے اور اسلامی نظام کے دشمنوں کے خلاف کمر بند باندھ کر نکل پڑے۔

اسلامی تحریک طالبان میں شمولیت:

یہ وہ دور تھا جب داخلی جنگجوؤں، شرپسند عناصر اور مفاد پرست حلقوں کی جانب سے ملک کو خطرات لاحق تھا۔ افغانستان تقسیم در تقسیم ہوکر ٹکڑوں میں بٹنے

لگا تھا۔ اسی لیے ملک کے طلباء اور علماء کو اپنے ایمانی اور اخلاقی ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے شرپسندوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا پڑا۔ افغان عوام کی خوش قسمتی تھی کہ قندہار کے افق پر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کی قیادت میں طلبہ وعلماء کی ایک جماعت اٹھی۔ جوخوست تک پہنچی اور مولوی نور محمد صاحب بھی اپنے استاد مولوی محمد ظاہر کی قیادت میں ایک گروپ سمیت اس میں شامل ہوگئے۔ یہ گروپ 1996 میں طالبان تحریک میں شامل ہوگیا۔ تحریک کے رہنماوں کے حکم پر لبیک کہا۔ یہاں تک کہ طالبان کے فاتح کمانڈر ملابور جان شہید کے ہاتھوں ننگرہار فتح ہوگیا اور فاتح لشکر کابل کے ماہی پر دروازے تک آپہنچا۔

ذمہ داریاں اور خدمات:

ننگرہار کی طالبان کے ہاتھوں فتح کے بعد مولوی محمد ظاہر نصرت جو عسکری لحاظ سے انتہائی تجربہ کار اور مخلص مجاہد تھے۔ انہیں طورخم اور سرحدی عسکری چوکیوں کے عمومی نگران مقرر کیے گئے۔ مولوی نور محمد حقپال بھی ان کے ساتھ رہے۔ کچھ عرصہ بعد مولوی ظاہر شہید ہوگئے۔ ننگرہار کے ذمہ داران نے ان کی جگہ محمد اللہ وحدت کو جنرل عسکری کمانڈر پر تعینات کیا اور مولوی نور محمد کو ان کا نائب متعین کیا۔ مولوی محمد اللہ وحدت اکثر اوقات شمال میں مخالفین سے جنگوں کی کمان سنبھالتے۔ اس لیے مولوی نور محمد شہید یہاں نگران اور سرپرست رہے۔ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ مولوی محمد اللہ کابل میں گل درے میں شہید ہوگئے اور ان کی جگہ مولوی نور محمد کو تعینات کیا گیا۔ اس کے علاوہ شمال میں خط اول پر جنگی تشکیلات میں ان کا بارہا طلب کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ننگرہار کے سب سے اہم اسٹریٹجک ضلع "درہ نور" کے ضلعی سربراہ بھی تعینات کیے گئے۔ اس کے بعد ننگرہار میں ہسکہ مینا کے ضلعی سربراہ تعینات کیے گئے۔ اس کے علاوہ انہوں نے ننگرہار حکام کے حکم پر وقتاً فوقتاً عسکری قطعات اور گروپوں کی سرپرستی بھی کی۔ طورخم کے شمشاد اقصی بریگیڈ کے کمانڈر رہے۔ اس کے علاوہ دیگر سرحدی علاقوں کے نگران اور ذمہ دار رہے۔

امریکا کی جانب سے امارت اسلامیہ پر جارحیت کے بعد ننگرہار کے عسکری امور کے ذمہ دار کے طور پر ان کا تقرر اور ان حالات میں نئے انقلاب اور صلیبی جارحیت کے خلاف ننگرہار کے علاقے میں جہاد کے نوجوانوں کو تیار کیا۔

ایک ناقابل فراموش تاریخی کارنامہ:

دیگر جہادی اور جنگی کارناموں کے علاوہ بڑا قابل فخر کارنامہ یہ ہے کہ موی نور محمد شہید نے ان شدید حالات میں جب امریکا اور اس کا صلیبی اور اس کے داخلی کٹھ پتلی ہر طرح کے جدید وسائل سے لیس ہو کر مجاہدین کے خلاف سرگرم تھے۔ تورہ بورہ ان کی بمباریوں کا خاص ہدف تھا۔ جس طرح کہ ان کا خیال تھا کہ شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ تورہ بورہ میں اپنے تمام عرب مجاہدین سمیت موجود اور محصور ہیں۔ دشمن ایک لحہ کے لیے بھی یہاں سے غافل نہیں تھا۔ انہیں شدید حالات میں مولوی نور محمد اپنے مجاہدین کے ساتھ تعاون کے لیے تورہ بورہ محاذ پر گئے اور عرب مجاہدین کو بحفاظت باہر نکالنے کے لیے راستے اور وسائل مہیا کیے۔ اللہ کے فضل سے ان کا منصوبہ کامیاب رہا اور تمام مجاہدین بحفاظت نکلنے میں کامیاب رہے۔ اس کے بعد جارحیت پسندوں کے خلاف عسکری میدان میں تدریجی طور پر کام کیا۔

دو بھائی اور ایک بیٹا شہید:

امارت اسلامیہ کے پرچم تلے مولوی نور محمد نے اپنے دو بھائیوں اور ایک نوجوان بیٹے اللہ کی راہ میں قربان کردیے۔ ایک بھائی ملک عنبر گل نمایاں عسکری تجربہ رکھنے والے نڈر مجاہد تھے جنہوں نے آپ کی شہادت کے بعد آپ کے ساتھیوں کی کمان سنبھالی۔ دوسرے بھائی کمانڈر احمد حنیف تھے جن کی جراتوں کی الگ تاریخ ہے۔ دشمنوں کے ایک چھاپے میں شہید ہوگئے۔ حال میں ان کے اٹھارہ سال نوجوان بیٹے "طالب الحق" داعش کے جنگجوؤں کے ساتھ لڑائی میں شہید ہوگئے۔ اس میں شک نہیں کہ مولوی نور محمد کا خاندان شہادت اور قربانی میں دوسروں سے زیادہ نمایاں مثالیں رکھتا ہے۔

خصوصیات:

مولوی نور محمد رح میں ایک کامل انسان کی خصوصیات موجود تھیں۔ جن خصوصیات کی بدولت ایک انسان اوج کمال تک پہنچتا ہے وہ سب اللہ تعالی نے انہیں عطا کی تھیں۔ جہاں تک میں انہیں جانتا تھا وہ ایک انتہائی متواضع، تقوی دار اور فقیر مزاج آدمی تھے۔ ہر طالب اور مجاہد ساتھی سے عاجزی سے پیش آتے۔ ہمیشہ سادہ سالباس پہنتے، اپنے متعلق کبھی انہیں یہ خیال نہ ہوتا کہ میں نمایاں رہوں۔ جہاد سے محبت ان کی خاص خصوصیت تھی۔ پڑھائی کے دوران بھی جہاد میں شرکت کے لیے نکلتے۔ اجتماعیت اور اچھے اخلاق ان کی خاص خصوصیت تھی۔ اللہ تعالی نے انہیں اخلاق کریمانہ دیے تھے۔ اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے ہی تمام ساتھی ان سے محبت کرتے۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالی نے ان میں وہ خصوصیات رکھیں تھیں جو ایک کامل انسان بننے کے لیے ضروری تھیں۔

شہادت:

مولوی نور محمد حق پال جہاد کی راہ میں کسی سے ڈرتے نہ تھے۔ نہ کسی کی عداوت کی پروا کرتے۔ ننگرہار اور خوگیانو میں جہادی حملے کرتے رہے۔ ان کی کارروائیاں دیکھ کر دشمن نے انہیں اپنے لیے بڑا خطرہ سمجھا اس لیے دیار ہجرت میں یکم ستمبر 2004 کو انہیں ایک بزدلانہ ٹارگٹ حملے میں شہید کرڈالا۔

یادیں اور باتیں:

حافظ مولوی عصمت اللہ عاصم صاحب مرحوم کی بہادری، اطاعت اور دیگر صفات کے حوالے سے فرماتے ہیں محترم مولوی نور محمد حق پال رواں جہاد میں ہمارے بالکل ابتدائی ساتھیوں میں سے تھے۔ انہوں نے شروع ہی سے جہاد کے لیے اسلحہ اٹھایا اور شہادت تک اٹھائے رکھا۔ وہ انتہائی وفادار اور مطیع ساتھی تھے۔ امارت اسلامیہ کے دور حکومت میں جب ہم ساتھ رہتے تھے اور ہماری دوستی بھی بہت مضبوط تھے میں نے انہیں بہت قریب سے دیکھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بہت مخلص تھے۔ ان کی قسم کی مدد سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ انہیں شہادت کی شروع ہی سے تمنا تھی۔ مجاہدین کے درمیان اتحاد واتفاق ان کی ہمیشہ خواہش تھی۔ اپنی سرزمین اور مٹی سے بہت محبت رکھتے تھے۔

افغانستان کی معروف علمی، جہادی اور سیاسی شخصیت محترم مولوی محمد یونس خالص رح کے صاحبزادے اور جانشین مولوی انوار الحق مجاہد صاحب جن کے مولوی نور محمد شہید سے انتہائی گہرے تعلقات تھے۔ اپنی یادوں کا تذکرہ کچھ اس طرح کرتے ہیں: امریکی جارحیت کے بعد جب دوبارہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی صفیں ترتیب پارہی تھیں اس وقت ضرورت ایسے متفقہ شخصیت کی تھی جس کے تقوی، قربانی اور بہادری پر سارے مجاہدین متفق ہوں اور سب ان کا احترام کریں۔ قیادت نے ہم علاقے والے مجاہدین سے رائے طلب کی۔ تقریبا تمام مجاہدین کی جانب سے جو نام دیا گیا وہ انہیں مولوی نور محمد شہید کا تھا۔

تورہ بورہ والے علاقے کے متعلق فرماتے ہیں جارحیت کے آغاز اور بمباری کے دنوں میں جب مہمان مجاہدین تورہ بورہ میں بند تھے مولوی نور محمد مرحوم انتہائی پریشان تھے۔ اس بات نے انہیں بے چین کر رکھا تھا کہ ان کے مہمان عرب مجاہدین تورہ بورہ میں بمباری میں شہید ہو جائیں اور یہ لوگ جان بچا کر بھاگ جائیں۔ اسی بے چینی کی وجہ سے انہوں نے تورہ بورہ جاکر ان عربوں کی مدد کی اور انہیں بحفاظت باہر نکالنے میں کامیاب ہوگئے۔ ان کے اس کارنامے پر ان کے ساتھی اور جانشین جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔

ملانیک محمد رہبر مولوی صاحب مرحوم کے چھوٹے بھائی، جانشین اور ننگرہار میں عسکری قطعات کے جنرل کمانڈر ہیں۔ وہ اپنے شہید بھائی کے متعلق فرماتے ہیں: مجھے وہ رات نہیں بھولتی جب ننگرہار خوگیانو میں ہمارے گھر پر امریکی اور افغان فوجیوں نے چھاپہ مارا۔ ان کی تعداد درجنوں میں تھی۔ ان کے ہمراہ فضا میں ہیلی کاپٹر اور زمینی بکتر بند گاڑیاں تھیں۔ میں نے دیکھا میرے شہید بھائی سپین غر کے شاہین کی طرح جارحیت پسندوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔ گھر کو مورچہ بنا کر لڑتے رہے۔ ان کے ہمراہ ہمارے دوسرے بھائی ملک عمیر ان کے ساتھ کھڑے تھے۔ وہ راکٹ سے دشمن پر فائر کر رہے تھے جبکہ مولوی صاحب 62 گن سے دشمن کو نشانہ بنارہے تھے۔ میری ماں اور عظیم مجاہدہ خاتون مولوی صاحب کے کندھا سے کندھا ملائے کھڑی تھی اور مسلسل حوصلہ دیے جارہے تھے۔ بیٹا حوصلہ مت ہارنا میں اپنے آخری سانس تک تمہارے ساتھ کھڑی ہوں۔ اس وطن کے دشمنوں کے مقابلے میں ایک قدم پیچھے نہیں ہٹنا۔ گھبراو مت۔ شہادت تک لڑتے رہو۔ وہ خود گولیاں اٹھا اٹھا کر ان تک پہنچاتیں اور بالکل ہی ساتھ کھڑی ہوتیں۔ بھائی نے بھی خوب مقابلہ کیا۔ ہمارے چھوٹے بھائی ملا احمد حنیف گھر سے باہر بیٹھک میں تھے۔ جنگ کے آغاز ہی سے وہ زخمی ہوگئے تھے۔ ہم باہر جاکر اسے لانا چاہتے تھے مگر دشمن کی فائرنگ اس شدت سے تھی کہ باہر نکلنے کا موقع ہی نہیں ملتا تھا۔ مولوی نور محمد نے کئی بار کوشش کی مگر بھائی نے کہا میں تو ویسے بھی جارہا ہوں تم باہر مت آو۔ جنگ کے بعد جب ہم انہیں اندر لائے تو دیکھا کہ وہ ملا احمد حنیف شہید ہوگئے تھے۔

ساری رات ہم جارح دشمن سے لڑتے رہے جب تک دوسرے مجاہدین ہماری مدد کو نہ پہنچے۔ جب دوسرے مجاہدین ساتھی پہنچ گئے اور دشمن دشمن شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اس وقت ہم نے دیکھا کہ ملا احمد حنیف خون میں لت پت پڑے تھے۔ اپنی جان جان آفرین کے سپرد کرگئے تھے۔ جبکہ خاندان کے دیگر افراد معجزانہ طور پر زندہ بچ گئے تھے۔

ملنگ کاکا نامی شہید کے ایک اور ساتھی ان کے متعلق فرماتے ہیں: 1998 میں جب مرحوم ہمارے شمالی خطوط کے ذمہ دار تھے تو ان کے دوسرے بھائی ملا احمد حنیف زخمی ہوگئے۔ خود مولوی صاحب بھی ہاتھ پر زخمی ہوگئے تھے مگر وہ نہیں چاہتے تھے کہ اپنے زخم سے اپنے چھوٹے بھائی یا دوسرے مجاہدین کو مطلع کریں۔ اس لیے خود پر چادر لپیٹ کر کابل میں زخمیوں کی عیادت کے لیے چلے گئے۔ ننگرہار کے پولیس سربراہ مولوی احمد طہ بھی اس وقت کابل میں تھے۔ انہوں نے دیکھ کر بے ساختہ اللہ تعالی تمہارا سایہ ہم پر تادیر سلامت رکھے۔ انہوں نے جواب میں کہا اگر میں شہید ہوجاوں تو میرے بھائی ہیں وہ میری جگہ ظالموں سے بہت اچھا حساب کتاب لیں گے۔ ملنگ کاکا نے کہا ایسا ہی ہوا اور مولوی صاحب کے بھائیوں نے بھی جہاد کی راہ خوب نبھائی۔

لواحقین:

الحاج مولوی نور محمد حقپال کے سات بھائی اور گیارہ بچے تھے۔ بھائیوں میں سے دو ان سے بڑے اور چار چھوٹے تھے۔ نور محمد شہید سمیت تین شہید ہوگئے جبکہ ایک بھائی کا انتقال سعودیہ میں ہوا۔ تین بھائی ابھی حیات ہیں۔ جیسا کہ ہم نے کہا ان کے گیارہ بچے ہیں۔ چار بیٹے اور سات بیٹیاں۔ ان کا ایک بیٹا حال ہی میں شہید ہوگیا۔ تین بیٹے ابھی حیات ہیں۔ ان کی وہ بہادر والدہ جو محاصرے میں انہیں گولیاں لاکر دے رہی تھیں وہ بھی ابھی تک حیات ہیں۔

پینٹاگون کی رپورٹ

لطیف عزم

افغانستان کی موجودہ سکیورٹی صورت حال کے حوالے سے پینٹاگون کی شائع ہونے والی رپورٹ میں کہا گیا ہے: 'افغان عوام سکیورٹی کے حوالے سے بہت شدید صورت حال سے دوچار ہیں۔ اور حالیہ انتظامیہ کے مقابلے میں مجاہدین نے کئی گنا زیادہ لوگوں کو امن اور سکون کی فضا مہیا کر رکھی ہے۔' پینٹاگون کے مطابق یہ رپورٹ امریکی وزارت دفاع کے تعاون سے تیار کی گئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ گزشتہ سال دسمبر کے مہینے میں اس پر کام شروع ہوا تھا اور اس سال مئی کے آخر میں اس کا کام مکمل ہوا ہے۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ 20 فیصد افغان شہریوں کے مطابق افغانستان کی سکیورٹی صورت حال بہتری کی جانب جا رہی ہے۔ بقیہ 42 فیصد شہریوں نے کابل کی اتحادی حکومت سے شدید مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ طالبان دور کا امن و سکون موجودہ دور سے کئی گنا زیادہ بہتر تھا۔ رپورٹ میں اس بات کی جانب بھی اشارہ موجود ہے کہ افغانستان کے لیے امریکا کے سابق کمانڈر کیمبل نے بھی کچھ عرصہ قبل سینیٹ اجلاس سے افغانستان کی سکیورٹی صورت حال کے حوالے جو الفاظ رپورٹ میں شامل کیے تھے، ان سے ملتے جلتے الفاظ نے واضح کر دیا ہے کہ کابل انتظامیہ، فوج اور سکیورٹی ادارے لوگوں کو تحفظ فراہم کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ مبصرین کا کہنا ہے یہ رپورٹ موجودہ حالات میں بہت اہمیت کی حامل ہے۔ جب کہ امریکی صدر اوباما نے افغانستان میں اپنے عسکری آپریشن کو وسعت دینے کا اعلان کیا ہے۔ ضرور اس اعلان کا تعلق رپورٹ کے مواد اور عمومی تاثر سے ہے۔ اس لیے کہ اوباما نے سوچا ہے اگر رپورٹ نشر کر دی گئی اور کابل انتظامیہ کی کمزور پوزیشن کے اثرات عام لوگوں کے ذہنوں پر بیٹھ جائیں تو طالبان مزید مضبوط ہو جائیں گے اور لوگوں کا ان پر مزید اعتماد بڑھے گا۔ اوباما نے اسی خوف کے باعث رپورٹ کے اعلان سے پہلے ہی اعلان کر دیا کہ افغانستان میں عسکری آپریشن کو وسعت دینے کی ضرورت ہے، تاکہ اس طرح حوصلہ ہاری ہوئی فوج کچھ سانس لے سکے اور رسوائی پر پردہ پڑا رہے۔ ماہرین کا کہنا ہے اوباما کا اعلان اس بات کا اظہار ہے کہ مجاہدین ماضی کی نسبت اَور بھی مضبوط ہوئے ہیں۔ کیوں کہ امریکا نے جو اسٹریٹیجی گزشتہ تین چار سالوں میں مرتب کی تھی، وہ ناکام ہو گئی ہے۔ اب وہ ایک ایسے معاملے پر غور کر رہے ہیں، جو مجاہدین کے لیے کوئی نیا اقدام نہیں ہے اور نہ مجاہدین اس سے کسی نئے اندیشے کا خطرہ محسوس کرتے ہیں۔

اکرم اندیش کابل انتظامیہ کے حامی صحافی ہونے کے ساتھ ساتھ سیاست دان بھی ہیں۔ وہ کہتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ امریکا نے اربوں ڈالر فوج کی تربیت پر خرچ کیے ہیں۔ ان کی تربیت اور تنظیم کا نظام مرتب کیا، مگر ڈیڑھ عشرہ گزرنے کے باوجود اشرف غنی کی فوج مجاہدین کے خلاف مزاحمت کی صلاحیت اور جرأت نہیں رکھتی۔ وہ عوام کو تحفظ فراہم کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہے۔ انہوں نے اپنی تحریر میں 2 چیزوں کی جانب اشارہ کیا ہے:

پہلی یہ کہ امریکا نے کابل انتظامیہ اور سکیورٹی اداروں کو ایک حکومت کی شکل میں مرتب نہیں کیا کہ وہ ترقی کر کے اپنا راستہ خود بنا سکیں، بلکہ انٹیلی جنس ایجنسی کی ذہنیت کے مطابق وقتی ضروریات کے تناظر میں اس کی پرورش کی ہے۔

دوسری وجہ یہ بتائی کہ مجاہدین نے گزشتہ ڈیڑھ عشرے کے دوران شدید حالات برداشت کیے ہیں۔ وہ بہت شدید نقصان اٹھا کر بھی اپنے حامیوں اور عوام سے دور نہیں ہوئے۔ انہوں نے پروپیگنڈے کے میدان میں کابل انتظامیہ اور خارجی قوتوں کے ان کمزور نکات سے مناسب فائدہ اٹھایا ہے، جو نکات افغانستان جیسے دینی اور روایتی معاشرے میں قابل اعتراض تھے۔

اکرم اندیش کے بقول مذکورہ دو وجوہات ایسی ہیں، جن کی وجہ سے امریکی ناکام ہوئے ہیں۔ مجاہدین نے اس سے بڑا فائدہ اٹھایا ہے۔ ان کے بقول امریکا اس کوشش میں ہے کہ ان خلاؤں کو بھر دے، مگر اب وقت اور موقع چلا گیا ہے۔

پینٹاگون کی رپورٹ ایسے حالات اور فضا میں نشر کی جا رہی ہے، جب ہر طرف کابل انتظامیہ کی ناکامیوں کا اعتراف کیا جا رہا ہے۔ 15 سالوں کے دوران امریکا اور 41 اتحادیوں نے اپنے تمام تر کمالات، جنگی مہارت، معیشت اور سیاست کو بروئے کار لایا، تاکہ کابل انتظامیہ کو اپنے پاؤں پر کھڑا کیا جا سکے۔ فوج اور سکیورٹی بنیادوں کو مضبوط کیا جائے اور اس حوالے سے افغان عوام کی ذہنیت کو اپنے مفادات کی جانب لے جایا جائے۔ چوں کہ ان کے ناپاک عزائم افغان عوام کے قومی اور دینی مفادات کے خلاف ہیں تو اس کا نتیجہ ڈیڑھ عشرہ گزرنے کے بعد بھی انتہائی ناکام نکلا۔ کچھ عرصہ قبل مغربی میڈیا نے اپنے تجزیوں میں واضح کیا تھا کہ ان کی کٹھ پتلی انتظامیہ دنیا کی تیسری کرپٹ اور غیر محفوظ ترین حکومت ہے۔ اب ان کے بڑے آقا نے بھی ایک تحقیقاتی رپورٹ میں اعتراف کر لیا ہے کہ مجاہدین نے اپنے دور میں افغانوں کو موجودہ انتظامیہ سے کئی گنا زیادہ بہتر امن اور تحفظ دیا تھا۔ ہمیں پختہ یقین ہے اللہ تعالی مزید بھی عالمی استعمار اور کٹھ پتلی انتظامیہ کو امارت اسلامیہ کی حقانیت تسلیم کرنے پر مجبور کرے گا۔ یہ لوگ ہمارا ایک ایک کارنامہ تسلیم کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالی۔

کابل حملہ: مغربی میڈیا کہاں ہو؟

محمد فرہاد جانباز

امارت اسلامیہ نے یکم اگست کو 'ہاتھی والوں' (امریکا) کا تماشا لگایا تھا۔ جب میں نے "نارتھ گیٹ گیسٹ ہاؤس" کے بارے میں خود کو غیر جانب دار کہلانے والے میڈیا چینل "بی بی سی، ڈی ڈبلیو، ڈا، وی او اے" وغیرہ کو دیکھنا چاہا تو مجھے غیر متوقع طور پر ناکام لوٹنا پڑا۔ کیوں کہ وہ غیر جانب دار بھی ہاتھی کے حمایتی ثابت ہوئے تھے۔ اسی لیے وہاں 'ہو کا عالم' تھا، جیسے ہاتھی کو کچھ ہوا ہی نہ ہو! حالانکہ سرخ ریچھ کی ہڈی پسلیاں ٹوٹنے کے بعد اب سفید ہاتھی کا نمبر ہے۔ یاد رہنا چاہیے جن میڈیا چینل کے نام ذکر کیے ہیں، یہ وہی مانیٹرنگ ڈیسک ہیں، جب امارت اسلامیہ کو ایک ذرے برابر بھی کوئی دکھ پہنچتا ہے تو یہ اسے پہاڑ بنا کر سارا دن چنگھاڑتے رہتے ہیں، لیکن اب کے وہاں ایسا سناٹا تھا کہ قبرستان میں پھر بھی جھینگر کی آوازیں گونجتی رہتی ہیں۔ یہاں تو کسی چونٹی تک کے رینگنے کی آواز محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ جب اس مضحکہ خیز صورت حال کا ذکر ایک دوست سے کیا تو وہ کہنے لگے:

'آج مجاہدین نے مغربی اور مغرب نواز میڈیا کی ماں مار دی ہے، اس لیے وہاں سوگ کی کیفیت ہے'!

صرف دو دن قبل 'نارتھ گیٹ گیسٹ ہاؤس' میں ٹھہرے ہوئے اشرف غنی کے غیر ملکی مہمانوں کو نہیں معلوم تھا کہ وہ مجاہدین کے اُس انتقام کا شکار ہونے والے ہیں، امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی ظالمانہ شہادت پر امارت کی طرف سے جس کی دھمکی دی گئی تھی۔ امارت اسلامیہ کے ترجمان 'ذبیح اللہ مجاہد' نے کہا ہے کہ 'ہم نے کابل کی اس کارروائی سے مسلمانوں کے امیر کی شہادت کا بدلہ لیا ہے۔' البتہ خیال ہے کہ یہ انتقام یہیں ختم نہیں ہو گا، بلکہ اس کی کئی قسطیں ابھی باقی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں آئندہ دنوں میں افغانستان کی اسکرین پر نظر آنے والی نئی قسطیں یادگار ہوں گی اور امید ہے وہ بھی اس کارروائی کی طرح عوامی حلقوں میں بہت پسند کی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ بہت کرم نواز ذات ہے، اُس نے اِس مبارک کارروائی کے ذریعے دنیا بھر کے مؤمنوں کے دل ٹھنڈے کر دیے ہیں۔ افغان وقت کے مطابق رات ڈیڑھ بجے کارروائی کا آغاز ہوا تو چار فدائیوں میں سے ایک نے بارود بھرا ٹرک گیسٹ ہاؤس کی طرف جانے سے روکنے والی رکاوٹوں سے ٹکرا دیا۔ آپ اندازہ کیجیے، جب بارود بھرے ٹرک کے ایک زوردار آواز کے ساتھ لرزہ خیز دھماکے سے آسمان کو چھوتی آگ کے شعلے بلند ہوئے تو مجھے یوں محسوس ہوا، جیسے یہ وہی 'نمرود کی آگ' ہے، جسے جلانے کی باری اب ہماری ہے۔ جہاں ایک طرف اس آگ کی حرارت نے امارت اسلامیہ کی اطلاعات کے مطابق 100 سے زیادہ غیر ملکی 'نمرودیوں' کو خاکستر کیا ہے، وہیں اس آگ نے مؤمنوں کے دل کو ایسی ٹھنڈک پہنچائی ہے، جو موجودہ حالات میں یقیناً ''یَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَ سَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ'' کی عملی تفسیر ہے۔

یہ مبارک حملہ کابل شہر کے حلقہ نمبر 9 کے علاقے 'پل چرخی' میں کیا گیا ہے۔ ہوٹل کے نام پر قائم 'غیر ملکیوں کی مسلمانوں کے خلاف منصوبہ گاہ' کے طور پر استعمال ہونے والا یہ گیسٹ ہاؤس اب کسی صدیوں پرانی اُجڑی بستی کا منظر پیش کر رہا ہے۔ اس مبارک معرکے میں چار فدائیوں 'محمد انبیاء'۔ 'شمس اللہ'۔ 'عبدالرشید' اور 'نعمت اللہ' نے شرکت کی تھی، جن میں سے تین قربان ہو کر شہادت کا بلند رتبہ حاصل کر گئے ہیں۔ مصدقہ اطلاع کے مطابق ان چاروں میں سے ایک مجاہد کارروائی سے فارغ ہو کر پیر کے دن عصر کے قریب اپنے کیمپ کے ساتھیوں سے آملا تھا، جس کا نام بوجوہ ظاہر نہیں کیا جا رہا۔ ان شاء اللہ عن قریب موصوف سے کارروائی کے حوالے سے تفصیلی انٹرویو کیا جا رہا ہے، جس سے غیر ملکی ہلاک شدگان کی تعداد کے بارے میں درست اندازہ قائم کیا جا سکے گا۔ البتہ امارت اسلامیہ میڈیا کی جانب سے اب تک کی اطلاعات کے مطابق اس مبارک معرکے میں گیسٹ ہاؤس میں موجود سیکڑوں بیرونی اور داخلی انٹیلی جنس اہل کار مارے گئے ہیں اور کافی زخمی بھی ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ مرکز کا بیشتر حصہ منہدم ہو گیا ہے، جب کہ وہاں کھڑی مہنگی ترین درجنوں گاڑیاں بھی تباہ ہوئی ہیں۔ علاوہ ازیں اس انتقامی آپریشن میں دشمن کو جانی نقصان کے ساتھ ساتھ بھاری بھر کم مالی خسارے کا سامنا بھی کرنا پڑا ہے۔ دوسری طرف دشمن نے اپنی ہٹ دھرمی کی روایت کو پورے طمطراق کے ساتھ قائم رکھا ہے اور جاں گسل نقصانات کی تفصیل

نشر کرنے سے ہچکچاتے ہوئے 'مکمل طور پر سفید جھوٹ' بولا ہے۔ اور دنیا بھر کے مغربی اور مغرب نواز میڈیا کو ایک ہی پریس ریلیز بھیجی ہے کہ 'اس کارروائی میں صرف چار افراد ہلاک 'ہو سکے' ہیں، جن میں ایک پولیس اہل کار زخمی ہوا ہے۔' لبرل حلقوں کی جانب سے حقائق کو برداشت نہ کرسکنے کی شاید ہی اس سے بڑی کوئی مثال ہوگی؟! لبرل ازم کا ظرف بہت ہی چھوٹا ہے۔ یہ تو اللہ تعالی کا کرم ہوا ہے کہ ایک فدائی زندہ واپس آگیا ہے۔ ان شاء اللہ، جس سے معرکے کی ضروری تفصیلات سامنے آنے کا قوی امکان ہے۔ افغان پولیس کے چیف 'عبدالرحمن رحیمی' کو کچھ تو خیال کرنا چاہیے کہ وہ اتنے بڑے ہو کر جھوٹ بول رہے ہیں۔ کیا انہیں یہی کچھ سکھایا گیا ہے؟!

یہ بہت دل چسپ بات ہے کہ پولیس چیف رحیمی کی طرف سے یہ بات کہی گئی ہے کہ 'اگرچہ صرف چار سرکاری اہل کار ہلاک ہوئے ہیں، البتہ اس بات کا جائزہ لیا جارہا ہے کہ اس حملے میں عوام بھی ہلاک ہوئے ہیں یا نہیں؟!' موصوف نے کیا خوب کہی ہے۔ اگر ناظرین نے مذکورہ گیسٹ ہاؤس کی تصویریں دیکھی ہوں تو انہیں اس بات کا علم ہوگا کہ یہ ہوٹل ایسی جگہ واقع تھا، جہاں آس پاس کا تمام علاقہ کسی بھی قسم کی آبادی سے خالی تھا۔ وہاں کوئی ایسی تعمیر نہیں ہے، جسے عوامی آبادی سے تعبیر جاسکے۔ سوال یہ ہے کہ کیا رحیمی صاحب نے عوام کی ہلاکت کے غم میں ڈوبنے سے پہلے اس بدیہی حقیقت پر ذرا سا بھی غور کیا تھا کہ امریکی اہل کاروں، خصوصا خفیہ کے کارندوں نے کبھی ایسی جگہ رہنے کی جرأت کی ہے، جہاں عوام کا سایہ بھی پڑنے کا خدشہ ہو؟! اور پھر ایسا سکیورٹی زون ہے، جہاں عوام تو کیا، کئی خاص لوگوں کو بھی اس طرف نگاہ اٹھانے کی اجازت نہیں ہے۔

یہاں اس بات کو کبھی بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ امارت اسلامیہ کی طرف سے جب بھی ایسے بڑے اور فدائی حملے کیے جاتے ہیں، کارروائی کو عملی جامہ پہنانے سے پہلے اس بات کا 100 فیصد یقین کرلیا جاتا ہے کہ اس متوقع کارروائی میں غیر ملکی افواج کو بے حد جان لیوا نقصان ضرور پہنچے گا۔ اور یہ بات امارت کے فدائی امور کے نگران کی ذمہ داری میں آتی ہے کہ ہدف کی چار سے پانچ دن تک نگرانی کرائی جائے۔ جس میں اس یقین کو تقویت حاصل ہو جائے کہ ہم جس ہدف پر کام کرنے جارہے ہیں، وہاں کن کن لوگوں کی آمد و رفت رہتی ہے؟ اور یہ آنا جانا کن اوقات میں ہوتا ہے یا ان آنے جانے والوں کے وہاں زیادہ دیر تک ٹھہرنے کے اوقات کیا ہیں؟ کارروائی سے پہلے یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ اندازا کتنی تعداد میں غیر ملکی اہم افراد کی ہلاکت ممکن ہے؟ جب ان بنیادی امور پر مکمل اطمینان بخش یقین حاصل ہو جاتا ہے، تب کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ ان سب احتیاطی پہلوؤں پر اس لیے زیادہ زور دیا جاتا ہے کہ سو کافروں کی ہلاکت سے زیادہ اہم ایک مجاہد کی زندگی کا تحفظ اور اس کا برمحل استعمال ہے۔ اگر نتائج توقع کے مطابق نہ ہوں تو فدائی کارروائی میں مجاہد کو کھپانے سے گریز کیا جاتا ہے۔ واضح رہنا چاہیے یہ تمام معاملات فدائی کارروائی کے

تناظر میں امارت اسلامیہ کی پالیسی ہیں۔ یہ بات اس لیے کہنا ضروری ہے کہ دشمن کی طرف سے جان بوجھ کر نقصان پر پردہ ڈالنے کی بزدلانہ ناکام کوشش کی جا رہی ہے۔

اب اس تناظر میں سوال یہ ہے کہ آخر کیا بات ہے مغرب کی طرف سے اس واقعے پر کوئی رد عمل دکھائی نہیں دے رہا؟! یوں محسوس ہوتا ہے کہ چوٹ گہری لگی ہے۔ اب نامعلوم کتنا ہی عرصہ چوٹ والی جگہ پر آئیوڈیکس کی مالش کرنے میں گزر جائے گا!

بارود بھرے ٹرک کے دھماکے سے دشمن کی تمام چوکیاں، عمارتیں، ذخائر وغیرہ تباہ ہوئے ہیں اور وہاں موجود اکثر بیرونی غاصب ملبے تلے دب کر ہلاک ہو گئے ہیں۔ کیا امریکا کی چاپلوسی کرنے والے میڈیا کے پاس ایسی کوئی ٹیکنالوجی ہے، جس سے عوام کی آنکھوں اور کانوں کو اندھا بہرا کیا جاسکے کہ انہوں نے ہلاک فوجیوں کو قبرستان اور زخمیوں کو ہسپتال منتقل کرنے والی ایمبولینسز کو دیکھا ہے اور نہ ہی ان کی آوازیں سنی ہیں؟!

امارت اسلامیہ کی طرف سے یہ عندیہ دیا گیا ہے کہ جب تک غاصب اس خطے میں موجود رہیں گے، تب تک اُن پر اس طرح کے قیامت خیز حملے جاری رہیں گے۔ انہی دنوں افغانستان کے مختلف علاقوں، خاص طور پر ہلمند کا ضلع 'خانشین' مکمل طور پر واپس مجاہدین کے کنٹرول میں آگیا ہے، جب کہ نادعلی میں ایک ایسا معرکہ جاری ہے، جہاں افغان فوجیوں کے پاؤں اکھڑ رہے ہیں اور عن قریب یہ علاقہ امارت کی عمل داری میں شامل ہونے کو ہے۔ اور کہا جارہا ہے کہ اس علاقے میں اشرف غنی کے 70 عسکریت پسند اہل کار گم ہیں۔ اسی طرح قندوز میں بھی محاذ سجا ہوا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق افغانستان کے 36 اضلاع امارت اسلامیہ کے کنٹرول میں ہیں، جب کہ مزید 104 اضلاع کے مجاہدین کے ہاتھ میں چلے جانے کا خدشہ ظاہر کیا گیا ہے۔ امریکا کے تعمیر نو سے متعلق ادارے 'SIGAR' کی رپورٹ کے مطابق افغانستان کے 34 صوبوں کے 407 اضلاع میں سے 70.5 فیصد علاقے پر افغان سکیورٹی اداروں کو کنٹرول حاصل تھا، جب کہ صرف پانچ ماہ کے عرصے میں یہ کنٹرول کم ہو کر 65.6 فیصد رہ گیا ہے۔ رپورٹ میں یہ ڈر ظاہر کیا گیا ہے کہ اگر افغان سکیورٹی فورسز کی یہی صورت حال رہی تو افغانستان کے مزید علاقے بھی امارت اسلامیہ کے قبضے میں چلے جاسکتے ہیں۔

جارج واشنگٹن کا افغانوں کے نام خط

خالد افغان زوی

آزادیِ افغانستان کے سرفروش جوانو!

مَیں نے امریکا کی آزادی کے لیے جس جدوجہد کی بنیاد رکھی تھی، اس کی 240ویں برسی کی مبارک باد امریکی حکام کو نہیں، بلکہ آپ افغانوں کو دیتا ہوں۔ 'تمہیں آزادی مبارک ہو!'

شاید آپ حیران ہوں گے کہ مَیں نے کس بنیاد پر امریکا کی آزادی کی مبارک اپنی عوام کے بجائے سات سمندر دور افغانوں اور آزادی کے لیے جدوجہد کرنے والوں کے نام کر دی ہے؟ آپ حیران نہ ہوں۔ دراصل اس قسم کی مبارک باد کے مستحق صرف آپ لوگ ہیں۔ کیوں کہ مَیں نے 1776ء میں امریکا کے علاقے فلاڈلفیا سے جو جدوجہد شروع کی تھی، وہ اپنے لیے آزادی حاصل کرنے کے لیے تھی نہ کہ اس سے مقصد دوسروں کی آزادی غصب کرنا تھا۔ آج ہمارے ملک امریکا کی افواج اور ہمارے ادارے اپنی آزادی کے حصول کے لیے نہیں، بلکہ دوسروں کی آزادی غصب کرنے کے مشن پر ہیں۔ وہ میری جدوجہد اور اس کے اہداف کے خلاف چل رہے ہیں۔

مَیں اپنی قوم اور حکومت کو کس طرح یوم آزادی کی مبارک باد دوں؟ وہ میری فکر اور امیدوں کا احترام کرنے میں یکسر ناکام رہے ہیں۔ انہوں نے میری محبوب آزادی کے گلے پر چھری چلا دی ہے۔ کئی عشروں سے اقوام دنیا کی آزادی غصب کرنے کے لیے بے جا جنگیں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ میرے فیصلے کے مطابق میری قوم کو یوم آزادی منانے کا حق نہیں ہے۔ وہ آزادی کے دشمن اور اس مقدس انسانی حق کے چھیننے کے سب سے بڑے مجرم ہیں، جنہیں تاریخ کبھی معاف نہیں کرے گی۔

دوسری جانب اپنی حقیقی آزادی کے لیے جدوجہد کرنے والے ہر ملک کے نوجوان امریکا سے چاہے جتنے بھی دور ہوں، لیکن میرے 'آزادی کے مشن' کو اچھی طرح پہچاننے والے ہیں۔ افغانوں نے آج تک اپنی آزادی کے مسئلے پر کسی جارحیت پسند کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کیا۔ اس لیے مَیں آپ کے مؤقف کی قدر کرتا ہوں اور آزادی کی مبارک باد دیتا ہوں۔ مَیں جانتا ہوں کہ میری باتیں آپ لوگوں پر بہت گراں گزریں گی۔ آپ کو میرے نام تک سے نفرت ہو گی۔ کیوں کہ میرے ملک کی موجودہ حکومت نے آپ کے علاقے پر جارحیت کی ہے۔ اور آپ کے خون سے حاصل ہونے والی آزادی کو غصب کیا ہے۔ جتنی تکلیف آپ کو ان حملوں سے پہنچی ہے، اس سے زیادہ میری قوم نے میری روح کو تڑپایا ہے۔ مَیں نے ان کے لیے ایک استعمار زدہ ملک آزاد کروایا تھا اور میری امید تھی کہ یہ آزادی کی ایک یادگار جدوجہد ہو گی، لیکن انہوں نے میرے مشن کی بے حرمتی کر کے مجھے خود سے متنفر کیا ہے۔

آج جس طرح سے آپ کا ملک امریکا، برطانیہ، فرانس اور جرمنی سمیت درجنوں ممالک کے خونی پنجے میں جکڑا ہوا ہے، تقریباً دو صدی قبل میرا ملک امریکا بھی اسی طرح برطانیہ کے قبضے میں تھا۔ عجیب اتفاق ہے کہ انگریزوں نے کئی استعماری خدمات کے بدلے ہم پر ایسے ہی قوانین نافذ کیے تھے، جس طرح آج افغانستان میں سکیورٹی معاہدے کے نام پر امریکا نے نافذ کیے ہیں۔

مثلاً آپ کے اہم ہوائی اڈے: بگرام، قندھار، خوست اور جلال آباد پر مکمل امریکا کی گرفت ہے۔ اسی طرح برطانیہ نے ہمارے تمام سمندری ساحلوں کو اپنے قبضے میں لیا ہوا تھا اور کسی امریکی کشتی کو ان ساحلوں پر لنگر انداز ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ اسی طرح یہاں بھی سکیورٹی معاہدے میں جہاں اس بات کی نشان دہی کی گئی ہے کہ اگر کوئی امریکی افغانستان میں کسی جرم کا مرتکب ہوتا ہے تو اس پر مقدمہ امریکا میں چلے گا۔ انگریزوں نے بھی ہم پر یہی 'عدالتی جبر' نافذ کیا ہوا تھا۔ اگر کوئی برطانوی امریکا میں خواہ کتنا ہی بڑا جرم کر بیٹھے تو اس پر مقدمہ امریکا میں نہیں، بلکہ اس کے اپنے ملک برطانیہ میں چلے گا۔ ان کا قانون اس لیے توہین آمیز تھا کہ انگریز فوجیوں کو ہماری قوم کے خلاف ہر قسم کے کارروائی کی مکمل آزادی دی تھی۔

انگریزوں کی ان تمام تر چالاکیوں اور نمائشی کارناموں کے باوجود مجھے یہ

احساس تھا کہ ہم آزادی سے محروم ہیں۔ ہم اپنا حکمران خود منتخب کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔ یہاں تک کہ ہم معاشی شعبے میں انگریزی مالیاتی قوانین کے شکنجے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ یہ تمام تر پابندیاں ترقی کے خوش نما نعروں کے پردے میں ہم پر مسلط کی گئی تھیں۔ یہی وجہ تھی مجھ سمیت میرے ساتھیوں نے آزادی کے لیے جدوجہد شروع کر دی۔ چوں کہ ہماری آزادی کی جنگ ایک بڑے استعماری اور ترقی یافتہ ملک کے ساتھ تھی، اس لیے ہماری جدوجہد کو بھی پاگل پن سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ ہم مسلح انگریز فوج کے رسد کے قافلوں اور فوجیوں پر حملے کرتے تھے، اس لیے ہمیں 'تخریب کار' کا نام دیا گیا۔ انگریز ہمارے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ وہ بالآخر مقامی امریکی اور کرائے کے قاتلوں کو ہمارے مقابلے کے لیے فرنٹ لائن پر لے آئے۔ جب ہم ان ہم وطن غداروں پر حملے کرتے اور انہیں قتل کرتے تو ہم پر یہ اعتراض ہوتا تھا کہ آپ لوگ اپنے ہم وطنوں کا قتل عام کرتے ہیں۔ وہ امریکی نہیں، بلکہ امریکی آزادی کے ساتھ غداری کرنے والے ہیں۔ انگریز کے مقامی غلام غیر ملکی آقاؤں کی مستقل رہنمائی میں اپنے ہی ملک کے مفاد کے خلاف لڑتے رہے۔ انہیں انگریز کی جانب سے ماہانہ تنخواہ، کپڑے، اسلحہ، یہاں کہ جوتے بھی مہیا کیے جاتے تھے۔ عوام کو ہماری اور ان مقامی غلاموں کے بارے اچھی طرح علم تھا کہ کون آزادی کے لیے جان دے رہا ہے اور کون غلام ہے؟

افغانستان کی آزادی کے بہادر غازیو!

جب مَیں آپ لوگوں کی حالت دیکھتا ہوں تو سچ مچ وہی زمانہ میرے ذہن میں تازہ ہو جاتا ہے۔ جب مَیں، تھامس جیفرسن اور آزادی کے لیے میدان میں نکلنے والے میرے دوسرے ساتھی جس مشکل میں مبتلا تھے۔ ہمارے اور آپ کے درمیان فرق یہ ہے کہ ہمارے خلاف صرف برطانیہ تھا اور آپ کے خلاف تقریباً آدھی دنیا کھڑی ہے۔ آپ کی آزادی سلب کرنے کے لیے تمام استعماری قوتیں متحد ہیں۔ ایک اہم بات یہ ہے کہ کبھی بھی اپنے دشمنوں کے الزامات سے احساسِ کمتری کا شکار مت ہوں۔ جارحیت پسند اور ان کے کاسہ لیس غلام ہمیشہ آزادی کے سپوتوں پر الزامات لگاتے رہے ہیں۔ انہیں احمق، پاگل، تخریب کار، ملک دشمن، غیروں کے ایجنٹ اور تہذیب و تمدن سے ناآشنا کہہ کر آقاؤں سے داد وصول کی جاتی ہے۔ جب ہم امریکا کی آزادی کے لیے جدوجہد میں مصروف تھے تو ہمارا نعرہ تھا: 'آزادی یا موت!' ہمارا یہ نعرہ سن کر برطانوی جارحیت پسندوں سے محبت رکھنے اور ان سے متاثر ہونے والے کم ظرف لوگ ہمارا مذاق اڑاتے۔ ہمیں نجی محفلوں میں 'احمق اور پاگلوں کے ٹولے' سے تعبیر کیا جاتا۔ ان کے مطابق ہم پہاڑ سے سر ٹکرا کر اپنی زندگی سے دشمنی کر رہے ہیں۔ میرے ایک ساتھی تھامس جیفرسن آزادی کے متعلق کہتے تھے: 'آزادی کی مثال ایک طوفانی دریا کی ہے۔ ڈرپوک اور غلام صفت لوگ دریا کی ان تیز لہروں سے گھبرا کر غلامی کی زندگی کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔

آزادی جیسی بڑی نعمت کے لیے جان کی قربانی کا سودا مہنگا نہیں ہے۔ آج بین الاقوامی غاصب اپنے مفادات کی خاطر دنیا کو اس نعمت سے محروم رکھنے کے مشن پر ہیں۔ آزادی کے حصول کے لیے سر دھڑ کی بازی لگانے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔ دنیا میں صرف آپ لوگ ہی ہیں، جو آزادی کے مفہوم اور اہمیت سے واقف ہیں۔ اگرچہ آپ لوگوں کو ایک وسیع پروپیگنڈے کے طوفان کا سامنا ہے۔ بین الاقوامی میڈیا کی جانب سے دباؤ ہے، لیکن آپ لوگوں نے اس دباؤ کا بہت دلیری سے مقابلہ کیا ہے۔ مجھے یقین ہے آپ کی آزادی کی جدوجہد منزل تک پہنچ جائے گی۔ تجربات سے ثابت ہے کہ آزادی کی نعمت صرف ان لوگوں کو میسر آسکتی ہے، جو اس کا حق ادا کر سکتے ہوں۔ آزادی کی مثال اس پرندے کی نہیں، جو اتفاقی طور پر کسی کے پنجرے میں آ جائے۔ یہ خون کی ندیاں پار کرنے اور سنگین حالات کا مردانہ وار مقابلہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ 'آزادی دینے کی نہیں، بلکہ لینے کی چیز ہے۔

بغداد اعضاء فروشی کا مرکز

عبدالفتاح سالارزی

چار بچوں کی ماں اُم حسین اپنے شوہر علی کے ساتھ مشرقی بغداد میں ایک کرائے کے مکان میں رہائش پذیر ہیں۔ ام حسین کا شوہر علی ذیابیطس اور دل کی بیماری میں مبتلا ہے اور کام کاج کرنے سے قاصر ہے۔ ام حسین کا کہنا ہے کہ گزشتہ نو سالوں سے بچوں کا پیٹ پالنے، بیمار شوہر کا علاج کرنے اور گھر کا کرایہ ادا کرنے کے لیے وہ مختلف گھروں میں خادمہ کے طور پر کام کرتی رہی ہیں، لیکن اب مجھ میں مزید کام کرنے کی قوت نہیں ہے۔ دوسرے عراقی شہریوں کی طرح ہم پر بھی فاقوں کے سائے منڈلانے لگے۔ اب ہمارے پاس گھر کا کرایہ ادا کرنے اور شوہر کا علاج کرنے کے لیے پیسے نہیں ہیں۔

علی کا کہنا ہے کہ 'ہمیں یہ بات بالکل ناگوار گزرتی ہے کہ دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں۔ اس لیے اپنے نو سالہ بچے سے کہا ہے کہ وہ لوگوں کے 'پس خوردہ کھانے' کو جمع کرکے گھر لائے، تاکہ اس سے ہم گزر بسر کر سکیں۔ زندگی کی بقا کے لیے لوگوں کا احسان لینا بالکل گوارا نہیں کیا۔ اس لیے ہم نے ارادہ کیا ہے کہ اپنے جسم کا ایک ایک عضو بیچ کر غربت سے نجات حاصل کریں۔ گھر کا کرایہ ادا کریں اور اپنے 'جسمانی خون پسینے کی کمائی' سے کھانے کی چیزیں خریدیں گے۔'

وہ مزید کہتے ہیں کہ 'جب بغداد میں ہم انسانی اعضاء کی خرید فروخت کے غیر قانونی بین الاقوامی مرکز گئے، وہاں ہمارے مختلف ٹیسٹ کرکے ہمیں بتایا گیا کہ آپ میاں بیوی کے جسم کے اعضاء سالم نہیں ہیں، اس لیے خریدنے سے معذرت کرلی۔ لہٰذا اس مرتبہ ہم نے ارادہ کیا ہے کہ اپنے نو سالہ بیٹے کے جسم کا کوئی عضو بیچ دیں۔

ام حسین اور علی، اکیلے ایسے میاں بیوی نہیں، جو ان مشکلات کا شکار ہیں۔ بغداد میں اب غربت کے باعث جسم کے مختلف اعضاء کی خرید فروخت ایک منافع بخش کاروبار کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ یہ شہر اب مشرق وسطیٰ میں جسم کے اعضاء کی خرید و فروخت میں ایک غیر قانونی منڈی میں تبدیل ہو گیا ہے۔ ورلڈ بینک کے ایک سروے کے مطابق 22 فیصد عراقی شہری سخت غربت کا شکار ہیں، جن میں سے اکثر زندگی کا پہیہ رواں رکھنے کے لیے جسم کے اعضاء بیچنے پر مجبور ہیں۔ بغداد وہ شہر ہے، جو علم و تمدن کا مرکز تھا۔ اس کے خوب صورت محلات کا دنیا میں کوئی ثانی نہیں تھا۔ اس کے لوگ امیر اور دنیا کے متمدن افراد تھے۔ علم و ہنر سیکھنے، تجارت کرنے، امن و سکون کی زندگی گزارنے کے لیے لوگ بغداد آتے تھے۔ کیوں کہ بغداد میں زندگی کی تمام آسائشیں دستیاب تھیں۔ علم، امن، مضبوط معیشت اور ترقی یافتہ بغداد لوگوں کی توجہ کا مرکز ہوتا تھا۔

یہ سب چیزیں اس لیے وہاں موجود تھیں کہ وہاں مسلمانوں کی حکومت تھی۔ ایک منظم حکومتی نظام کے تحت عوام کو ہر قسم کی سہولیات میسر تھیں۔ مسلمانوں پر ایسا شخص حاکم تھا، جو اپنے عوام کی دولت کو اپنی ذاتی زندگی کے عیش و عشرت کے بجائے عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کرتا تھا، لیکن اب بغداد، دمشق، حلب اور کابل وہ شہر نہیں رہے، جن میں لوگ سکون کا سانس لے سکیں۔ اب ان شہروں کے لوگ غریب اور مظلوم ہیں۔ ان شہروں میں والدین سے محروم بچے اور بیوہ عورتیں گلی کوچوں میں بھیک مانگتی نظر آتی ہیں۔ یہاں تک کے اپنے جسم کے اعضاء بیچنے پر مجبور ہیں۔

مسئلہ یہ نہیں کہ ان کی حکومتوں کی معیشت بھی کمزور ہو گئی ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان ممالک کی سرزمین دنیا کی سب سے زیادہ زرخیز اور معدنیات سے مالا مال ہے۔ اگر صرف سعودی عرب اپنی دولت کے ذریعے غریب مسلم ممالک کی مدد کرے تو اسلامی ممالک میں کوئی شخص غریب نہیں رہے گا۔ مسئلہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے پاس اب وہ دولت نہیں، جس نے انہیں دنیا کی بہترین قوم بنایا تھا۔ اس سرزمین کے حاکم اب کفار کی خدمت میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی تگ و دو میں ہیں۔ اپنے عوام کے وسائل کو کفار کی جھولی میں ڈال کر عوام کو غربت کا شکار کیا جا رہا ہے، تاکہ ان کے کفار آقا ان سے راضی ہوں اور ان کی حاکمیت کچھ دن مزید باقی رہے۔

افغان شہریوں کی ہلاکت کا ذمے دار کون؟

عبدالرحمن

افغانستان میں جاری جنگ کی زد میں آکر زندگی کی بازی ہار جانے والے شہریوں سے متعلق جاری کی گئی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ 2016ء کے ابتدائی چھ ماہ میں پچھلے سالوں کی نسبت ہلاکتوں اور زخمیوں کی مجموعی تعداد کافی زیادہ دیکھنے کو ملی ہے۔ یہ تعداد 5166 متاثرین پر مشتمل بتائی جا رہی ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ 2009ء میں اس حوالے سے 'شہریوں کا ریکارڈ جانی نقصان ہے۔'

تفصیلات میں بتایا گیا ہے کہ 'رواں سال جنوری سے جون تک 1601 شہری ہلاک ہوئے ہیں، جب کہ 3565 شہریوں کے زخمی ہونے کا ریکارڈ سامنے آیا ہے۔ اور یہ کہ 2015 میں اسی عرصے کے دوران ریکارڈ کیے گئے جانی نقصان کے مقابلے میں یہ نقصان 4 گنا زیادہ ہے۔' اس رپورٹ میں ظاہر کیے گئے ہلاک شدگان میں سے بچوں اور خواتین کے جانی نقصان پر سب سے زیادہ افسوس کیا جا رہا ہے اور گہرے دکھ کے ساتھ کہا گیا ہے کہ ان چھ ماہ میں ہلاک ہونے والے شہریوں میں ایک تہائی بچے شامل ہیں اور ان کی تعداد 1500 ہے۔

رپورٹ مرتب کرتے ہوئے غیر جانب داری کے اصولوں کی پاس داری کا لحاظ نہیں کیا گیا، جس کی وجہ سے امارت اسلامیہ کے مجاہدین کو مجموعی جانی نقصان کے 60 فیصد کا ذمے دار ٹھہرایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ حیرت انگیز طور پر اشرف غنی گروہ کے جنگجوؤں کو 22 فیصد، افغانستان میں باقی رہ جانے والی بین الاقوامی فورسز کو 2 فیصد جانی نقصان کا موورد الزام ٹھہرایا گیا ہے۔ جب کہ شہریوں کے 17 فیصد جانی نقصان کی ذمہ دار کسی فریق پر نہیں عائد کی جا سکی۔ رپورٹ میں مزید بتایا گیا ہے کہ شدت پسند تنظیم داعش رواں سال کے پہلے چھ ماہ میں تقریبا 122 افراد کے جانی نقصان کی ذمہ دار ہے۔

مذکورہ رپورٹ کے مجموعی تاثر سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مغربی تحقیقاتی اداروں نے اپنی جانب دارانہ روش کو ترک کرنے کی اخلاقی ذمہ داری کو نبھانے کے حوالے سے کوئی ٹھوس اقدامات نہیں کیے ہیں۔ کیوں کہ افغان شہریوں کی ہلاکتوں کا بڑا ذمے دار مجاہدین کو قرار دیا گیا ہے، جب کہ 12 اگست 2014 کی ایک رپورٹ کے حوالے سے "افغانستان میں غیر ملکی افواج کے فضائی حملوں میں زیادہ شہری ہلاکتوں کے زیادہ واقعات پیش آئے تھے۔ افغانستان میں عام شہریوں کی ہلاکت کا معاملہ ایک سنجیدہ مسئلہ ہے۔ کیوں کہ شہری ہلاکتوں کی وجہ سے کئی بار سابق صدر حامد کرزئی کے امریکا کے ساتھ تعلقات بھی کشیدہ رہ چکے ہیں۔ اسی وجہ سے امریکا کی جانب سے شہری ہلاکتوں کے ایک واقعے کے بعد حامد کرزئی نے افغان فوجیوں پر غیر ملکی فضائی مدد طلب کرنے پر پابندی عائد کر دی تھی۔ رپورٹ میں امریکی افواج کو سنگین مجرم ٹھہراتے ہوئے کہا گیا تھا کہ 'سال 2009 اور 2013 کے درمیان افغانستان میں فضائی کارروائیوں اور رات گئے شہریوں کے گھروں پر چھاپے مارنے پر ہی توجہ مرکوز رکھی گئی ہے۔'

حقوق انسانی کی بین الاقوامی تنظیم 'ایمنسٹی انٹرنیشنل' کے مطابق امریکا اپنی فوج کی وجہ سے افغان عام شہریوں کی ماورائے عدالت ہلاکتوں کے واقعات کی تحقیقات اور اس میں ملوث اہلکاروں کو سزا دینے میں ناکام رہا ہے۔ ایمنسٹی کے ایشیا پیسفک کے ڈائریکٹر 'رچرڈ بینٹ' کے مطابق 'افغانستان میں امریکی دراندازی کے بعد سے ہزاروں افغان شہری مارے گئے ہیں، لیکن متاثرین اور ان کے اہلخانہ کو بہت ہی کم انصاف مل پایا ہے۔

3 مارچ 2014 کی ایک رپورٹ کے تناظر میں حامد کرزئی کے مطابق 'افغانستان کی جس جنگ میں ہمارے عوام مارے جا رہے ہیں، وہ جنگ ہماری نہیں ہے، بلکہ یہ 12 سالہ جنگ امریکی سلامتی اور مغربی مفادات کے لیے ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ امریکا نے جتنے لوگوں کو قید کیا ہے، ان میں سے بیشتر بے قصور ہیں۔ مجھے اس بات کا گہرا دکھ ہے کہ ان میں سے بہت سی ہلاکتیں امریکی فوجی آپریشنز میں ہوئی ہیں۔ انہوں نے ایک امریکی حملے میں اپنے خاندان میں اکیلی بچ جانے والی چار سالہ زخمی لڑکی کی کسمپرسی کا ذکر کیا اور ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔

حامد کرزئی نے اسی گہرے دکھ کی وجہ سے سن 2010 میں اپنے واشنگٹن کے دورے کا ذکر کیا، جہاں وہ اپنے ہمراہ ایک خاندان کی تصویر لے گئے تھے، جو فضائی

کارروائیوں کے زیرِ اثر 'خوف و دہشت کی مورت' بنے تھے۔ اور یہ تصویر امریکی فوجی آپریشن کے دوران لی گئی تھی۔ انہوں نے وہ تصویر اوباما کو دکھاتے ہوئے کہا: 'جنابِ صدر! ہم اسے ختم کرنا چاہتے ہیں۔ طالبان سے جنگ کے نام پر ہم افغان خاندانوں کو راتوں کو خوفزدہ ہوتا نہیں دیکھ سکتے۔' اس بات کے جواب میں امریکی صدر کے پاس اپنی صفائی کے لیے کہنے کو کچھ نہیں تھا۔

حال ہی میں اقوامِ متحدہ کی جانب سے افغان شہریوں کی ہلاکتوں پر جو رپورٹ سامنے لائی گئی رپورٹ میں اِن حقائق کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ اگر افغانستان کے معروضی حقائق کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیا جائے تو کسی بھی غیر جانب دار کے پاس یہ بات کہنے کے سوا کچھ نہیں ہو گا کہ سب سے کم، بلکہ نہ ہونے کے برابر افغان شہری مجاہدین کے حملوں کی زد میں آجاتے ہیں۔ اور یہ بھی اس لیے کہ مجاہدین جب بھی کہیں کارروائی کرتے ہیں، عوام کی حفاظت کے لیے کیے جانے والے احتیاط کے تمام پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہیں۔ کئی دفعہ ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ مجاہدین کسی بہت بڑے ہدف کو نشانہ بنانے کی منصوبہ بندی مکمل کر چکے ہوتے ہیں، لیکن آخر وقت میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس کارروائی میں عوام بھی نشانہ بن جائیں گے تو وہ انتہائی محنت و عرق ریزی سے تیار کیا جانے والا منصوبہ معطل کر دیا گیا ہے۔

چوں کہ عوام کی ہلاکت کی ایسی تمام رپورٹس یا تو مغربی میڈیا کی جانب سے نشر ہوتی ہیں یا پھر مغرب کی پشت پناہی سے چلنے والے اداروں کی جانب سے سامنے لائی جاتی ہیں۔ اس سلسلے میں یہ کہاں سے مان لیا جائے کہ اسلام کے شدید مخالف مسلمانوں کے لیے انصاف کے تقاضوں کا احترام کریں گے۔ یہی وجہ ہے اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ مجاہدین کی افغان فوجیوں، اربکیوں یا اسی طرح غیر قانونی مسلح عناصر کے خلاف کی گئی کارروائی میں ہلاک ہونے والے اہل کاروں کو 'عوام' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، تاکہ امارت اسلامیہ کے اعتدال پسندانہ رویوں اور عوام سے محبت کے کھلے مظاہر کو دھندلا کر بدنام کیا جائے۔

لیکن مغرب نواز تمام نشریاتی اداروں کی جانب سے لڑی جانے والی یہ ابلاغی جنگ ہمیشہ سے ناکامی کا شکار رہی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو آج میڈیا کو یہ خبر نشر کرنے کو نہ ملتی، جس میں بتایا گیا ہے:

'افغانستان میں اشرف غنی گروہ نے رواں سال جنوری سے مئی کے دوران افغانستان کے مزید 5 فیصد علاقے کا کنٹرول کھو دیا ہے۔ یہ بات افغانستان سے متعلق امریکی حکومت کے ایک اعلیٰ ترین نگران ادارے ''اسپیشل انسپکٹر جنرل فار افغانستان ری کنسٹرکشن'' کی طرف سے جمعہ 29 جولائی کو جاری کی گئی ایک رپورٹ میں کہی گئی ہے۔ رپورٹ کے مطابق 'اشرف غنی افغانستان کے تقریباً 70.5 فیصد علاقے پر کنٹرول رکھتے تھے، جو کہ مئی کے اواخر میں کم ہو کر 65.6 فیصد تک پہنچ گیا ہے۔' مزید یہ بھی کہا گیا ہے کہ افغانستان کے تقریباً 400 اضلاع میں سے کم از کم 19 اضلاع پر اشرف غنی کی عمل داری مکمل طور پر ختم ہو چکی ہے۔ یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ مجاہدین کی جانب سے زوردار جنگی کارروائیوں کے نتیجے میں افغانستان کے جنوبی اور شمالی حصوں میں سکیورٹی فورسز کو شدید احساسِ شکست کا سامنا ہے۔

اگر غیر جانب دارانہ اور معروضی حقائق کا تجزیہ کیا جائے تو اس امر کو جاننے کے لیے کہ امارت اسلامیہ دن بہ دن ترقی اور افغانستان کے اکثر علاقوں پر کنٹرول کیوں کر حاصل کرتی جا رہی ہے تو اس کا جواب سمجھنے کے لیے صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ 'عوام اور امارت اسلامیہ کے درمیان گہرے روابط پر ایک نظر ڈال لی جائے!'

مذکورہ رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ 'افغان شہروں کے مضافات پر مجاہدین کا مکمل کنٹرول ہے۔' یہی وہ کنٹرول ہے، جو عوام اور امارت اسلامیہ کے مابین گہرے رشتوں کی عکاسی کرتا ہے۔ صرف اس لیے کہ اسلام پسند عوام افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کے خواہاں ہیں، جو صرف امارت اسلامیہ کی صورت ہی میسر ہو سکتی ہے۔ اس لیے عوام مشکلات کے اس دور میں مجاہدین کو کٹھن حالات میں بیک اَپ فراہم کرتے ہیں، جہاں سے وہ تازہ دم ہو کر شہروں کو فتح کرنے نکل پڑتے ہیں۔ ایک دن آنے والا ہے، جب افغانستان کے دیہی علاقوں سمیت تمام شہر، یعنی مکمل افغانستان، امارت اسلامیہ کے کنٹرول میں ہو گا۔

ان شاء اللہ

یورپی یونین سے برطانیہ کی علیحدگی

گزشتہ دنوں برطانیہ میں یورپی یونین کا حصہ رہنے یا اس سے علیحدگی اختیار کرنے کے حوالے سے ریفرنڈم کیا گیا، جس میں 52 فیصد عوام نے یورپی یونین سے علیحدگی کے حق میں اپنا فیصلہ سنایا۔ ابھی تک یہ واضح نہیں ہے کہ یورپی یونین سے علیحدگی کا سلسلہ رک جائے گا یا یونین کے دیگر رکن ممالک بھی برطانیہ کی طرح اس سے علیحدگی اختیار کرنے کا مطالبہ کریں گے۔ اس کی ایک مثال یونان ہے، جو چند سال سے یورپی یونین سے علیحدگی اختیار کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کا دعوی ہے کہ وہ یورپی یونین میں رہتے ہوئے سیاسی اور اقتصادی لحاظ سے نقصان اٹھا رہا ہے۔ کیوں کہ یونین کے رکن رہنما یونان کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔

یورپی یونین میں 28 ممالک شامل ہیں، جن کا مقصد ایک اہم اقتصادی، فوجی، سیاسی اور دنیا میں جامع طاقت کے طور پر اپنی موجودگی کو برقرار رکھنا ہے۔ یہاں تک کہ رکن ممالک نے آپس میں جغرافیائی سرحدوں کی قانونی پابندی کا خاتمہ کر دیا۔ 'یورو' کے نام سے مشترکہ کرنسی ایجاد کرلی۔ ہر ملک کی فوج کو یورپی یونین کے مشترکہ مفادات کے تحفظ کے لئے انتظامی قوانین کے تابع کر دیا گیا، اپنی ثقافت کو رائج کرنے کے لئے نئے قوانین وضع کئے گئے۔

برطانیہ کے یورپی اتحاد میں شامل رہنے کے حامیوں کا کہنا ہے کہ یورپی یونین سے انخلا کی صورت میں برطانیہ بین الاقوامی مسائل میں اپنے اہم کردار کے مقام سے گر جائے گا، لیکن یورپ سے برطانوی انخلا کے حامی یہ دلیل پیش کر رہے ہیں کہ یورپی اتحاد سے انخلا کے بعد برطانیہ تجارت اور سیاست کے میدان میں خود مختار ہو کر اب فیصلے خود کرنے کا مجاز ہو جائے گا۔ برطانوی وزیر اعظم کیمرون نے بھی دیگر وجوہات کے علاوہ سب سے اہم امر مہاجرین کی آمد اور ان کے مساویانہ حقوق قرار دیا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ رکن ممالک سے جو لوگ یہاں برطانیہ میں رہتے ہیں، ان کے حقوق بھی برطانوی شہریوں کے حقوق کے مساوی ہوتے ہیں، جو برطانوی عوام کے لیے قابل قبول نہیں اور یہ برطانیہ کی معیشت اور ترقی کے لیے باعث نقصان بھی ہے۔

البتہ اب برطانوی عوام یورپی یونین کی 43 سالہ ممبر شپ کے خاتمے کا مطالبہ کر چکے ہیں۔ اگرچہ برطانوی حکومت کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ عوام کے مطالبے پر عمل درآمد کرے، لیکن جیسا کہ یہ ریفرنڈم برطانوی وزیراعظم کی رضامندی سے کیا گیا ہے اور انہوں نے بھی اس سے قبل عوام کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کی رائے کا احترام کریں گے۔ عوام جو بھی فیصلہ کریں، وہ انہیں قابل قبول ہو گا۔

یہی وجہ تھی کہ برطانوی وزیراعظم نے نتائج کے مطابق اعلان کیا کہ وہ یورپی یونین سے علیحدگی اختیار کریں گے اور انہوں نے وزارت عظمی سے استعفا دینے کا بھی اعلان کیا ہے۔ سیاسی امور کے ماہرین کا کہنا ہے کہ یورپی یونین کے رکن ممالک کے تحفظات یہ ہیں کہ وہ دنیا کے دیگر ممالک کے ساتھ تعلقات میں عدم توازن کا شکار ہیں۔ اگر یورپی اتحاد کسی ملک کے ساتھ تعلقات ترک کرنے کا فیصلہ کرے گا یا کسی ملک پر اقتصادی پابندیاں عائد کرنے کا فیصلہ کرے گا تو تمام رکن ممالک پر اس فیصلے کی پاس داری لازم ہو گی۔ اگرچہ رکن ممالک کے اس ملک کے ساتھ تعلقات کتنے ہی اچھے ہوں۔ مثال کے طور پر روس پر یورپ کی طرف سے اقتصادی پابندی کے باعث

معاشی لحاظ سے رکن ممالک نے بھاری نقصانات اٹھائے، خاص طور پر برطانیہ، جرمنی اور فرانس بہت نقصان میں رہنے والے ممالک ہیں۔ کیوں کہ ان ممالک کے روس کے ساتھ ہر سال اربوں ڈالر مالیت کے معاہدے تھے، لیکن یوکرائن تنازع کے باعث یورپی یونین کی اقتصادی اور سیاسی پابندیوں سے رکن ممالک کو گہرا دھچکا لگا تھا۔

یورپی یونین پر امریکا کی سیاسی بالادستی کا سایہ مسلط ہے، جس کے باعث رکن ممالک انتہائی پریشان اور مایوس ہیں۔ مبصرین کہتے ہیں یورپ، امریکا کے مفادات کے تحفظ کے لیے چھتری کے طور پر کردار ادا کرتا ہے۔ اکثر ایسی جنگیں، جن کے ساتھ یورپ کا کوئی تعلق ہی نہیں تھا، لیکن امریکا نے ان جنگوں میں یورپی یونین کو بھی شامل اور ملوث کر دیا۔ اس لحاظ سے یونین کے فوجی براہ راست جنگ لڑ رہے ہیں یا ان جنگوں کے بھاری اخراجات برداشت کر رہے ہیں۔ جیسے عراق، لیبیا، شام اور افغانستان کی جنگیں ہمارے سامنے ہیں۔ اگر یورپی یونین کا اپنا اختیار ہوتا تو وہ ان ممالک کی جنگوں میں حصہ لینے کی کبھی بھی حماقت نہ کرتا۔

یورپی یونین میں برطانیہ وہ ملک تھا، جس پر امریکا کا بھرپور اعتماد تھا۔ کیوں کہ برطانیہ واحد ملک تھا، جو یورپی پارلیمنٹ میں امریکی فیصلوں اور احکامات کا بھرپور دفاع کرتا تھا۔ امریکا کوشش کر رہا تھا کہ برطانیہ یورپی اتحاد سے علیحدگی اختیار نہ کرے۔ کیوں کہ امریکا کی نظر میں برطانیہ کے بغیر یورپی یونین کی طاقت کا شیرازہ بکھر جائے گا۔

البتہ یورپی اتحاد سے برطانوی انخلا کے مختلف نتائج برآمد ہوئے ہیں اور اسی لحاظ سے ان کے اثرات سامنے آئے ہیں۔

- برطانیہ کی تقسیم: برطانیہ چار ممالک 'انگلینڈ، ویلز، آئرلینڈ شمالی اور اسکاٹ لینڈ کا گٹھ جوڑ ہے۔ اسکاٹ لینڈ یورپی یونین سے انخلا کے حق میں نہیں ہے۔ اسی وجہ سے اسکاٹ لینڈ کے وزیراعظم 'نیکولا سٹور جن' نے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ یورپی یونین سے برطانوی انخلا کی صورت میں وہ برطانیہ سے اسکاٹ لینڈ کے انخلا پر بھی اسی طرح ریفرنڈم کریں گے۔

- عالمی سیاست: برطانیہ اور فرانس دو ایسے ممالک تھے، جو سلامتی کونسل کے مستقل ارکان تھے۔ ان دونوں ممالک نے سلامتی کونسل میں ہمیشہ یورپی ممالک کے مفادات کا تحفظ کیا ہے۔ اب کے بعد بین الاقوامی امور میں یورپ کی اہمیت میں قدرے کمی محسوس کی جاسکتی ہے۔

- برطانیہ کی وحدت اور قیام امن: اس کے بعد ممکن ہے برطانوی عوام کے خیالات اور نظریات واضح طور پر تقسیم ہو سکتے ہیں۔ کیوں کہ 52 فیصد لوگوں نے یورپ سے علیحدگی اور 48 فیصد عوام نے حمایت میں رائے دی ہے۔ اگر اس کے بعد برطانوی معیشت کو نقصان پہنچا تو برطانیہ کے عوام واضح طور پر دو حصوں میں تقسیم ہو جائیں گے اور یورپی اتحاد سے علیحدگی کے حامی اور مخالفین ایک دوسرے کو ذمہ دار ٹھہرائیں گے۔

برطانیہ کے یورپی اتحاد میں شامل رہنے کے حامیوں کا کہنا ہے کہ یورپی یونین سے انخلا کی صورت میں برطانیہ بین الاقوامی مسائل میں اپنے اہم کردار کے مقام سے گر جائے گا، لیکن یورپ سے برطانوی انخلا کے حامی یہ دلیل پیش کر رہے ہیں کہ یورپی اتحاد سے انخلا کے بعد برطانیہ تجارت اور سیاست کے میدان میں خود مختار ہو کر اب فیصلے خود کرنے کا مجاز ہو جائے گا۔ برطانوی وزیراعظم کیمرون نے بھی دیگر وجوہات کے علاوہ سب سے اہم امر مہاجرین کی آمد اور ان کے مساویانہ حقوق قرار دیا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ رکن ممالک سے جو لوگ یہاں برطانیہ میں رہتے ہیں، ان کے حقوق بھی برطانوی شہریوں کے حقوق کے مساوی ہوتے ہیں، جو برطانوی عوام کے لیے قابل قبول نہیں اور یہ برطانیہ کی معیشت اور ترقی کے لیے باعثِ نقصان بھی ہے۔

افغانستان میں بدامنی کے عوامل کیا ہیں؟

عبید تنویر

حال ہی میں ایک بین الاقوامی این جی او نے افغانستان کو دنیا میں چوتھے نمبر پر غیر محفوظ ملک قرار دیا تھا، جہاں بدامنی اور غیر یقینی صورت حال ہے۔ افغانستان کے شہریوں پر مغربی اور امریکی خوف کا سایہ منڈلاتا رہتا ہے اور وہ آزادانہ طور پر سفر نہیں کر سکتے ہیں۔ امن اور جنگ کے نام سے کام کرنے والی بین الاقوامی تنظیم نے اپنی سالانہ رپورٹ میں دنیا کے 160 ممالک میں سیکورٹی کے لحاظ سے صورت حال کی تحقیقات کی ہیں، جن میں عراق، شام، افغانستان اور سوڈان ایسے ممالک شامل ہیں، جہاں بدامنی جاری ہے اور امن کے لیے نقصان دِہ واقعات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے، لیکن اس رپورٹ میں آسٹریلیا اور آئس لینڈ کو دیگر ممالک کے مقابلے میں پُرامن قرار دیا گیا ہے۔

یہ سروے ایک مغربی تنظیم نے کیا ہے۔ مغربی ادارے اور سیاست دان اکثر اُن ممالک کو غیر محفوظ اور غیر مستحکم قرار دیتے ہیں، جہاں امریکا اور یورپی ممالک کے شہریوں کو سفر اور آمد و رفت کے دوران مسائل اور مشکلات سے دوچار ہونا پڑے ان کے اہداف اور مفادات کو خطرات لاحق ہوں۔

وہ ایسی تحقیقات، سرویز اور رپورٹوں کے بعد وہاں مداخلت کے لیے جواز ڈھونڈتے ہیں۔ اس بات میں شک نہیں کہ شام، عراق، سوڈان اور افغانستان میں بدامنی ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ ان ممالک میں بدامنی پیدا کرنے اور جاری رکھنے میں کون ملوث ہیں اور اس بدامنی سے کس کے مفادات وابستہ ہیں؟ ان ممالک میں کون قیامِ امن کی کوششوں کو سبوتاژ کر رہا ہے؟ کون امن کی راہ میں رکاوٹ ہے؟ کیوں انہیں اپنی مرضی کے مطابق اپنا نظام حکومت خود تشکیل نہیں دینے دیا جارہا؟

امریکا اور مغرب نے کس دلیل کی بنیاد پر افغانستان اور عراق کے عوام کے حق خود اِرادیت کو چیلنج کیا اور ان دونوں ممالک کی آزادی سلب کر کے اپنا تسلط قائم کیا؟ لاکھوں فوجی جدید ہتھیاروں سے لیس کر کے وہاں مسلط کیے۔ افغانستان کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا گیا۔ عوام کو قتل کرنے، انسانیت سوز مظالم کا نشانہ بنانے، کابل، بغداد اور گوانتاموبے جیلوں میں مظلوم قیدیوں کے ساتھ ایسا سلوک روا رکھنا کہ جسے سن انسانیت کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ جن لوگوں نے مغربی طاغوتی قوتوں کے سامنے سر نہیں جھکایا، ان پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے گئے۔ اسلامی اقدار کا جنازہ نکالا گیا۔ تمام بین الاقوامی قوانین کو بالائے طاق رکھ کر لاکھوں عوام کا خون بہایا گیا۔

امریکا نے چار دہائیوں سے جنگ زدہ افغانستان پر جنگ مسلط کر کے یہاں اُن لوگوں کو اقتدار سونپ دیا ہے، جو یہاں مزید جنگ کا سبب بن رہے ہیں۔

امریکا کے پاس ڈھائی لاکھ افغانیوں کو آتش و آہن سے نیست و نابود کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ امریکا کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ نائن الیون حملہ کن لوگوں نے کیا تھا؟ کیا امریکا کو عراق سے وہ جوہری ہتھیار مل گئے ہیں، جنہیں بہانہ بنا کر عراق کی اینٹ سے اینٹ بجائی ہے؟ وہاں کی قیمتی نوادرات لوٹ لیں اور تمام قوم کو سنی شیعہ فرقہ وارانہ لڑائی میں الجھا رکھا ہے۔ شام میں کون داعش اور بشار کو تعاون فراہم کر کے مظلوم عوام کا ستیاناس کر رہا ہے؟ امریکا، یورپ، روس اور پوٹن کے جوتے چاٹنے والے مشہور ملکوں کے علاوہ کون ہیں، جو وہاں اپنے مذموم مفادات کی خاطر آگ برسا رہے ہیں؟

ہم امن اور جنگ کے حوالے سے سروے کرنے والی مذکورہ تنظیم کہتے ہیں کہ یہ بات واضح ہے کہ شام، عراق اور افغانستان میں بدامنی اور جاری لڑائی کے پیچھے امریکا اور اس کے پٹھو ہیں، جن کی بے جا مداخلت کے نتیجے میں مغربی ممالک کے شہریوں کے لیے یہ ممالک غیر محفوظ ہو گئے۔ یہ ممالک امریکی مداخلت سے پہلے پُرامن شمار کیے جاتے تھے، لیکن جب امریکا نے ان ممالک میں براہ راست مداخلت کی اور لاکھوں افواج یہاں قیام امن کے نام پر تعینات کر کے پندرہ سالوں سے جنگ کی آگ جلا رکھی ہے، اس سے ہر گزرتے دن کے ساتھ بدامنی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ امریکا کو کس نے یہ حق دیا کہ وہ ان ممالک کے مسائل میں مداخلت کرے؟

آج جن ممالک میں بھڑکتی جنگ میں امریکا شریک ہے، وہ جنگ وہاں کے مقامی مسائل کو حل کرنے کی خاطر نہیں ہے، بلکہ صرف امریکا کے مفادات اس جنگ سے وابستہ ہیں۔ اور جب تک وہاں امریکا کے مفادات موجود رہیں گے، تب تک، یا جب تک امریکا مکمل شکست نہیں کھا جاتا، تب تک وہاں جنگ جاری رہے گی۔ یہی امریکا کی فطرت اور اس کی پالیسی ہے۔ اس کی مثال افغانستان ہے۔ جہاں جنگ جاری رکھنے کے لیے امریکا منصوبے بنا رہا ہے۔ کبھی اعلان کرتا ہے کہ مزید ہزاروں فوجی افغانستان بھیجیں گے۔ کبھی اعلان کرتا ہے ڈرون حملوں میں تیزی لائیں گے اور کبھی کہتا ہے یہ خطہ تزویراتی لحاظ سے بہت اہم ہے۔ اگر امریکا یہاں سے نکل جائے تو اس کے اہداف کو خطرات لاحق ہو سکتے ہیں وغیرہ۔

ہم صاف کہتے ہیں جب تک امریکی استعمار کو منہ توڑ جواب نہ دیا جائے، اس کی بالادستی ختم نہ کی جائے اور سپر پاور کے غرور کا نشہ اس کے دماغ سے نہ اتارا جائے، تب تک دنیا امن کا گہوارہ نہیں بن سکتی۔ جو ممالک نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکا کے اتحادی ہیں، وہ بھی امریکا کے شر سے محفوظ نہیں رہ سکتے ہیں۔ آہستہ آہستہ ان کا بھی نمبر آرہا ہے اور کئی ایک کا آنے والا ہے۔ ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ دنیا اور خطے کے ممالک بلاخوف و خطر متحد ہو کر امریکا کے خلاف کوئی حکمت عملی وضع کریں یا کم از کم امارت اسلامیہ کی جدوجہد کی حمایت کریں۔

امریکا جنوبی ایشیا کے لیے سنگین خطرہ

حسن خیل

امریکا افغانستان میں مکمل طور پر شکست اور ناکامیوں سے دوچار ہے۔ اس کے پاس ایسا کوئی اطمینان بخش جواز نہیں ہے، جس سے وہ دنیا کو اپنی جارحیت پر مطمئن کر سکے۔ گزشتہ پندرہ سال سے افغانستان میں اس کی ہر حکمت عملی، پالیسی اور منصوبے ناکام ثابت ہوئے ہیں۔ اسی ناکامی پر امریکی حواری بھی افغانستان میں زیادہ دیر ٹھہرنا ناقابل برداشت نہیں سمجھتے۔ لیکن فی الوقت شکست کے خوف سے امریکا کا منصوبہ مزید قیام کا ہے، جس کے لیے موجودہ جنگ کے شعلوں کو تیل دکھانے کی سازشیں پنپ رہی ہیں۔

امریکا نے گزشتہ پندرہ سال کے دوران افغانستان کے دارالحکومت کابل، کسی ایک صوبے، کسی شہر، کسی ایک ضلع تک میں امن قائم کیا، سیکورٹی کی صورت حال بہتر بنائی اور نہ ہی عوام کو زندگی کی بنیادی ضروریات فراہم کی ہیں۔ کابل حکومت کو دنیا کے بدعنوان ممالک کی صف سے نکالا گیا اور نہ ہی بدعنوانی کے ناسور کو ختم کرنے کے لیے سنجیدہ اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ افغانستان میں غربت کی شرح میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ افغانستان سے ہزاروں بااستعداد افراد اور لاکھوں نوجوانوں کو بیرون ملک فرار ہونے پر مجبور کر دیا گیا۔

دوسری جانب امارت اسلامیہ کو اللہ تعالی نے وہ طاقت دی ہے کہ جس کے مقابلے میں امریکا کی تمام فوجی صلاحیت، جدید ٹیکنالوجی، حربی آلات اور جدید ہتھیاروں سے لیس لاکھوں افواج ناکام ثابت ہوئیں۔ حالانکہ افغانستان پر یلغار کے بعد امریکا کا خیال تھا کہ وہ چند مہینوں میں امارت کا نام و نشان تک صفحہ ہستی سے ختم کر دے گا، لیکن وقت نے ثابت کر دیا کہ امریکا کی تمام کوششیں ناکام ثابت ہوئیں۔ امریکا اور نیٹو اتحاد کسی ایک گاؤں سے بھی امارت کا وجود ختم نہیں کر سکا۔ بلکہ امارت نے افغانستان بھر میں امریکی اور نیٹو افواج کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کر دیا ہے۔ اب ان کی حالت یہ ہے کہ وہ امارت کا نام سنتے ہیں تو ان پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ وہ خودکشی پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اب امارت اسلامی افغانستان کے 80 فیصد حصے پر حاکم ہے۔ عوام کے مسائل حل کرنے کے لیے تمام صوبوں میں باقاعدہ سرکاری ادارے قائم کیے گئے ہیں۔ اب عوام اپنے مسائل کے حل کے لیے اپنی مرضی سے کٹھ پتلی گروہ کے بجائے امارت اسلامیہ کی شرعی عدالتوں سے رجوع کرتے ہیں۔

جب امریکا امارت اسلامی کا عسکری مقابلہ کرنے کی پوزیشن میں نہ رہا تو ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت گزشتہ سال افغانستان کے مشرقی صوبوں میں داعش نامی تنظیم کو قائم اور فعال کیا، تاکہ وہ اس کو بنیاد بنا کر اپنی موجودگی کو برقرار رکھے۔ امریکا کا خیال یہ تھا کہ اس آگ میں نہ صرف افغانستان جل کر راکھ ہو جائے گا، بلکہ خطے کے دیگر ممالک بھی اس آگ کی لپیٹ میں آ کر امریکا کو وہاں مداخلت کا موقع اور جواز فراہم کریں گے۔ جس پر وہ عراق اور شام کی طرح یہاں بھی اپنا کھیل کھیلے گا، لیکن امارت نے اپنی پرامن پالیسی کے تحت افغانستان کے طول و عرض میں داعش کے فتنے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے بھرپور سرگرمی دکھائی اور اسے ایک موت کی کشمکش میں مبتلا سٹھیائے ہوئے بوڑھے چوہے کی حالت میں پہنچا دیا ہے۔ جب امریکی اس شیطانی منصوبے میں ناکام اور رسوا ہوئے تو انہوں نے افغانیوں کو ہمسایہ ممالک کے ساتھ طویل تنازعے کی آگ میں دھکیلنے کے لیے نئی سازش تیار کی، جس کی ایک مثال طورخم بارڈر پر افغانستان اور پاکستان کے درمیان حالیہ تنازع ہے۔

بلاشبہ اگر افغانستان کے دفاع کا معاملہ ہو اور امارت اسلامیہ جانتی ہو کہ یہ واقعی افغانستان کے دفاع کا معاملہ ہے تو ایک انچ سرزمین کے دفاع اور تحفظ کے لیے بھی امارت ہر قیمت پر اس کا دفاع کرے گی، لیکن طورخم سرحد تنازعے کے پیچھے بلاشبہ امریکی سازش کارفرما ہے۔ کیوں کہ وہ ہمسایہ خطے پاکستان پر زور دیتا ہے کہ طورخم بارڈر پر گیٹ تعمیر کرے اور اشرف غنی سے کہتا ہے کہ وہ گیٹ کی تعمیر کی اجازت نہ دے۔ امریکا کا ہدف یہ ہے کہ ان حساس حالات میں فریقین کو مزید دشمنی اور تنازعات میں الجھا کر انہیں ایک دوسرے کے سامنے لاکھڑا کر دے، تاکہ ان کی ہلاکتوں اور نقصانات میں مزید اضافہ ہو۔ آخر میں یہ دونوں فریقین مجبور ہو کر مسئلہ کے حل کے لیے امریکا سے رجوع کریں گے، جس پر امریکا کو اپنے مذموم مفادات کی خاطر ایک نیا منصوبہ زیر عمل لانے کا موقع مل جائے گا۔

ہم واضح طور پر کہنا چاہتے ہیں کہ افغانستان، پاکستان اور خطے کے لیے امریکی موجودگی زہر قاتل ہے۔ وہ افغانستان اور خطے میں ضرور ایک ایسی جنگ شروع رکھنے کی خواہش مند ہے، جس کا شکار دونوں ممالک کے مسلمان ہوں اور امریکا اس سے فائدہ اٹھائے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو آپ کو یاد ہو گا کہ امریکا نے کابل کے کٹھ پتلی گروپ کے ساتھ سیکورٹی معاہدے پر دستخط کرتے وقت اعلان کیا تھا کہ اب افغانی پڑوسیوں کی مداخلت سے محفوظ رہیں گے!!! لیکن آج ہر کسی نے دیکھا کہ کابل اور اسلام آباد کے درمیان طورخم سرحد تنازع کے وقت امریکا نے کیا کردار ادا کیا اور افغانستان کے ساتھ سیکورٹی معاہدے کی پاس داری کی روشنی میں اس نے افغانیوں کا کتنا دفاع کیا؟

افغانستان، پاکستان اور خطے کے دیگر پڑوسی ممالک کے عوام اس بات پر غور کریں کہ امریکا ہمارا دوست نہیں ہو سکتا۔ امریکی اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے اپنے دوست کی دوستی کو بھی داؤ پر لگانے سے گریز نہیں کرے گا۔ افغانستان اور خطے کے دیگر ممالک کے لیے اس کے منصوبے نہایت خطرناک ہیں۔ ہمیں اپنا دماغ کھول کر اس بات پر سوچ و بچار کی ضرورت ہے کہ کس طرح امریکی اژدہے سے خطے کے ممالک اور قوموں کو بچایا جا سکتا ہے؟ اس کا حل یہ ہے کہ سب امریکا کے خلاف متحد ہو کر آپس میں باہمی رابطے بڑھائیں یا کم از کم امارت اسلامی کی جدوجہد کی حمایت کریں۔

پانچ ارب ڈالر!

عابد

بیسویں صدی میں وارسا معاہدے نے افغانستان کی ترقی کا خواب چکنا چور کر دیا اور وہ 21ویں صدی تک زخم چاٹ رہا تھا۔ ابھی تک چین اور سکون کا موقع نہیں ملا تھا کہ نیٹو نے آسمان سے آگ برسانا شروع کر دی۔ تمام اتحادیوں نے مل کر بھرپور طاقت اور جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ یلغار کر دی، جس کا مقابلہ کرنا اور شکست دینا کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ جب پہلی بار دنیا دو حصوں میں تقسیم تھی۔ سوویت یونین نے افغانستان میں اپنی مدمقابل قوتوں کو نیچا دکھانے کے لیے نہتے شہریوں پر ہر قسم کے مظالم ڈھائے، جب کہ مدمقابل دنیا کی دوسری قوتوں نے افغان عوام کی مزاحمت کو خود مختاری کے حصول کے لیے مقدس جہاد قرار دیا اور کھل کر مجاہدین کی حمایت کی۔

البتہ اب امریکا دنیا بھر میں سپر پاور کے نام پر دندناتا پھر رہا ہے۔ وہ دنیا پر صرف اپنی بالادستی قائم کرنے کا خواب دیکھ رہا ہے۔ افغان جنگ سے لطف اندوز ہو رہا ہے، لیکن قیام امن کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بھی ہے۔ اس لیے بہادر افغان عوام کی مزاحمت دہشت گردی ہے اور مجاہدین پوری دنیا کے لیے سنگین خطرہ ہیں۔ امریکا خطے میں عسکری اثر و رسوخ برقرار رکھنے اور روس کی دوبارہ سے ممکنہ طور پر اُبھرتی ہوئی فوجی قوت کو دبانے کے لیے افغان جنگ کو طول دے رہا ہے۔ کیوں کہ جنگ جتنی طویل ہوگی، اس کا اتنا ہی فائدہ ہوگا۔ اس آگ کو شعلہ بار رکھنے کے لیے ضروری تھا کہ آئندہ چند برس کے لیے ایندھن تیار کیا جائے۔ اس لیے امریکا اور اس کے اتحادی بہت کوششوں کے بعد ایک رائے تک پہنچ سکے۔ اس کا اعلان کرنے کے سلسلے میں وارسا کا اجلاس طلب کیا اور نام نہاد صدر اشرف غنی کو بھی اس میں شرکت کی دعوت دے کر پانچ ارب ڈالر کی امداد کا اعلان کیا گیا۔ یہ امداد افغانستان کی تعمیر نو کے لیے نہیں، بلکہ صرف اور صرف فوجی اخراجات کے لیے ہے۔

اب ہر کسی کو یہ یقین ہو چلا ہے کہ امریکا اور اس کے اتحادی افغانستان کو امن کا گہوارہ بنتے نہیں دیکھ سکتے۔ وہ یہاں جنگ کو طول دینے کے اسباب کی طرف لپک رہے ہیں۔ یہاں فوج کو برقرار رکھنے کے بارے میں ریمارکس سے بھی اس حقیقت کا ادراک ہو چکا ہے۔ اب اگر اس تناظر سے اس معاملے کا جائزہ لیں کہ افغانی کہتے ہیں: غیر ملکیوں کو واقعی ہماری پریشانیوں سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ اس حقیقت سے پوری دنیا آگاہ ہے۔ وارسا اجلاس کے بعد سلامتی کونسل میں امریکی مشیر اور نیٹو کے جنرل سیکرٹری نے ملاقات کے دوران خفیہ رازوں پر تبادلہ خیال کیا۔ ایک نے دوسرے سے کہا: عجیب بات ہے کہ ہم نے افغانستان پر یلغار کی حمایت کے لیے افغانوں کو دو باتوں پر قائل کر کے اپنے ساتھ رکھا ہے۔ ایک دہشت گردی اور دوسرا پاکستان کی ممکنہ یلغار۔ دہشت گردی کی تعریف خود اُنہیں بھی معلوم نہیں ہے اور پاکستان کی یلغار کے بارے میں لوگ تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں۔

اگر اب ان حالات کے ہر پہلو کا بغور جائزہ لیا جائے کہ افغانستان میں امریکی موجودگی کس لیے ہے؟ نیٹو کی مشروط امداد کا مطلب کیا ہے؟ کٹھ پتلی حکمرانوں کے اخلاص اور افغان سرزمین کے دفاع کے لیے جدوجہد کا محور کیا ہے؟ افغان حکومت میں شامل اعلی حکام کے مفادات غیر ملکیوں کی موجودگی سے محفوظ ہیں۔ کیوں کہ ان عناصر نے اپنا گھر اور سرمایہ بیرون ملک منتقل کر دیا ہے، تاکہ کوئی ان کے جرائم کا حساب نہ لے سکے۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ افغانستان کے معاملات میں کون مداخلت کر رہے ہیں اور ان کے مفادات کیا ہیں؟ جو لوگ استعماری قوتوں کے خلاف برسرپیکار مجاہدین کی مزاحمت کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور کٹھ پتلی حکومت کو قانونی قرار دینے کے جواز تلاش کرتے ہیں، ایسے لوگ مذکورہ سوال کے جواب ڈھونڈیں اور وارسا اجلاس کے پانچ ارب ڈالر کی امداد سے فائدہ اٹھائیں۔

امریکا! تمہیں چوٹ لگی ہے

سیف العادل احرار

افغانستان ایک آزاد و خودمختار اسلامی ملک تھا۔ امارت اسلامیہ نے اسلامی نظریہ حیات کے مطابق شرعی قوانین کے ذریعے یہاں مکمل اور مثالی امن قائم کیا تھا۔ کرپشن، لوٹ مار، بدانتظامی، چوری، ڈکیتی، اغواء برائے تاوان، جسم فروشی اور منشیات فروشی جیسے جرائم کا کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا تھا۔ لوگ سفید پرچم تلے پُرامن زندگی بسر کر رہے تھے، لیکن دنیا کی استعماری قوتوں کی نظر میں اس ملک کا نظام ناقابل برداشت تھا۔ انہوں نے اس لیے نائن الیون کا بہانہ بنا کر افغانستان پر فوج کشی کر کے دنیا میں واحد اسلامی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ اس کی جگہ ایک عبوری حکومت تشکیل دے کر افغانستان کی فضا اور سرزمین پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت امریکی صدر نے اعلان کیا کہ مجاہدین کو ہمیشہ کے لیے نیست و نابود کر دیا گیا ہے، وہ اب دوبارہ سر اٹھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔

2005ء کے بعد مجاہدین کے حملوں میں اچانک تیزی آئی۔ مجاہدین نے دوبارہ اپنی صف کو منظم و متحد کر کے افغانستان بھر میں دشمن کے خلاف کارروائیوں کا سلسلہ تیز کر دیا۔ ایک رپورٹ کے مطابق 2010ء امریکی اور اس کے اتحادی افواج پر بہت بھاری گزرا ہے۔ مجموعی طور پر گزشتہ پندرہ سال کے دوران ہزاروں امریکی اور اتحادی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں۔ 2014ء کے بعد افغان فورسز نے سکیورٹی انتظامات سنبھال لیے، لیکن دو سال میں ہی ان کے حوصلے پست ہو گئے۔ وہ تباہی کے دہانے تک پہنچ گئی ہے۔ امریکا اور نیٹو افواج کی جانب سے افغانستان کی کھوکھلی فوج کی تنظیم نو، تربیت اور اسے جدید ہتھیاروں سے لیس کرنے کے باوجود ان میں بہت ساری خامیاں موجود ہیں۔ کرپشن عروج پر ہے۔ نام نہاد صدر حکومتی انتظامات اور امور چلانے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ انہوں نے چند روز قبل غزنی کے ایک شہر کے لیے میئر مقرر کیا تو غزنی کے ایک کمانڈر نے اس کی تقرری مسترد کر کے واپس کابل بھیج دیا۔

ایک اعلیٰ حکومتی عہدے دار نے انکشاف کیا کہ صوبہ ہلمند میں افغان فورس کو ماہانہ 39 لاکھ لیٹر تیل فراہم کیا جا رہا ہے، جب کہ صرف ایک لاکھ لیٹر تک استعمال کیا جاتا ہے، باقی 38 لاکھ لیٹر تیل سمیت قیمتی فوجی گاڑیاں اور مہنگا اسلحہ فروخت کر دیا جاتا ہے۔

امریکا نے افغان فوج کی تشکیل نو پر اربوں ڈالر خرچ کیے ہیں اور آج بھی خرچ ہو رہے ہیں۔ اس کے باوجود افغان فورسز مجاہدین کے سامنے ٹھہرنے کی سکت نہیں رکھتیں۔ 2014ء کے بعد افغان فورس مجاہدن کے خلاف ہر آپریشن میں مکمل شکست سے دوچار ہو رہی ہیں۔ جب کہ امارت اسلامیہ نے قندوز سمیت افغانستان کے 36 اضلاع پر قبضہ کر لیا ہے۔ حال ہی میں ایک نئی رپورٹ میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ مجاہدین نے افغانستان بھر میں 36 اضلاع پر قبضہ کر لیا ہے اور مزید 104 اضلاع پر قبضے کا خطرہ ننگی تلوار کی طرح سر پر لٹک رہا ہے۔ افغانستان کی تعمیر نو سے متعلقہ امور کے نگرانِ خصوصی انسپکٹر جنرل 'ایس آئی جی اے آر' کی جاری کردہ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ سرکاری دستوں کے زیر قبضہ علاقے مجاہدین کے کنٹرول میں جا رہے ہیں۔ اس رپورٹ میں امریکی فوج کی اعلیٰ کمان کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ اس سال جنوری میں افغان سکیورٹی فورسز کو افغانستان کے کل 34 صوبوں کے 407 اضلاع میں سے 70 فیصد پر کنٹرول حاصل تھا، لیکن پانچ ماہ بعد مئی کے آخر تک ایسے اضلاع کا تناسب کم ہو کر 65 فیصد رہ گیا ہے۔ اب افغان سکیورٹی دستے قریبا پانچ فیصد علاقے پر اپنے قبضے سے محروم ہو گئے ہیں۔ سرکاری دستوں کو مجاہدین کی مسلح کارروائیوں کے نتیجے میں کئی علاقوں سے محروم ہونا پڑ رہا ہے۔ کیوں کہ افغان فورسز کو مجاہدین کے خلاف لڑتے ہوئے دسمبر 2014ء کے مقابلے میں کہیں زیادہ جانی نقصانات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ حالیہ چند روز میں مجاہدین نے عمری آپریشن کے تحت صوبہ

ہلمند کے ضلع خانشین پر قبضہ کیا ہے۔ اسی طرح ضلع نادعلی، ناوہ، گرمسیر، مارجہ، قندھار کے ضلع شاولیکوٹ، روزگان کے ضلع دہراود، قندوز کے ضلع دشت آرچی، فراہ کے ضلع بکواہ سمیت افغانستان بھر میں مجاہدین کی پیش قدمی تیزی سے جاری ہے اور کامیاب کارروائیوں نے دشمن کو بوکھلا کر رکھ دیا ہے۔

مجاہدین نے دو روز قبل وفاقی دارالحکومت کابل میں غیرملکیوں کے زیراستعمال ہوٹل پر حملہ کیا۔ بگرام ایئرپورٹ کے قریب سکیورٹی لحاظ سے محفوظ ترین علاقے میں امریکا اور دیگر استعماری ممالک کے فوجیوں کے زیر استعمال 'نارتھ گیٹ ہوٹل' پر چار فدائی مجاہدین نے اعصاب شکن حملہ کیا۔ ایک فدائی مجاہد نے بارود بھرے ٹرک کو ہوٹل کے دروازے پر زور دار دھماکے سے اڑا دیا، جس کے بعد باقی تین جانثار مجاہدین ہوٹل میں گھس گئے۔ رات ایک بجے کے بعد شروع ہونے والی لڑائی صبح پانچ بجے تک جاری رہی۔ امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد کے مطابق تینوں فدائی مجاہدین ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے لیس تھے۔ انہوں نے ہوٹل میں موجود تمام غیرملکیوں کے خلاف آپریشن کیا اور جو بھی سامنے آیا، اسے اندھی موت کے کنویں میں پھینکنے سے قطعاً گریز نہیں کیا۔ خیال کیا جا رہا ہے کہ اس حملے میں سیکڑوں افراد ہلاک اور زخمی ہوگئے ہیں، لیکن کٹھ پتلی حکومت نے ایک سکیورٹی اہل کار کی ہلاکت کا دعوی کیا ہے، جو دراصل جھوٹ کی اعلی ترین مقام ہے، زہے نصیب! جو صرف اشرف غنی کے حصے میں آیا ہے۔ کئی ٹن دھماکہ خیز مواد سے بھرا ٹرک، تین اسلحہ بردار مجاہد، سیکڑوں غیرملکیوں کی موجودگی اور ساڑھے تین گھنٹے کی لڑائی، کیا صرف ایک پولیس اہل کار زخمی ہوا ہے؟ جھوٹ بولتے وقت عقل کو استعمال کر لیا ہوتا کیا ہی اچھا تھا اور آئندہ دنوں حقائق منظرعام پر آنے کے بعد شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ نام نہاد حکومت کے ترجمان نے دعوی کیا ہے کہ حملے میں ہوٹل کا اسٹاف اور مہمان محفوظ رہے ہیں، تاہم ایک پولیس اہل کار ہلاک اور تین زخمی ہوئے ہیں۔ حملے کے وقت ہوٹل میں 11 غیرملکی موجود تھے، جنہیں اسٹاف کے ساتھ فوراً ہی ہوٹل کے محفوظ کمروں میں منتقل کر دیا گیا تھا۔ البتہ حملے میں ہوٹل کی بیرونی دیوار کو نقصان پہنچا ہے، لیکن امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے واضح کیا ہے کہ اس ہوٹل میں ہر رات تین سے چار سو تک غیرملکی آتے تھے۔ ہوٹل کی ویب سائٹ کی تصویروں اور نقشے سے بھی پتا چلتا ہے کہ یہ غیرملکیوں کے لیے نہایت محفوظ جگہ تھی۔ اس لیے یہاں بڑی تعداد میں غیرملکی مقیم رہتے ہیں۔ ترجمان نے یہ بھی کہا ہے کہ ہوٹل کو اس لیے بھی نشانہ بنایا گیا ہے کہ یہ جگہ غیرملکی حملہ آوروں کے لیے عیاشی اور فحاشی کے اڈے کے طور پر استعمال ہو رہی تھی۔ ترجمان کے مطابق اس حملے میں ایک سو سے زائد امریکی اور غیرملکی ہلاک اور سیکڑوں زخمی ہوگئے ہیں، جب کہ ہوٹل بھی تباہ ہوا۔

اس حملے سے ثابت ہوتا ہے کہ امارت اسلامیہ اتنی مضبوط ہوگئی ہے کہ وہ جب اور جہاں چاہے، حملہ کر سکتی ہے۔ جس طرح قندوز، تخار، بدخشان، ہلمند فاریاب، جوزجان، غزنی، قندھار، فراہ، ننگرہار، میدان وردگ سمیت دیگر صوبوں میں سکیورٹی فورسز پسپا ہو رہی ہیں۔ مجاہدین مسلسل پیش قدمی کر رہے ہیں۔ اسی طرح ہزاروں غیرملکی اور افغان سکیورٹی فورسز کے حصار میں رہنے والا کابل بھی مجاہدین کے حملوں کی زد میں رہنے لگا ہے۔ جس کا واضح ثبوت گزشتہ ماہ فورسز پر حملہ اور حال ہی میں غیرملکیوں کے زیر استعمال ہوٹل پر کامیاب حملہ ہے۔ اب ضروری ہے کہ امریکا اور نیٹو افغانستان کی خودمختاری کا احترام کرتے ہوئے مکمل طور پر نکل جائیں۔ افغانستان کا مستقبل ان کی عوام پر چھوڑ دیں، تاکہ وہ اپنی مرضی کے مطابق حکومت تشکیل دیں۔ افغان عوام اور ہمسایہ ممالک کے مسلمانوں سے بھی یہی امید ہے کہ وہ افغانستان کی مکمل آزادی کے لیے امارت اسلامیہ کی مدد کریں۔ ان کی جدوجہد کی حمایت کریں اور امریکا کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں۔ بصورت دیگر افغانستان میں قیام امن کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے اور نہ ہی خطے کے دیگر ممالک میں امن قائم ہوگا۔

افغان مہاجرین، پاکستان، امارت اسلامیہ

محمد فرہاد جانباز

تین عشرے قبل روس کی جانب سے مذموم مفادات کی خاطر افغانستان میں کی جانے والی دراندازی اور جارحیت کے نتیجے میں مظلوم افغان عوام کو اپنی جان، آبرو اور مال بچانے کے لیے پاکستان سمیت آس پاس کے مختلف خطوں کی طرف ہجرت کرنا پڑی تھی۔ ہجرت کا سفر کچھ آساں نہیں ہے۔

''مَیں ایک مہاجر ہوں تو مَیں محسوس کر سکتا ہوں کہ مَیں اپنی بیوی بچوں سمیت گھر کی ناگزیر جمع پونجی بھی اپنے کاندھوں پر اُٹھائے ایک ایسی انجان منزل کی طرف جا رہا ہوں، جس کا مجھے خود کو علم نہیں کہ وہاں میرے لیے کچھ ہو گا یا نہیں یا وہاں میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ کیا مَیں وہاں پہنچ پاؤں گا یا نہیں؟ وہاں میرے ساتھ، میری بیوی بچوں کے ساتھ کس طرح کے حالات پیش آئیں گے؟ وہاں کے دن کیسے ہوتے ہیں؟ وہاں کی راتیں کیسی ہوتی ہیں؟ یہ اور اِن جیسے لاتعداد سوالات ہیں، جو میرے دل میں اَن دیکھے طوفانوں کا خوف اور ڈر پیدا کرتے ہیں۔''

کہا جاتا ہے افغان مہاجرین کی رجسٹرڈ تعداد ساڑھے 15 لاکھ ہے اور قریب اتنی ہی تعداد میں غیر رجسٹرڈ مہاجرین ہیں، جو پاکستان میں روسی اور پھر امریکی جارحیت کی وجہ سے رہنے پر مجبور ہیں۔ کون چاہتا ہے کہ وہ اپنا گھر، اپنا دیار اور اپنی مٹی چھوڑ کر اَن دیکھے علاقوں کا باسی بن جائے، جہاں کا سب کچھ ہی اجنبی ہے۔ علاقہ، لوگ، عادات، ماحول، موسم، صبح کی کرنیں اور شام کے ڈھندلکے، دن کی روشنی اور رات کی تاریکی، وہاں کا گرم سورج اور ٹھنڈا چاند، وہاں کی گرمی اور سردی سب کچھ ہی اجنبی ہے۔ ظاہر ہے مہاجرین کی بے بسی سے آشنا بہت سے لوگ کہہ اٹھیں گے: 'مجبوری میں یہ سب کرنا پڑتا ہے، بلکہ نہ چاہتے ہوئے بھی ایسا ہو جاتا ہے۔' ہم سمجھتے ہیں افغان مہاجرین کا یہی معاملہ ہے۔

1996 میں قائم ہونے والی امارت اسلامیہ کے دور کو دیکھا جائے تو یہ کہنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے کہ اگر عالم اسلام کی وہ نمائندہ حکومت قائم رہنے دی جاتی اور مخصوص اداروں کی جانب سے امریکا کو امارت اسلامیہ کے خلاف عملی حمایت کا یقین نہ دلایا گیا ہوتا تو آج امارت اسلامیہ سمیت تمام خطے کو موجودہ کا فرانہ دہشت گردی کی آگ میں جھلستے ہوئے تباہ کن حالات کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ صلیب پرست مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں۔ اسپین سے لے کر آج کے امریکا تک ایک ہی دہشت گردی کار فرما ہے، جو مسلسل دنیا کو جنگ کی انسانیت سوز بھٹی میں جھونک رہی ہے۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں ہے کہ آج کے نفرت زدہ امریکن گورے اُنہی اسپینش کی اولاد ہیں، جنہوں نے امریکا دریافت کرنے کا ڈھونگ رچا کر وہاں کے اصل مقامی باشندوں مظلوم ریڈ انڈینز کی گردنیں کاٹ ڈالیں اور خود زبردستی امریکا کے مالک بن بیٹھے تھے۔ دکھ ہے کہ امریکا کو فوجی دہشت گردی کی اجازت نہ ملتی تو یقینا عالم اسلام کے دلوں پر حکومت کرنے والی امارت اسلامیہ کو خطے کا بھلا سوچنے کا موقع مل جاتا۔ اگر آج پاکستان اور افغانستان کے اشرف غنی آپس میں دست و گریبان ہیں تو اس کی وجہ صرف ایک ''جی ہاں'' ہے۔

ہمیشہ سے اسی طرح ہوتا آیا ہے۔ جب بھی پاکستان و افغانستان کے حالات و تعلقات کشیدہ ہوتے ہیں تو ڈیورنڈ لائن اور مہاجرین کا مسئلہ اپنی اہمیت کے حجم سے بھی بڑھ کر موضوعِ بحث بن جاتا ہے۔ حالیہ دنوں اشرف غنی اور پاکستان کے درمیان اسی طرح کی نوک جھونک چل رہی ہے۔ اس کی وجہ وہ سیاسی بغض ہے، جو برطانیہ کے طرز پر امریکا کی جانب سے اس خطے میں پیدا کیا گیا ہے۔ مہاجرین کو افغانستان کا رُخ کرنے کے سلسلے میں خاص کر پاکستان کی طرف سے یہ بات سامنے رکھی جاتی ہے کہ افغان مہاجرین پاکستان میں دہشت گردانہ واقعات میں ملوث سمجھے جاتے ہیں، لیکن افغانوں کی نمائندہ امارت اسلامیہ کی جانب سے اپنے ایک حالیہ تبصرے میں اس بات کی یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ 'ہمیں اس بات کا مکمل یقین ہے کہ ہمارے مہاجرین پاکستان کے امن و امان کے لیے کوئی خطرہ نہیں ہیں۔ وہ پاکستان کے دیگر شہریوں کی طرح امن پسند شہری کے طور پر زندگی گزار رہے ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ مہاجرین نے پاکستان کی اقتصادی ترقی میں اپنا مقدور بھر حصہ ڈالا ہے، تاکہ پاکستان کے مسلمان بہتر معیار کے ساتھ اول درجے کے شہری کے طور پر مسرت بھری زندگی گزار سکیں۔ افغانستان میں امریکا کی موجودگی

کی وجہ سے یہاں کے حالات کسی طور بھی اطمینان بخش نہیں ہیں، جس کی وجہ سے یہاں کے باشندے بھی جنگ زدہ افغانستان چھوڑ دینا چاہتے ہیں، چہ جائے کہ دوسرے خطوں میں مقیم ہمارے مہاجرین واپس افغانستان کا رخ کریں!'

حالیہ دنوں اقوام متحدہ کے ادارہ برائے مہاجرین (UNHCR) کی پاکستان میں ترجمان 'دنیا اسلم خان' نے جرمن براڈکاسٹنگ ادارے 'ڈوئچے ویلے' سے بات کرتے ہوئے واضح کیا تھا:

"رجسٹرڈ افغان مہاجرین کو پروف آف رجسٹریشن (POR) پہلی بار سن 2005 کے اوخر اور سن 2006 کے اوائل میں پاکستانی رجسٹریشن اور شناختی کارڈ جاری کرنے والے ادارے نادرا (National Database & Registration Authority) کے تعاون سے جاری کیا گیا تھا۔ اس کے بعد سے اب تک ان دستاویزات کی میعاد میں مدت بہ مدت توسیع کی جاتی رہی ہے۔"

ادارہ برائے مہاجرین کی ترجمان کی یہ بات امارت اسلامیہ کے دعوے کا کھلا ثبوت ہے کہ افغان مہاجرین پاکستانی مسلمانوں کی سلامتی کے لیے کوئی خطرہ نہیں ہیں۔ غور کیا جائے تو پاکستان کی جانب سے ایک طویل عرصے سے پاکستان میں مقیم مہاجرین کی رجسٹریشن کی ضرورت 2005 میں ہی کیوں محسوس کی گئی تھی۔ اگر یہ مہاجرین پاکستان کے امن وامان کے لیے خطرہ ہوتے تو یقیناً اس دہشت گردی کو نتھ ڈالنے کے لیے 2005 سے بھی بہت پہلے تمام مہاجرین کو رجسٹریشن کے عمل سے گزار کر اچھے اور برے مہاجر کی تمیز کی جاسکتی تھی، جب کہ روس کے انخلا کے بعد افغانستان ایک ہولناک خانہ جنگی کے دور سے گزر چکا ہے۔ آخر مہاجرین میں دہشت گردی کے عنصر کو تلاش کرنے کی سوچ سقوطِ قندھار کے بھی کافی عرصہ بعد ہی کیوں پیدا ہوئی ہے؟ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ پاکستانی حکام اس امر سے بے خبر ہوں گے کہ یہ سب امریکا و نیٹو کی سازشیں ہیں، جن کے بارے میں امارت پہلے بھی کئی دفعہ واضح کر چکی ہے کہ 'افغان اور پاکستانی عوام اُن قوتوں اور تنظیموں کے زہریلے پروپیگنڈے پر کان نہ دھریں، جو دونوں اقوام کے باہمی مفادات کی راہ میں روڑے اٹکانا چاہتی ہیں اور دونوں اقوام کی دوستی کو دشمنی میں بدلنے کے خواب دیکھتی ہیں۔' معروف پاکستانی سفارت کار اور افغانستان میں پاکستان کے سابق سفیر 'رستم شاہ مہمند' کے مطابق "پاکستان کا امن وامان خراب کرنے میں ایک فیصد بھی افغان (مہاجرین) ملوث نہیں ہیں۔"

یہ صرف ایک پاکستانی نہیں، بلکہ پاکستان کے سیاسی حکمرانوں سے گہرا تعلق رکھنے والے گھریلو فرد کی گواہی ہے، جسے کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ پاکستان بھر خصوصاً خیبر پختون خوا صوبے میں پولیس (جسے ایک قانون نافذ کرنے والا ادارہ کہا جاتا ہے) کی جانب سے افغان مہاجرین کو بلاوجہ ہراساں کر کے پریشان کیا جاتا ہے۔ جگہ جگہ ان کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کر کے رشوت طلب کی جاتی ہے۔ دونوں خطوں کے لوگ ایک دین و رہنما اور ایک تہذیب و تمدن کے پیروکار ہیں۔ دونوں میں اسلامی اخوت صدیوں سے موجود ہے، جس سے انکار ممکن نہیں ہے۔ کسی بھی مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے دین و رہنما اور اپنی تہذیب و تمدن کے اصولوں اور قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کسمپرسی کے شکار اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ نفرت انگیز رویہ رکھے۔ ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ جہاد کی برکات سے امریکا کے دم دبا کر بھاگ جانے پر افغان مہاجرین پہلی فرصت میں امارت اسلامیہ کے سائے تلے زندگی گزارنے کے لیے افغانستان کا رخ کریں گے۔ اگر کوئی اس حقیقت کو جاننا چاہتا ہے تو امریکا کی دہشت گردی سے قبل امارت اسلامیہ کا دور ملاحظہ کیا جاسکتا ہے، جس میں روسی جارحیت اور بعد ازاں خانہ جنگی کی وجہ سے ہجرت کر جانے والے مہاجرین امن و شانتی کا دورِ حکومت دیکھ کر افغانستان کا رُخ کر رہے تھے۔ لوگوں کو یہ سچ ہضم کرنے کی صلاحیت اختیار کرنا ہو گی کہ امارت اسلامیہ کے باشندے، وہ جہاں کہیں بھی ہوں، ہمیشہ سنجیدگی کے ساتھ زندگی اور اس کے اعلیٰ مقاصد کی اہمت کو سمجھتے ہیں اور کسی خلافِ شرع کام، امن وامان کو خراب کرنے، مسلمان بھائیوں کو پریشان کرنے اور کسی بھی خطے سے تعلق رکھنے والے دو مختلف مسلمانوں کے درمیان مذہبی، سیاسی، اقتصادی، فوجی اور کسی بھی قسم کا تفرقہ ڈالنے کی کوشش نہیں کرتے۔

مسلمان کبھی اپنے بھائی کا بُرا نہیں سوچتا۔ افغان مہاجرین کو سیاسی مفادات کی خاطر قربانی کا بکرا بنانا انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ مہاجرین کی غربت کو دیکھتے ہوئے اسلامی اخوت اور انسانی ہمدردی کے پیش نظر ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جانا اچھے اخلاق اور سنجیدہ فکر کی غمازی کرتا ہے۔ امارت اسلامیہ نے پاکستانی اعلیٰ حکام اور سکیورٹی اداروں سے مطالبہ کیا تھا کہ جب تک افغانستان میں امن وامان کی فضا قائم نہیں ہو جاتی اور غیر ملکی جارحیت پسندوں کی دہشت گردی ختم نہیں ہو جاتی، (پاکستانی حکام کی معلومات بارے بدگمانی نہیں کی جاسکتی کہ وہ اس امریکن دہشت گردی کے ختم نہ ہونے کی 'مخصوص وجوہات' سے لاعلم ہیں) اُس وقت تک افغان مہاجرین کو تنگ کرنے اور رہائش سے دربدر کرنے سے گریز کیا جائے۔

امارت اسلامیہ نے اپنے ایک اعلامیے میں کہا ہے کہ 'وہ پاکستان میں 35 سال سے افغان مہاجرین کو رہائش دینے پر اہل پاکستان کی شکر گزار ہے۔

افغانستان میں جاسوس کون ہیں؟

لطف اللہ مومند

امریکی انتظامیہ کے نائب سربراہ 'ریک لجت' نے فاکس نیوز کے ساتھ حالیہ ایک انٹرویو میں کہا: 'افغانستان میں امریکی انٹیلی جنس کے لیے 5 ہزار اور عراق میں 8 ہزار جاسوس اور خصوصی تربیت یافتہ مخبر کام کر رہے ہیں، جن کا کام امریکا مخالف سرگرمیوں کی نگرانی اور امریکی مفادات کی حفاظت کرنا ہے۔'

ریک لجت کا کہنا ہے کہ 2001ء کے بعد افغانستان میں جو بھی اقتدار میں آئے ہیں، انہیں اہم سرکاری عہدوں پر تعینات کیا گیا ہے۔ اس امریکی اہل کار کے مطابق اب بھی افغانستان میں ہزاروں افراد سرگرم ہیں اور ہم انہیں بھاری تنخواہیں دے رہے ہیں۔ امریکی انتظامیہ اور حکومت اس بات کا اعتراف کریں یا نہ کہ افغانستان میں کروڑوں ڈالر کے بدلے ان کے لیے کتنے افراد جاسوسی کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان کی خدمات میں کیا کیا شامل ہے، لیکن ہر باضمیر اور بااحساس افغان سمجھتا ہے اگر امریکا کے لیے افغانستان میں بڑی تعداد میں تربیت یافتہ جاسوس کام نہ کرتے تھے تو کسی طرح بھی یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ پندرہ برس تک افغانستان پر اپنا ناجائز قبضہ برقرار رکھنے میں کامیاب ہو جاتا۔

امریکا نے ان تربیت یافتہ مخبروں کو کابل حکومت کے مختلف اداروں اور بالخصوص فوج اور سیکورٹی کے مختلف شعبوں میں اعلی عہدوں پر تعینات کیا ہے۔ ان کا کام یہ ہے کہ ہر وہ افغان جو اسلامی نظریے کا پاسبان اور خودمختاری کے مؤقف کا حامی ہو، اس کو مختلف بہانوں اور الزامات کے تحت گرفتار کر کے تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ گزشتہ پندرہ برس کے دوران ان ہزاروں جاسوسوں نے جو شرم ناک کردار ادا کیا ہے، وہ تاریخ کا سیاہ باب ہے۔ انہوں نے نہتے عوام پر امریکی ظالمانہ فضائی حملوں کے لیے معلومات فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان کی مخبری کے سبب نصف ملین سے زائد افغانیوں پر مبینہ طور پر امریکی جیلوں میں بہیمانہ تشدد کیا گیا ہے۔ ان کی توہین کے لیے ہر وہ حربہ استعمال کیا گیا ہے کہ جس سے انسان کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ دو لاکھ سے زیادہ افغان عوام کو درندگی سے بھرپور امریکی بمباری میں شہید اور لاکھوں افراد کو ملک چھوڑنے پر مجبور کیا گیا ہے۔ کرزئی سے لے کر اشرف غنی تک اور الائنس کے کمانڈروں کے علاوہ سیکڑوں صحافیوں اور کمانڈروں سمیت سب کے سب وہ نام، گروہ اور ادارے ہیں، جو بلاشبہ امریکی خفیہ ادارے کے لیے کام کرنے والے پانچ ہزار جاسوسوں میں شامل ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں، جنہوں نے امریکا کے ہر اقدام کی کھل کر حمایت کی اور اس کے لیے راہ ہموار کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ جنگ کو طول دینے کے لیے امریکی حکمت عملی کے مطابق شرائط پیش کرتے ہیں اور امریکی قبضے کو دوام دینے کے لیے ہر حربہ استعمال کرتے ہیں۔ امریکی وزیر خارجہ جان کیری کے ہاتھوں بنی ہوئی کٹھ پتلی انتظامیہ اور نام نہاد حکمرانوں نے امریکی غلامی اور جاسوسی کی تمام اخلاقی اور قانونی حدیں پار کر لی ہیں۔ امریکا نے افغانستان میں دس سال تک اپنی فوج برقرار رکھنے کا اعلان کیا، لیکن اشرف غنی اور ان کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر عبداللہ عبداللہ نے 'قومی سلامتی کونسل' کے باضابطہ رکن کے طور پر امریکا کو نامعلوم وقت تک افغانستان میں رہنے کی اجازت دی ہے۔ اس کے علاوہ گزشتہ دو سال کے دوران امریکی فضائی حملوں میں کئی نہتے شہری شہید ہو چکے ہیں، لیکن نام نہاد حکومت نے کبھی اس کی مذمت کے لیے ایک بیان تک جاری کرنے کی زحمت نہیں کی۔ اس طرح واقعات پر کبھی تشویش کا اظہار نہیں کیا۔ دنیا کے دوسرے 'مفکر صاحب' نے تو گزشتہ سال نیٹو سربراہ اجلاس میں واضح طور پر کہا: 'ہم جانتے ہیں کہ امریکی حملوں میں کبھی کبھار ہمارے شہری بھی نشانہ بنتے ہیں، لیکن چوں کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ ہم سب کا مشترکہ ہدف ہے، اس لیے ہم اس قربانی کے لیے بھی تیار ہیں۔'

جب بھی بین الاقوامی سطح پر ہر اجلاس میں اشرف غنی اور چیف ایگزیکٹو عبداللہ عبداللہ کو اس میں شرکت کا موقع ملا ہے، انہوں نے غیرملکی فوجیوں کے افغانستان میں مزید قیام پر زور دیا ہے۔ امریکا پر یہ واضح کیا ہے کہ افغانستان کی اسٹریٹجک اہمیت کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے۔ یعنی افغانستان کو ایک ہوائی اڈے کے طور پر استعمال کر کے خطے کے تمام ممالک کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ اشرف غنی اور عبداللہ عبداللہ وارسا کے اجلاس میں امریکا اور نیٹو سے پہلے اس بات پر زور دے رہے تھے کہ افغانستان تزویراتی نکتے کے لحاظ سے اہم ملک ہے۔ امریکا اور نیٹو کسی بھی قیمت پر اس موقع کو ضایع مت ہونے دیں، بلکہ مزید فوجیوں کو افغانستان میں تعینات کریں اور یہاں طویل مدت تک اپنی موجودگی کو برقرار رکھیں۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ امریکا اور نیٹو کی موجودگی ہرگز افغانستان اور افغان عوام کے لیے مفید نہیں ہے۔ کیوں کہ گزشتہ پندرہ سال کے دوران ڈیڑھ لاکھ غیرملکی فوجیوں اور چار لاکھ افغان سیکورٹی اہل کاروں نے افغانستان کے کسی ایک ضلع میں بھی امن قائم نہیں کیا، بلکہ جن علاقوں میں غیرملکی افواج کے فوجی اڈے قائم ہوتے ہیں، وہاں کی عوام اپنے گھر اور علاقہ چھوڑ کر کہیں اور منتقل ہو جاتے ہیں۔ افغان عوام خطے کے ہمسایہ ممالک پر واضح کرنا چاہتی ہیں کہ امریکا صرف افغانستان کو تباہ و برباد کرنے کی نیت سے نہیں آیا ہے، بلکہ اس کے عزائم خطرناک ہیں۔ وہ افغانستان کو بطور فوجی اڈہ استعمال کرے گا اور افغانستان کی جنگ کی آگ کے شعلوں میں خطے کے تمام ممالک جھلس جائیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ اس آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آنے سے قبل ہی سب متحد ہو کر افغانستان میں غیرملکی قبضے اور غیرملکی قوتوں کی موجودگی کے خلاف بہترین حکمت عملی ترتیب دے کر قبضے کے خلاف برسرپیکار افغان عوام کی حمایت کریں۔

تین اہم خبریں

عمری آپریشن کے سلسلے میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے ہلمند اور قندوز میں ضلعی مرکز، پی آرٹی اور چوکیوں پر حملہ کیا۔

آمدہ رپورٹ کے مطابق پیر کے روز علی الصبح مجاہدین نے صوبہ ہلمند ضلع سنگین کے مرکز، آس پاس چوکیوں، پی آرٹی نامی فوجی مرکز اور پولیس ہیڈکوارٹر پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے شدید اور وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے ضلعی مرکز، پولیس ہیڈکوارٹر، آس پاس تمام چوکیوں اور بازار کا کنٹرول مجاہدین نے حاصل کرلیا اور وہاں تعینات متعدد پولیس اہلکار اور فوجی ہلاک ہوئے اور ساتھ مجاہدین نے کافی مقدار میں اسلحہ، گاڑیاں اور فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

دوسری جانب مجاہدین نے مرکز کے قریب واقع اہم اور بڑے فوجی مرکز پی آرٹی پر حملہ کیا، اور دشمن کو ہلاکتوں کا سامنا ہوا۔

قندوز قلعہ ذال مرکز، پولیس ہیڈکوارٹر فتح، ہلاکتیں، غنائم

عمری آپریشن کے سلسلے میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ قندوز ضلع قلعہ ذال کے مرکز کا کنٹرول حاصل کرلیا۔

آمدہ رپورٹ کے مطابق گذشتہ تین روز کے دوران مجاہدین نے ضلعی مرکز، پولیس ہیڈکوارٹر اور آس پاس چوکیوں پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جو بدھ کے روز مغرب تک جاری رہا، جس کے نتیجے میں مجاہدین نے اللہ تعالی کی نصرت سے ضلعی مرکز، پولیس ہیڈکوارٹر، انٹارنی جنرل ڈائریکٹوریٹ اور آس پاس دفاعی چوکیوں کا کنٹرول حاصل کرلیا اور اس دوران 8 فوجی رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ تین کمانڈروں سمیت تیس سے زائد فوجی، پولیس اہلکار اور جنگجو ہلاک و زخمی ہوئے اور مجاہدین نے تمام مراکز میں امارت اسلامیہ کے کلمہ طیبہ سے مزین سفید پرچم کو لہرادیا۔

رپورٹ کے مطابق مجاہدین نے دشمن کی 8 فوجی رینجر گاڑیاں، ایک ہائی لکس گاڑی، تین موٹرسائیکلیں اور سینکڑوں کی تعداد میں مختلف النوع ہلکے و بھاری ہتھیار اور فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

ذرائع کے مطابق بدھ کے روز چھڑنے والی لڑائی میں 8 سیکورٹی اہلکار ہلاک جبکہ 15 زخمی ہوئے۔

واضح رہے کہ آپریشن کے دوران صرف تین مجاہدین زخمی ہوئے۔

صوبہ ہلمند، خانشین، ضلعی مرکز فتح، اینٹلی جنس چیف سمیت متعدد ہلاک وزخمی، کافی غنائم

عمری آپریشن کے سلسلے میں جمعہ اور سنیچر کی درمیانی شب صوبہ ہلمند ضلع خانشین کا مرکز، پولیس ہیڈکوارٹر، فوجی مراکز اور آس پاس کی چوکیاں فتح ہوئیں۔

مذکورہ ضلع کے آس پاس علاقوں کا کنٹرول مجاہدین نے پہلے حاصل کرلیا تھا سے، البتہ بعض علاقوں میں دشمن کے فوجی مراکز، پوسٹیں اور چوکیاں محاصرے کی حالت میں موجود تھیں، جس پر مجاہدین نے جمعہ اور سنیچر کی درمیانی شب ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، اور اللہ کی نصرت سے ضلعی مرکز، پولیس ہیڈکورٹر، فوجی مراکز اور آس پاس کی چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ ضلعی اینٹلی جنس چیف سمیت درجنوں فوجی اور پولیس اہلکار ہلاک جن میں سے پانچ کی لاشیں تاحال وہاں پڑی ہوئی ہیں، جبکہ متعدد زخمی ہوئے۔

قابل یاد آوری ہے کہ دشمن کے 3 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ ایک ٹینک اور کافی اسلحہ و گولہ بارود مجاہدین نے غنیمت کرلیا۔

واضح رہے کہ دشمن کے جوابی فائرنگ سے 3 مجاہد زخمی جبکہ 2 مزید شہید ہوئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

یاد رہے کہ مذکورہ فتح ایسے حالت میں ہوئی کہ جمعہ کے روز 2016-07-29 صوبہ ہلمند ضلع گرمسیر کے مختلف علاقوں سے دشمن کا صفایا ہوگیا تھا۔

قاری محمد یوسف احمدی ترجمان امارت اسلامیہ افغانستان

25/شوال المکرم 1437 بمطابق 30/جولائی 2016ء

علماء کے عنوان سے ممکنہ کانفرنس بارے عالم اسلام کے علمائے کرام کو امارت اسلامیہ کا پیغام

الحمدللہ و کفی والصلوۃ والسلام علیہ عبادہ الذین اصطفی: وبعد!

قال اللہ تعالیٰ فی محکمہ التنزیل:

''إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ۔ (فاطر:28)

معزز علمائے کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ آپ حضرات کو بخوبی معلوم ہے کہ سلسلہ نبوت کے مکمل ہونے کے ساتھ ہی امت مسلمہ کی مذہبی و دنیاوی اصلاح اور حالات و واقعات کے سلسلے میں کی جانے والی رہنمائی کی ذمہ داری علمائے کرام کو سونپ دی گئی ہے۔ اسی تناظر میں ہر مسلمان کی اصلاح کی فکر کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے بڑے مسائل کے حوالے سے بھی بھاری ذمہ داری علمائے کرام پر ہی عائد ہوتی ہے۔

افغانستان میں جاری جہاد کا مسئلہ کوئی بہت پیچیدہ اور سمجھ سے بالاتر نہیں ہے، مگر مسئلہ افغانستان عالم اسلام کے بڑے مسائل میں سے ایک ہے۔

آپ جانتے ہیں 15 سال قبل افغان سرزمین پر ایسا نظام نافذ تھا جس میں مذہبی، اقتصادی، عدالتی سمیت نظام حکومت کو چلانے کے لیے سیاسی اتھارٹی معاشرے کے سب سے پاک باطن، وعدوں کے سچے، مجاہدین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ورثاء ''علمائے کرام'' کے پاس تھی۔ مقدس شریعت نافذ تھی۔ اللہ تعالیٰ کی حدود بھی نافذ تھیں۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا قرآنی حکم بھی نافذ تھا۔ سیاسی، معاشی، اجتماعی اور زندگی کے ہر شعبے میں ہر فیصلہ صرف قرآن احادیث کی روشنی میں ہوتا تھا۔

مگر اسلام کے تاریخی دشمنوں نے گزشتہ چودہ صدیوں میں ہمیشہ اسلام، خصوصاً اسلام کے 'نظام سیاست' کے ساتھ دشمنی رکھی ہے۔ انہوں نے صلیبی و استعماری جنگوں میں امت مسلمہ کو ناقابل تلافی نقصانات پہنچائے ہیں۔ اسلام کے وہی تاریخی مغربی دشمن اس مرتبہ امریکی قیادت میں متحد ہیں۔ انہوں نے امت کے خلاف اسلام اور اسلام کے نظام سیاست کے خلاف واضح دشمنی کا اعلان کر رکھا ہے۔ اول اول ہمارے خلاف پروپیگنڈے سے کام لیا۔ بعد ازاں معاشی پابندیاں لگا کر ہمارا سیاسی محاصرہ کیا گیا۔ جب یہ کام مکمل ہو گیا تو تیسرے مرحلے میں براہ راست ہماری خود مختار سرزمین اور اسلامی نظام پر فوجی جارحیت کر دی۔

ظالم اور مغرور مغربی کافروں نے ہمارے اسلامی نظام کو ختم کیا ہے۔ ہماری سرزمین پر ناجائز قبضہ کیا ہے۔ اپنا سیاسی نظام مسلط کر کے ہمیں اپنے ہی گھر میں قید اور مغلوب کر دیا ہے۔ ہماری زمین اور فضا کے اختیارات کو اپنے قبضے میں لے کر اُس کا غلط استعمال کر رکھا ہے۔ ہماری سرزمین پر بڑے بڑے ہوائی اڈے قائم کر کے پوری دنیا کو نیو ورلڈ آرڈر کے جابرانہ نظام میں پھنسانے کی سازشیں ترتیب دے رہے ہیں۔ ہمارے سربلند، معزز اور مجاہد عوام کی تذلیل کے لیے افغان معاشرے کے بدکردار، قوم فروش اور مغرب نواز کٹھ پتلیوں کو یورپ سے اکٹھا کر کے انہیں یہاں مسلط کیا گیا ہے۔

ہمارے عوام اگرچہ امریکی ظالمانہ جارحیت کے خلاف زیادہ مصیبت زدہ اور خستہ حالت میں تھے، مگر ڈیڑھ ہزار علمائے کرام کی جانب سے عوام کو جہاد کے آغاز کا فتوی دیا گیا۔ درج ذیل واضح دینی ارشادات کی رُو سے جہاد کے فرض ہونے پر کافروں کی خلاف اُٹھ کھڑے ہونے کی ترغیب دی گئی:

'' وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُم مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ ۖ فَإِن قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ ۗ كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ '' (بقرۃ:۱۹۱)

''أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ(الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ '' (سورۃ الحج:۴۰)

'' وَعَنْ أَنَسِ بن مالك رضي الله عنه، قال قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ

وَأَلْسِنَتِكُمْ» (رواه ابو داؤد: ۲/۳۲ والنسائی: ۶/، والحاکم: ۲/۸۱)

فقہ حنفی کا حکم: ''وَفِی الْهِنْدِيَةِ (۲/۱۸۸) وَعَامَةِ الْمَشَایِخِ رحمهم الله تعالی قَالُوا: الْجِهَادُ فَرْضٌ عَلَى كُلِّ حَالٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَبْلَ النَّفِيرِ فَرْضُ كِفَايَةٍ وَبَعْدَ النَّفِيرِ يَصِيرُ فَرْضَ عَيْنٍ وَهُوَ الصَّحِيحُ، وَمَعْنَى النَّفِيرِ أَنْ يُخْبِرَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَنَّ الْعَدُوَّ قَدْ جَاءَ يُرِيدُ أَنْفُسَكُمْ وَذُرَارِيكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ فَإِذَا أُخْبِرُوا عَلَى هَذَا الْوَجْهِ افْتَرَضَ عَلَى كُلِّ مَنْ قَدَرَ عَلَى الْجِهَادِ مِنْ أَهْلِ تِلْكَ الْبَلْدَةِ أَنْ يَخْرُجُوا لِلْجِهَادِ وَقَبْلَ هَذَا الْخَبَرِ كَانُوا فِي سَعَةٍ أَنْ لَا يَخْرُجُوا۔''

''وفی المبسوط للإمام السرخسی (۲/۱۰): ثم أمر رسول الله صلی الله وسلم بالقتال إذا كانت البداية منهم فقال تعالی ﴿أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا﴾ (البقرة: ۱۹۱) أی: أذن لهم فی الدفع وقال تعالی ﴿فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ﴾ (البقرة: ۱۹۱) وقال تعالی ﴿وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا﴾ (الأنفال: ۶۱) ثم أمر بالبداية بالقتال فقال تعالی ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ﴾ (البقرة: ۱۹۳)

امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے علمائے کرام کے گراں قدر فتاویٰ کے بنیاد پر ایک اور متفقہ رہنما کی قیادت میں کافروں کی جابرانہ یلغار کے خلاف جہادی عملیات کا آغاز کیا ہے۔ یہ جہادی مزاحمت گزشتہ چودہ برس کے دوران مختلف، لیکن سخت مراحل سے گزری ہے۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ مغربی غاصبوں نے ایک ہی وقت میں مختلف ممالک سے اکٹھی کر کے لائے جانے والے ایک لاکھ تیس ہزار کے لگ بھگ مسلح فوجیوں کو افغانستان کے نہتے عوام پر ظلم کرنے کے لیے کھلا چھوڑ دیا گیا۔ یہ افواج جدید ٹینکوں، توپوں، طیاروں اور ٹیکنالوجی کے نئے سے نئے جوہر دکھا کر انسانیت کو قتل کرنے والے خطرناک ہتھیاروں سے لیس تھیں۔ جب کہ افغانستان کے ہزاروں چوروں، ڈاکوؤں اور آوارہ مزاج دین بے زاروں کو بھی ایک ملیشیا کا روپ دے کر اپنے ہی ملک کے پاکیزہ نظام کو تہس نہس کرنے کے لیے مسلح کر دیا گیا۔ غاصبوں نے شدید بمباری کی اور مظالم کی ایک نئی تاریخ رقم کر دی ہے۔ اس کے باوجود ہم اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت پر اُس پاک ذات کا شکر ادا کرتے ہیں کہ دشمن تمام ہتھکنڈوں کے باوجود ہمارے مؤمن عوام کے اسلامی نظام کے نفاذ کی کوشش کو شکست نہیں دے سکا۔

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مجاہد عوام کی قربانیوں اور علمائے کرام کی رہنمائی کی برکت سے حالیہ سالوں میں جنگ کا پانسہ پلٹ چکا ہے۔ مجاہدین پیش قدمی کی پوزیشن میں ہیں اور فتح اُن کے قدموں کو چوم رہی ہے، جب کہ استعمار فرار ہونے کے لیے مختلف راستے تلاش کر رہا ہے۔ اب تک درجنوں استعماری ممالک کے پرچم سرنگوں اور تمام فوجیں فرار پر ہو چکی ہیں۔ صرف امریکا، برطانیہ اور چند استعماری ممالک ابھی تک افغانستان پر ناجائز قبضے کا خواب دیکھ رہے ہیں، جب کہ حالت یہ ہے کہ ان ظالم ممالک کے بھی ہزاروں فوجی افغانستان سے نکل جانے کو ترجیح دیتے ہیں اور صرف محدود تعداد میں چند ہزار اہل کار مجاہدین کی کارروائیوں کے ڈر سے فوجی اڈوں میں ہی ایک قیدی کی سی زندگی گزار رہے ہیں۔ الحمدللہ! افغان سرزمین کے بیشتر رقبے پر امارت اسلامیہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق حکومت کر رہی ہے۔

اگرچہ اللہ تعالیٰ نے مغربی غاصبوں کو میدانِ جنگ میں ذلیل اور شکست سے دوچار کیا ہے، مگر اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آ رہے۔ استعماریت پسند اپنی ناجائز اور ظالمانہ یلغار کو طول دینے کی خاطر مختلف منصوبے بروئے کار لا رہے ہیں۔ جن میں سے ایک اہم منصوبہ علمائے کرام کے نام سے 'صلح کے نام پر مجاہدین کے سرنڈر کرنے اور کابل کی کٹھ پتلی غلام انتظامیہ کو جعلی فتاویٰ سے قانونی حیثیت' دلوا کر جہاد کے عمل کو ضایع کرانا ہے۔

اب عیار دشمن کی کوشش یہ ہے کہ افغان عوام کی اس جہادی تحریک کو گمراہ کن پروپیگنڈوں، نفسیاتی دباؤ، انٹیلی جنس سازشوں، جعلی فتاویٰ اور صلح کے نام سے سرد جنگ کو بڑھائے، تاکہ کسی طرح کابل کی ناجائز انتظامیہ کو افغانستان کے مسلمانوں پر مسلط کرنے کا موقع مل جائے۔ استعمار پسندوں کا ارادہ یہ ہے کہ مجاہدین کو جہاد سے دست بردار ہونے پر مجبور کیا جائے۔ انہیں ظالمانہ جارحیت کے نتیجے میں قائم ایسی کٹھ پتلی انتظامیہ کو تسلیم کرنے پر مجبور کیا جائے، جسے ماننے کے لیے دینی، قرآنی، اخلاقی اور کسی قسم کا کوئی جواز موجود نہیں ہے اور نہ ہی کوئی زندہ ضمیر انسان گوارا کر سکتا ہے کہ ایسے ناہنجار لوگوں کے ناجائز ٹولے کو 'ایک نظام' کے طور پر قبول کیا جائے۔

ہمارے دین، ہماری سرزمین اور ہماری خود مختاری کا دشمن چاہتا ہے کہ کابل کی ناجائز انتظامیہ کو جواز کا لباس کر اُسے افغان مجاہد معاشرے کے لیے قابلِ قبول بنایا جائے۔ وہ اس گھناؤنے کام کی خاطر ناجائز صلح کے گمراہ کن پروپیگنڈوں کی

کوششیں کام میں لارہا ہے۔ وہ اگلے کچھ دنوں تک دنیا بھر سے ممتاز علمائے کرام اور اسلامی ممالک کو دھوکا دینے کے لیے (اگر سعودی عرب راضی ہو جائے تو) جدہ میں (اور اگر سعودی حکومت موافقت نہ کرے تو دوسرے) کسی اسلامی ملک میں امت مسلمہ کے علمائے کرام کے نام سے ایک کانفرنس کا انعقاد کرنے جارہا ہے۔ کابل غلام انتظامیہ کی نام نہاد امن کونسل نے اعلان کیا ہے کہ "یہ کانفرنس اُن کے مطالبے اور خواہش پر منعقد کی جا رہی ہے۔" ظاہر ہے وہ اس اجلاس کے ذریعے افغانستان میں کفریہ جارحیت کی موجودگی کو غلط معلومات پیش کر کے اس کے لیے جواز حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جب کہ مجاہدین کے برحق جہاد کو ناجائز جنگ متعارف باور کرا کر اُن کی امت مسلمہ کی خاطر دی گئی قربانیوں کو ضائع کیا جاسکے۔ کابل غلام انتظامیہ اس کوشش میں ہے کہ افغانستان میں مکمل فتح کے قریب پہنچنے والے مقدس جہاد کو ایک ایسی ناجائز خونریزی باور کرانا چاہتا ہے، جس کا شریعت سے کوئی لینا دینا نہیں ہوتا اور یہ کہ ایسی لڑائی انسانیت کا لہو بہانے اور جہاد کو بدنام کرنے والی ہے۔

ہم عالم اسلام کے تمام اور خاص کر افغانستان، پاکستان، بھارت، سعودی عرب اور دیگر عرب ممالک کے معزز علمائے کرام کو شریعت کی روشنی میں اسلامی اخوت کے ناطے یہ پیغام پہنچانا چاہتے ہیں کہ:

"آپ حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ امریکی طاغوت موجودہ زمانے کا سب سے بڑا ظالم اور غاصب ہے۔ اُس کے ہاتھ ہمارے لاکھوں مسلمان بھائیوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔ آپ یہ جانتے ہوں گے کہ افغانستان کے باشندے مؤمن عوام ہیں۔ وہ مصیبت زدہ اور غریب ہیں۔ ان کے گھر پر غیر ملکی حملہ آوروں نے ہلہ بول رکھا ہے۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہو گا کہ افغانستان کے عوام کا جہاد علمائے کرام کی سرپرستی اور ہدایات کی روشنی میں جاری ہے۔ یہ ایک جائز مزاحمت ہے، جو ظالمانہ جارحیت کے خلاف ایک مظلوم ملت کے مقابلے کی اپنی سی کوشش ہے۔ آپ حضرات بہتر طور پر جانتے ہیں کہ صلح کے عنوان سے غاصبوں اور ان کی کٹھ پتلیوں کی خواہش پر منعقد ہونے والا اجلاس صرف افغانستان کے مظلوم عوام کو مزید مغلوب رکھنے کی خاطر منعقد ہو رہا ہے۔ آپ حضرات مغربی میڈیا کے مکروفریب سے بھی بخوبی آشنا ہیں کہ 'آپ کانفرنس ہال میں حق اور شریعت کی جتنی بھی بہترین باتیں کریں یا مغرب پر تنقید کریں، وہ سب ہی ہال کے اندر رہ جاتی ہیں اور وہ کانفرنس حال حق سچ کی قبر بن کر رہ جاتا ہے۔

جب کہ کسی بھی ایسی کانفرنس کی اسی بات کو عالمی برادری تک پہنچایا جاتا ہے، جو امریکا کے مفاد اور مقدس جہاد اور مسلمانوں کے لیے نقصان دِہ ہوتی ہے۔ اس کانفرنس میں مقدس شریعت کے اصولوں پر مبنی جہاد کو بھی دہشت گردی اور ناجائز جنگ سے جوڑا جائے گا، جب کہ اس پیوند کاری کے لیے حوالہ اُن علماء کا دیا جائے گا، جو اس کانفرنس میں شریک ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ یہ صورت حال علمائے کرام کے گراں قدر وقار اور مرتبے کے لیے مناسب نہیں ہے۔ اسی وجہ سے ہم آپ حضرات کو ایک بار پھر یاد دلاتے ہیں کہ ظالموں کے اس طرح کے منصوبوں میں آپ شرکت خدانخواستہ اُن کے ساتھ ایک قسم کا تعاون نہ قرار پائے اور خدانخواستہ اس وعید کا مورد نہ بن جائیں، جس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَلَا تَرْكَنُوٓا إِلَى ٱلَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ ٱلنَّارُ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ مِنْ أَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ" (هود:۱۱۵)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"من مشى مع ظالم ليعينه وهو يعلم أنه ظالم فقد خرج من الإسلام۔" (رواه الطبراني)

معزز علمائے کرام!

امارت اسلامیہ کو اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت پر قوی یقین ہے کہ اسلام کے دشمنوں کو جس طرح فوجی جنگ میں کامیابی نہیں ملی، اسی طرح اُن کی انٹیلی جنس سازشیں بھی کامیابی سے ہم کنار نہیں ہوں گی۔ البتہ ہم اخوتِ اسلامی کے رشتے سے عالم اسلام کی حکومتوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس نوعیت کے اجلاس کے لیے جگہ اور موقع نہ فراہم کیا جائے۔ علمائے کرام کے لیے ہمارا یہ پیغام ہے کہ مذکورہ کانفرنس میں شرکت نہ کریں اور اس بارے میں صرف کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ اور ایمانی تقاضے کی رُو سے فیصلہ کریں۔ افغانستان میں موجود غاصب کافروں کو اس بات کا موقع نہ دیں کہ وہ آپ کی شرکت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب ہو جائے۔ اگر ایک طرف مسلمانوں کے سرکردہ معزز شخصیات کی جانب سے بوجوہ مجاہدین کی علی الاعلان حمایت مشکل ہے تو لیکن دوسری طرف یہ تو ممکن ہے کہ کافروں کی ایسی عیارانہ اور ناجائز سازشوں سے اپنے آپ کو بچا سکیں اور ان کی 'فرمائشی کانفرنسوں' میں شرکت نہ فرمائیں۔

امید ہے کہ ہم نے آپ حضرات کو اپنا درد اور پیغام پہنچا دیا ہو گا، تاکہ ایک دوسرے کے حقوق کی رعایت کرنے پر یوم قیامت اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور اُس کے عذاب سے بچ پائیں۔ وما علینا الا البلاغ۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولی ونعم نصیر۔

والسلام

امارت اسلامیہ افغانستان

13 ذی القعدہ 1437ھ بمطابق 16 / اگست 2016ء

ڈونلڈ ٹرمپ، امریکا کا اصل چہرہ

قاری حبیب

ریاست ہائے متحدہ امریکا کو آج دنیا بھر میں ایک واضح سیاسی، اقتصادی اور عسکری طاقت سمجھا جاتا ہے۔ یہ ملک گزشتہ ایک صدی سے جارحیت، ظلم، حق تلفی اور انسانیت کو غلام بنانے کی سیاہ تاریخ رکھتا ہے۔ البتہ میڈیا کی کچہری سے اسے ایک عادل، انسانی حقوق کا ذمہ دار ملک قرار دیا جاتا ہے۔ امریکا کی حقیقی اور ظاہری تصویر کے درمیان اس بڑے تضاد کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ امریکا بہت عیاری سے اپنے سیاہ کارنامے اور تاریخ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے۔ وہ میڈیا کی طاقت کے ذریعے انسانی ہمدردی کی مصنوعی چمک سے عوام کی آنکھیں چندھیا دینا چاہتا ہے۔

میڈیا میں آپ کہیں بھی یہ نہیں سن سکیں گے کہ امریکا کی بنیاد ظلم، ہٹ دھرمی اور شقاوت قلبی پر رکھی گئی ہے، مگر تاریخ کہتی ہے کہ وہ سفید فام یورپی، جنہوں نے استعماری ادوار میں امریکا کی خشکی پر قدم رکھا، وہاں موجود سرخ فام لوگوں کا قتل عام کیا۔ ان کے اموال وغیرہ سب کچھ لوٹ لیا۔ خطرناک اسلحے، بیماریوں کے جراثیم، نشہ آور اشیاء اور دیگر ذرائع سے انہیں موت کی نیند سلا کر اس سرزمین پر ناجائز قبضہ جمالیا۔ اس سیاہ تاریخ کے ساتھ ساتھ امریکا کا ماضی قریب میں بھی جبر، ظلم اور استعماریت سے بھرا پڑا ہے۔ امریکا نے انیسویں صدی کے اواخر میں عالمی معاملات میں مداخلت شروع کی تھی۔ جب پہلی اور دوسری عالمی جنگ کے دوران یورپ، ایشیا اور افریقا میدان جنگ بنے ہوئے تھے، تب امریکا امن سے کی بانسری بجا رہا تھا۔ ان براعظموں کے اکثر دانش ور اور پیشہ ور ماہرین جانی تحفظ کی خاطر امریکا کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ امریکا نے ایک جانب دونوں جنگوں میں مصروف قوتوں کو اپنا اسلحہ فروخت کر کے خوب دھن کمایا اور دوسری جانب یورپ سے خصوصی طور پر اچھے دماغوں کے امریکا کی جانب فرار اور پیشہ ور ماہرین کو پناہ دے کر سائنس کے میدان میں بہت ترقی کی۔ حتی کہ تعلیمی اور سائنسی اداروں نے یہاں تک پیش رفت کی کہ امریکا، جرمنی کے ایک سائنسدان کی وجہ سے پہلی بار ایٹمی ٹیکنالوجی کا مالک بن کر دنیا کو اپنی سیاست کی چکی میں پیسنے لگا۔ لیکن کچھ ہی عرصہ بعد دوسرے ممالک بھی ایٹمی طاقت کے طور پر میدان میں آنے لگے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ظالم امریکا پوری دنیا کو اپنے ظلم و جبر کے شکنجے میں قید کر چکا ہوتا۔

> ڈونلڈ ٹرمپ کی یہ باتیں ان کے ذاتی نظریات نہیں ہیں، بلکہ ان تمام امریکیوں کے نظریات ہیں، جو ان کی حمایت کرتے ہیں۔ جنہوں نے اسے تمام جمہوریت پسند امیدواروں میں سے منتخب کیا ہے۔ ٹرمپ کے حوالے سے کہا جاتا ہے کہ وہ پاپولسٹ یا عوامی سیاست دان ہے، جو عام لوگوں میں گہری حمایت رکھتا ہے۔ اس لیے ان کا غلط اور انسانیت دشمن موقف اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دراصل امریکی معاشرہ کتنی وحشت، دہشت گردی اور پستی کے گرداب میں پھنسا ہوا ہے۔

علاوہ ازیں امریکا کے جاسوس ادارے سی آئی اے نے باقاعدہ خفیہ آپریشن اور جنگوں کے ذریعے اب تک لاکھوں انسانوں کو ہلاک کیا جانا، قید اور ظلم و وحشت کا شکار بنانا ہی امریکا کا اصل چہرہ ہے، جو دن بہ دن دنیا کے سامنے واضح ہو رہا ہے۔ ان تمام واضح تصویروں کے باوجود اب بھی کافی حد تک عالمی سطح پر امریکا انصاف اور انسانی حقوق کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ ایسا سمجھنے والے ناہنجار امریکا کو انسانی حقوق کا علم بردار اور امریکی معاشرے کو اجتماعی انصاف کی بہترین مثال قرار دیتے ہیں۔ رواں سال امریکا کے انتخابات میں ایک عجیب واقعہ سامنے آیا ہے۔ مختلف اندازوں کے

بر خلاف ایک ایسا شخص میدان سیاست میں بر آمد ہوا ہے، جو با قاعدہ طور پر پہلی بار اس پر اسرار ملک کا اصل جابرانہ چہرہ دنیا سے متعارف کرائے گا۔ یہ شخص ڈونلڈ ٹرمپ ہے، جو ریپبلکن پارٹی کی طرف سے صدارتی انتخابات کے لیے امیدوار ہے۔ اس نے اب تک جتنے بھی پروگرام کیے اور بیانات دیے ہیں، ایسا لگتا ہے وہ غیر شعوری طور پر سادگی کی حد تک اپنے معاشرے کی اصل تصویر دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہے۔

ڈونلڈ ٹرمپ ایک متعصب نسل پرست ہے۔ یہ اپنا نظریہ لوگوں سے چھپاتا ہے کہ وہ اقلیتوں کے خلاف نفرت کے انتہاپسندانہ جذبات رکھتا ہے۔ اس کے حامیوں میں سے بیس فیصد لوگوں نے ایک سروے کے دوران اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ کاش امریکی سربراہ ابراہام لنکن امریکا میں سیاہ فاموں کی غلامی ختم نہ کرتے! مطلب یہ کہ ٹرمپ اور اس کے حامی اکیسویں صدی میں بھی چاہتے ہیں کہ سیاہ فام ایک بار پھر سفید فام امریکیوں کے غلام بن جائیں۔ ڈونلڈ ٹرمپ نسلی تعصب کے علاوہ مذہبی تعصب بھی رکھتا ہے۔ اس کا کہنا ہے وہ امریکا میں مسلمانوں کے داخلے پر پابندی عائد کر دے گا، جس سے پناہ گزینوں کو امریکا میں داخل ہونے کا راستہ بند ہو جائے گا۔ ٹرمپ انسانیت کی تباہی کی قیمت پر امریکا کی ترقی چاہتا ہے۔ یہ عالمی درجہ حرارت کو بھی امریکی عینک سے دیکھتا ہے

ڈونلڈ ٹرمپ ایک متعصب نسل پرست ہے۔ یہ اپنا نظریہ لوگوں سے چھپاتا ہے کہ وہ اقلیتوں کے خلاف نفرت کے انتہاپسندانہ جذبات رکھتا ہے۔ اس کے حامیوں میں سے بیس فیصد لوگوں نے ایک سروے کے دوران اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ کاش امریکی سربراہ ابراہام لنکن امریکا میں سیاہ فاموں کی غلامی ختم نہ کرتے! مطلب یہ کہ ٹرمپ اور اس کے حامی اکیسویں صدی میں بھی چاہتے ہیں کہ سیاہ فام ایک بار پھر سفید فام امریکیوں کے غلام بن جائیں۔ ڈونلڈ ٹرمپ نسلی تعصب کے علاوہ مذہبی تعصب بھی رکھتا ہے۔ اس کا کہنا ہے وہ امریکا میں مسلمانوں کے داخلے پر پابندی عائد کر دے گا، جس سے پناہ گزینوں کو امریکا میں داخل ہونے کا راستہ بند ہو جائے گا۔ ٹرمپ انسانیت کی تباہی کی قیمت پر امریکا کی ترقی چاہتا ہے۔ یہ عالمی درجہ حرارت کو بھی امریکی عینک سے دیکھتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ حقیقۃً یہ آئیڈیا چین کا ہے، تاکہ اس طرح کے نعروں سے امریکی مصنوعات کو کنٹرول کیا جا سکے۔ ٹرمپ کے مطابق امریکی مصنوعات کو سب سے بڑا دھچکا، ماحول کا تحفظ کرنے والے اداروں نے پہنچایا ہے، جنہوں نے اپنے پروپیگنڈے سے امریکی مصنوعات کا راستہ روکا ہے۔ ٹرمپ چینی مصنوعات پر 45 فیصد ٹیکس عائد کرے گا، تاکہ امریکا کو چینی مصنوعات سے پاک کیا جا سکے۔ ٹرمپ واضح الفاظ میں کہتا ہے کہ امریکا میں اقتدار اقلیتوں کے ہاتھ لگ گیا ہے۔ صدر سیاہ فام ہے۔ امریکا کے اصل حکمران سفید فام اقتدار سے دور ہیں۔ ٹرمپ اس امریکی نظریے سے متفق نہیں ہے کہ امریکا خواتین کے حقوق کا علمبردار ہے۔ اس کا کہنا ہے امریکا میں تمام کام اور منصوبے خواتین کے ہاتھ میں ہیں، ان حالات کو تبدیل کر دینا چاہیے۔ وہ ایٹم بم کے استعمال کے امکان کی تردید نہیں کرتا اور یہ کہ امریکا نے یہ ہتھیار اسی لیے تو بنائے ہیں کہ ایک دن ہیروشیما واقعے کی طرز پر انہیں استعمال کیا جائے گا۔

ڈونلڈ ٹرمپ کی یہ باتیں ان کے ذاتی نظریات نہیں ہیں، بلکہ ان تمام امریکیوں کے نظریات ہیں، جو ان کی حمایت کرتے ہیں۔ جنہوں نے اسے تمام جمہوریت پسند امیدواروں میں سے منتخب کیا ہے۔ ٹرمپ کے حوالے سے کہا جاتا ہے کہ وہ پیپلسٹ یا عوامی سیاست دان ہے، جو عام لوگوں میں گہری حمایت رکھتا ہے۔ اسی لیے ان کا غلط اور انسانیت دشمن مؤقف اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دراصل امریکی معاشرہ کتنی وحشت، دہشت گردی اور پستی کے گرداب میں پھنسا ہوا ہے۔

عمری آپریشن کامیابی کی دہلیز پر

عمری آپریشن کے سلسلے میں جارحیت پسندوں اور ان کے کاسہ لیسوں کے مسلسل تعاقب اور ان کی شکست سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امارت اسلامی کے مجاہدین اسلام کے دشمنوں کے خلاف ایک طویل جنگ لڑنے کی قوت سے مالامال ہیں۔ امارت اسلامی امن اور شرعی نظام کے نفاذ کے لیے غیر ملکی جارحیت کے مکمل خاتمے تک جہادی کارروائیاں جاری رکھنے کا عزم رکھتی ہے۔ کیوں کہ یہی جہاد ہے، جس نے مسلم قوم کو دنیا میں ایک اعلیٰ مقام اور پہچان دی ہے۔ اسی طرح مخالف فریق کو بھی واضح پیغام دیا کہ اپنی جارحیت کی بقا کے لیے جتنے بھی منصوبے مجاہدین کے خلاف استعمال کیے جائیں، افغانستان کے سرفروش مجاہدین اور مجاہد دوست عوام کے مقابلے میں شکست ہی اُن کا مقدر بنی ہے۔ کابل کی کٹھ پتلیوں کی زبان سے مذاکرات کی دہائیاں دینا بھی اُنہیں مجاہدین کے حملوں سے محفوظ نہیں رکھ سکتا۔

حالیہ دنوں ایک فدائی حملے میں کابل میں ایک کمپنی میں 150 کٹھ پتلی پولیس اہل کاروں کی ہلاکت، بگرام میں امریکی فوجی قافلے پر فدائی حملے کے نتیجے میں 15 امریکی جارحیت پسندوں کا واصل جہنم ہونا، افغانستان کے شمالی، مشرقی اور مغربی علاقوں میں مجاہدین کی مسلسل عسکری فتوحات وہ روشن مثالیں ہیں، جن سے کابل کے ظالم غنڈوں کے پیٹ میں مروڑ اٹھ رہے ہیں۔ وہ اب ایک ڈوبتے ہوئے شخص کی طرح تنکے کا سہارا لینے کی کوشش میں ہیں۔

رمضان المبارک کے گرم موسم میں مجاہدین کی استشہادی کارروائیاں اور مسلسل فتوحات نے وہائٹ ہاؤس کے سیاہ فام صدر اوباما کو اپنا عسکری منصوبہ تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا۔ مجاہدین کے تباہ کن حملوں کے رد عمل میں اوباما نے اعلان کیا کہ امریکی فوجی ایک مرتبہ پھر افغان فوج کے ساتھ مجاہدین کے خلاف جنگ میں شریک ہوں گے۔ اس اعلان کے بعد پہلے اقدام کے طور پر امریکی جارحیت پسندوں نے صوبہ قندوز میں ایک جیل پر بین الاقوامی قوانین کے خلاف بمباری کی، جس کے نتیجے میں درجنوں گھروں میں صف ماتم بچھ گئی۔ اس ظالمانہ کارروائی سے وہ انسانی حقوق کی واضح خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے ہیں۔

ہمیں یقین ہے غیر ملکی جارحیت پسندوں اور ان کے زرخرید غلاموں سے افغانستان اور اس کے غیور عوام کی نجات اور افغانستان کی آزادی کا واحد راستہ جہادی محاذوں کو آباد کرنے میں ہے۔ امارت اسلامی جہاد کی فرضیت اور اہمیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے جارحیت کے آغاز سے اب تک کفار کے خلاف یہی جہادی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہے۔ افغانستان سے کفار کے مکمل انخلا اور مقدس شریعت محمدیہ کے بابرکت نظام کے نفاذ تک یہ جدوجہد جاری رکھنے کا عزم ہے، تاکہ افغانستان ایک خود مختار اور آزاد اسلامی ریاست کے طور پر دنیا کے نقشے پر قائم رہے اور کفار بھی اپنے ارادے خاک میں ملتے دیکھ کر آئندہ کسی اسلامی ملک پر جارحیت کی جرأت نہ کریں۔

ہمیں یقین ہے غیر ملکی جارحیت پسندوں اور ان کے زرخرید غلاموں سے افغانستان اور اس کے غیور عوام کی نجات اور افغانستان کی آزادی کا واحد راستہ جہادی محاذوں کو آباد کرنے میں ہے۔ امارت اسلامی جہاد کی فرضیت اور اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے جارحیت کے آغاز سے اب تک کفار کے خلاف یہی جہادی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہے۔

نارتھ گیٹ، ایک واضح پیغام

شکور شفق

عمری آپریشن کے تباہ کن آغاز اور کفر شکن سلسلے نے جارحیت پسندوں کے اوسان خطا کر دیے ہیں۔ انتہائی سخت اور محتاط منصوبہ بندی کے تحت دشمن کے بڑے ہدف پر کابل میں ہونے والے حملے نے امریکا اور اس کے غلام ادارے کو دن میں تارے دکھا دیے ہیں، جس پر نفسیاتی طور پر شدید تناؤ کا شکار ہیں۔ وہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے ساتھ مقابلہ کرنے کا حوصلہ ہار چکے ہیں۔ مجاہدین نے اپنی کارروائیوں کا جال افغانستان کے شمالی، جنوبی اور مشرقی علاقوں تک پھیلا دیا ہے، جس کی وجہ سے امریکی اعلیٰ حکام اس بات پر مجبور ہوئے کہ انہوں نے مجاہدین کے اِن آپریشنز کا راستہ روکنے کے لیے مزید فوجی افغانستان بھیجنے کا اعلان کیا ہے، تاکہ ان کے کاسہ لیسوں کو کچھ حوصلہ مل سکے۔ لیکن یہ جارحیت پسند افواج ابھی تک مجاہدین کا راستہ روکنے میں کامیاب نہیں ہوسکیں۔ جس کی بڑی مثال کابل میں موجود امریکا کے خفیہ مرکز 'نارتھ گیٹ ہوٹل' پر مجاہدین کا فاتحانہ فدائی حملہ ہے، جس میں سیکڑوں امریکی اور دوسرے غیر ملکی فوجی ہلاک وزخمی ہوئے تھے۔ نارتھ گیٹ کے جدید کمرے افغانستان کے خلاف خفیہ سازشیں کرنے کے لیے ہی بنائے گئے تھے، شراب وکباب کی محفلیں تو ایک الگ چیز ہے، جو کافروں کی زندگی کا حصہ ہیں۔ صرف تین فدائی مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ان کی تمام آہنی رکاوٹیں اور امریکی غرور کے تمام بت ایک ہی کار بم حملے کے نتیجے میں زمین بوس کر دیے۔

کابل جیسے حملوں نے امریکا اور اس کے حواریوں کو واضح پیغام دیا ہے کہ آپ اپنی کٹھ پتلیوں کی مدد کے لیے جتنے بھی فوجی اور اسلحہ بھیج دیں یا اپنے طویل قیام کے لیے بگرام کے نواحی پہاڑ 'کوہ صافی' پر مجاہدین کے میزائل حملوں سے دفاع کا سسٹم نصب کر لیں، اس کے باوجود آپ مجاہدین کی فدائی یلغار سے بچ نہیں سکیں گے۔ آپ کو افغانستان کی فضا میں سکھ کا سانس لینا کبھی نصیب نہیں ہو گا۔ مجاہدین نے عزم کیا ہے کہ جب تک امریکا اور اس کی اتحادی افواج افغانستان سے مکمل طور پر نکل نہیں جاتیں اور اسلامی نظام نافذ نہ ہو، تب تک اپنے محاذوں سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ وہ آخری جارحیت پسند فوجی کی موجودگی تک جہاد جاری رکھیں گے۔

دنیا نے افغانستان کے ان صوبوں کا مشاہدہ بھی کیا ہے، جسے کفار اور ان کی کٹھ پتلی اپنے علاقے قرار دیتے تھے۔ یعنی وہاں وہ مجاہدین کی موجودگی کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ لیکن لوگوں نے دیکھا کہ قندوز، تخار، سرپل، فاریاب اور بغلان جیسے شمالی صوبوں میں مجاہدین کی کارروائیاں کس حد تک پہنچ چکی ہیں! یہاں کتنے اضلاع مجاہدین کے قبضے میں ہیں۔ یہ وہ واضح اور ناقابل تردید ثبوت ہیں، جو امارت اسلامی کی عسکری قوت کی گواہی دیتے ہیں۔ یہ جارحیت پسندوں اور ان کے کابلی غلاموں کے جھوٹے پروپیگنڈوں سے پردہ اٹھاتے ہیں، جو کہتے ہیں کہ اب مجاہدین کمزور ہوگئے ہیں اور وہ کابل کے لیے کوئی خطرہ نہیں رہے۔ ہم کابل کے نارتھ گیٹ ہوٹل حملے سمیت افغانستان میں اسی طرح کے حملوں کو امریکا اور اس کے مغرور جارحیت پسندوں کے خلاف رواں جہادی قوت کا اہم پیغام سمجھتے ہیں۔ غیر ملکی جارحیت پسندوں سے ہمارا مطالبہ ہے کہ مزید افغانستان کے سنگلاخ پہاڑوں میں اپنے فوجی مت مردار کروئیں اور نہ افغانستان کے عوام کو مزید اذیت میں ڈالیں۔ آپ کے حق میں سب سے بہتر یہ ہے کہ جلد از جلد افغانستان سے اپنے نکل جائیں، تاکہ ہم اور آپ، دونوں سکون کی زندگی کا آغاز کر سکیں۔

البتہ یہ یاد رکھیں کہ ہمیں شہادت اس سے کہیں زیادہ پیاری ہے، جتنی آپ کو دنیا کی زندگی محبوب ہے۔

نیٹو کی امداد کا مقصد

خبیر احمد

پولینڈ کے دارالحکومت وارسا میں ہونے والے نیٹو کے ایک اجلاس میں تنظیم کے 28 ممبر ممالک نے شرکت کی ہے۔ دیگر مسائل سمیت اجلاس کا اہم نکتہ کابل کی منتشر انتظامیہ کے ساتھ عسکری بنیادوں پر تعاون اور خطے میں روس کے بڑھتے اثر و رسوخ کی روک تھام کے خلاف طے کیے جانے والے اقدامات تھے۔ افغان جنگ کو مزید گرم کرنے میں امریکا کی قیادت اور نیٹو کا باقاعدہ حصہ رہا ہے۔ جب امریکا اور کٹھ پتلی انتظامیہ محسوس کرتی ہے کہ جنگ کے میدان میں شکست ہو رہی ہے تو امریکا فوراً نیٹو کا اجلاس بلالیتا ہے، جس کا ایجنڈا یہی ہوتا ہے کہ افغانستان کو آزاد نہیں چھوڑا جائے گا اور صرف اس کے شہروں کو مضبوط کیا جائے گا۔

وارسا کے حالیہ اجلاس کی طرح کئی دفعہ بروکسل، لندن، برلن، بون میں بھی کئی اجلاس ہو چکے ہیں۔ تمام اجلاسوں کا مقصد افغانستان میں سیکورٹی اور امن کو مضبوط کرنا ہے، مگر ان اجلاسوں میں ہونے والے فیصلوں پر کوئی عمل نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی وجوہات ساری دنیا کے سامنے واضح ہیں۔ ان کے ہاں افغانستان کے حالات دن بدن خرابی اور تباہی کی طرف جا رہے ہیں اور جنگ مزید گرم ہو رہی ہے۔ اس کی سب سے واضح وجہ یہ ہے کہ امریکا اور نیٹو افغانستان میں اس مقصد کے لیے ہرگز نہیں آئے کہ وہ اپنے اربوں ڈالر افغانوں کی بہبود و بھلائی کے لیے خرچ کریں۔ امریکا اور نیٹو کی ہمیشہ سے خواہش رہی ہے کہ ہر خطے میں ان کے استعماری قدم پہنچ جائیں۔ عسکری امور کے ماہرین کا کہنا ہے کہ افغانستان میں نیٹو یا امریکا جتنا پیسہ لگا رہے ہیں یا یہاں ان کے جتنے فوجی مر رہے ہیں، انہیں افغانستان کا غم ہرگز نہیں، بلکہ امریکا اور نیٹو اپنے اسٹریٹجک مفادات کی خاطر افغانستان میں طویل قیام چاہتے ہیں۔ امریکا اور نیٹو اس طویل قیام کے لیے ضروری سمجھتے ہیں کہ کابل کے سیاسی اور سیکورٹی اداروں پر سرمایہ کاری کریں اور جس قیمت پر بھی ہو، ان کا تحفظ کریں۔

یہی وجہ ہے جتنا تعاون گزشتہ ڈیڑھ عشرے کے دوران افغانستان کے نام پر جاری کیا گیا، اس کا مثبت نتیجہ افغانوں کو نظر نہیں آیا اور نہ نظر آئے گا۔ کیوں کہ یہ تعاون ترقی اور افغانستان کی خوش حالی کے لیے نہیں، بلکہ صرف اس جنگ کو جاری رکھنے کے لیے دیا جاتا ہے کہ اس سے امریکا اور نیٹو کے وجود کو جواز ملتا ہے۔ بالفاظ دیگر امریکا اور نیٹو کے لیے اہم اور ضروری یہ ہے کہ چین، روس اور خطے کی دیگر قوتوں کو خوف کے سائے میں رکھا جائے۔ کیوں کہ یہ ممالک امریکا کو اپنے لیے خطرہ سمجھتے ہیں۔ امریکا یوکرائن کو اربوں ڈالر کی امداد اس لیے دیتا ہے کہ اس سے روس کو خوف میں رکھا جائے۔ افغانستان چین اور روس کو دھمکانے اور ڈرانے کے لیے اسٹریٹجک میدان ہے۔ یہ لوگ اپنی دفاع اور مفادات کے تحفظ کے لیے مجبور ہیں کہ سالانہ اربوں ڈالر کابل انتظامیہ اور اس کی فوج کو دیں، تاکہ یہ لوگ امریکا کے مفادات کے لیے تیار کیے گئے حالات میں کام آسکیں۔ یہ لوگ امریکا کے لیے ڈھال کی حیثیت رکھتے ہیں۔

افغانوں کو وارسا کے حالیہ اجلاس سے دھوکے میں نہیں آنا چاہیے۔ امید ہے یہ بات سمجھی جا چکی ہوگی کہ نیٹو جو امداد کابل انتظامیہ کو دینا چاہتا ہے، وہ کبھی بھی آرمی پر اس لیے خرچ نہیں کی جاتی کہ وہ افغانستان کی سرحدوں کی حفاظت کریں گے، بلکہ یہ امداد جنگ کو جاری رکھنے والے شعبوں پر خرچ کی جاتی ہے۔

نیٹو دوبارہ کیوں آرہا ہے؟

بشیر

نیٹو نے اپنے وارسا اجلاس کے اعلامیہ میں اعلان کیا ہے کہ وہ ایک بار پھر افغانستان میں جنگ کے لیے آئے گا اور افغانستان کو ایک ارب امریکی ڈالر کی امداد مہیا کی جائے گی۔ اس کے علاوہ برطانیہ نے بھی افغانستان میں مزید پچاس فوجی بھیجنے کا اعلان کیا ہے۔ جب کہ برطانیہ کے 450 فوجی پہلے سے افغانستان میں موجود ہیں۔ جس طرح گزشتہ 34 سالوں سے دنیا کی غاصب قوتوں نے افغان سرزمین کو اپنی سازشوں کا میدان بنایا ہوا ہے افغان عوام پر ظالمانہ جنگیں مسلط کر رکھی ہیں، وقتاً فوقتاً کوشش کی گئی ہے کہ ہماری مجبوری سے فائدہ اٹھا کر افغانستان میں اپنے مفادات کے حصول کے لیے مختلف منصوبے جاری رکھے جائیں۔ اس طرح اب تک کئی لاکھ افغان شہری شہید ہو چکے ہیں اور ہزاروں مختلف جیلوں میں بند ہیں، جنہیں طرح طرح کی تکلیفیں دی جاتی ہیں۔

غاصب قوتیں جائز ناجائز کی تمیز کے بغیر جو چاہتی ہیں، کر گزرتی ہیں۔ جس کی وجہ سے افغانوں کے لیے اپنی سرزمین آگ کا دریا بن چکی ہے۔ یہاں روزانہ کی بنیاد پر شہریوں کو اذیتیں سہنا پڑتی ہیں۔ حال ہی میں افغانستان میں امریکا کی قیادت میں ہونے والے مظالم نے ایسی بھیانک شکل اختیار کر رکھی ہے کہ افغان عوام کے ساتھ ساتھ پڑوسی ممالک بھی انتہائی بُرے حالات کے شکار ہو چکے ہیں۔ 1979ء میں روسی جارحیت کے دوران افغانستان اور افغان عوام، جن مشکلات کا شکار ہوئے تھے، وہ ساری دنیا کے سامنے واضح ہیں۔ روس کی وجہ سے ڈیڑھ ملین لوگ شہید ہوئے اور اسی قدر افراد زخمی ہوئے۔

کر گزرتی ہیں۔ جس کی وجہ سے افغانوں کے لیے اپنی
میں امریکا کی قیادت میں ہونے والے مظالم نے ایسی بھیانک شکل اختیار کر رکھی ہے کہ افغان عوام کے ساتھ ساتھ پڑوسی ممالک بھی انتہائی بُرے حالات کے شکار ہو چکے ہیں۔ 1979ء میں روسی جارحیت کے دوران
تھے، وہ ساری دنیا کے سامنے واضح ہیں۔ روس کی وجہ سے ڈیڑھ ملین لوگ شہید ہوئے اور اسی قدر افراد زخمی

جب کہ پانچ ملین سے زیادہ افراد پڑوسی ممالک کو ہجرت کر گئے، جو اب تک وہاں ہجرت کی سختیاں برداشت کر رہے ہیں۔ جہاں انہیں مقامی حکومتوں کی جانب سے مختلف بہانوں سے تنگ کیا جاتا ہے۔ 1994ء سے 2001ء تک افغانستان میں نسبتاً سکون اور خوش حالی دیکھی گئی ہے۔

افغانستان کا 95 فیصد حصہ شر و فساد سے پاک تھا۔ اس کے علاوہ اسلامی نظام کا عملاً نفاذ کیا گیا۔ افغانستان کی زمین کی سالمیت محفوظ ہوگئی۔ ملک کی تعمیر نو کے کام بلا کسی خارجی تعاون کے شروع کیے گئے تھے۔ قریب تھا کہ اس نظام کی برکتوں سے ساری دنیا فائدہ حاصل کرتی اور وہاں بھی افغانستان کی طرز پر ایسا ہی نظام سامنے لایا جاتا۔ ممکن تھا کہ افغان عوام سکون کا سانس لیتے اور ہمیشہ کے لیے جنگ کا خاتمہ ہو جاتا۔ مگر مسلمانوں کی اس سرزمین پر امریکا نے 49 ممالک کے

عسکری، مالی، سیاسی اور پروپیگنڈے کے تعاون سے جارحیت کر دی۔ افغان عوام ایک اور آزمائش اور مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ سکون اور آرام کی تمام امیدیں خاک میں مل گئیں۔ مظلوم عوام ایک بار پھر خوف اور دہشت میں مبتلا ہو گئے۔ جب امریکا نے 2001ء میں جارحیت کا ارادہ کیا تو وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ بہت کم عرصے میں اور انتہائی آسانی سے افغانستان کو ہمیشہ کے لیے اپنے چنگل میں پھنسا لے گا۔ اکتوبر میں امریکا کے بی باون طیاروں نے بمباری شروع کر دی۔ اس بمباری میں ہزاروں افغان شہری شہید اور زخمی ہوئے۔ ہزاروں کروز میزائل سمندر سے افغانستان پر داغے گئے۔ نیٹو کی چھتری تلے لاکھوں فوجی دنیا بھر سے جمع کر کے لائے گئے اور ان سے ہزاروں بے گناہ انسانوں کو تشدد کا نشانہ بنا کر شہید کیا گیا۔ جیلیں بھر دی گئیں۔ تمام جدید اسلحہ استعمال میں لایا گیا، لیکن افغانوں کو توڑ نہ سکے۔ افغان تھکے ہارے نہیں اور آزادی کے مطالبے سے بھی دست بردار نہیں ہوئے۔ امریکا اور نیٹو کے خلاف پوری جوان مردی سے اٹھے اور ایسے جہادی کارنامے پیش کیے، جنہیں دیکھ کر دنیا حیران رہ گئی۔ امریکا اور نیٹو کے تمام منصوبے اور تدبیریں ناکام ہو گئیں۔ تمام اسلحہ اور حربے ناکام ہو گئے۔ نتیجتے افغانوں کے مقابلے میں تمام تر جنگی ٹیکنالوجی آزمائی گئی۔ مگر کامیابی نہیں مل سکی۔ بڑے پیمانے پر ڈالر خرچ کیے گئے۔ پروپیگنڈا کیا گیا۔ اپنی فوج کا مورال اونچا کرنے کے لیے مختلف بہانے اور سازشیں کی گئیں۔ اس سب کے باوجود بھی جنگ میں کامیابی نہ مل سکی۔ یہاں تک کہ امریکا کی اقتصادیات زوال کا شکار ہو گئیں۔ تمام بینک خالی ہو گئے۔ امریکا اس بات پر مجبور ہو گیا کہ افغانستان میں اپنی فوج کی تعداد میں کمی لائی جائے۔ عسکری بجٹ پر نظر ثانی کی جائے۔ دنیا کی نظروں میں دھول جھونکنے کے لیے مذاکرات کا نعرہ لگایا گیا، مگر بہت جلد امریکا کی منافقت واضح ہو گئی کہ وہ کبھی بھی درست نیت سے مذاکرات کے لیے راضی نہیں تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ مسئلہ مذاکرات کے ذریعے ہی حل ہو۔

پھر ایک مرحلہ ایسا آیا کہ نیٹو کے اکثر رکن ممالک افغانستان سے نکل گئے، جس سے وہ امریکا کی دوستی سے دور ہو گئے۔ امریکا نے ان پر دباؤ بڑھایا کہ فیصلہ واپس لیں اور افغانستان میں اپنی فوج واپس لے آئیں۔ وارسا میں نیٹو کی جانب سے افغانستان میں جنگ کے لیے آنے کا اعلان اسی امریکی دباؤ کا نتیجہ ہے، جو امریکا چاہتا تھا۔ حیرت ناک سوال یہ ہے کہ نیٹو افغانستان واپس کیوں آ رہا ہے؟ حالانکہ نیٹو وہی ہے، جو لاکھوں فوجیوں کی موجودگی میں بھی مجاہدین کو شکست نہ دے سکا۔ نیٹو کو نہ افغانوں کی دعوت ہے کہ ان کے دفاع یا تحفظ کے لیے آئے نہ اقوام متحدہ کی جانب سے مطالبہ تھا، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امریکا کا دباؤ اس میں کام کر رہا ہے۔ جس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ امریکا اب تک اپنے کیے پر پشیمان نہیں اور نہ اپنے ارادوں سے باز آیا ہے۔ امریکا افغانستان اور خطے میں مزید بے چینی پیدا کرنا چاہتا ہے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے ضروری ہے کہ نیٹو کی دوبارہ آمد کے اس اعلان پر خطے کے ممالک اٹھیں اور اس فیصلے کے خلاف آواز بلند کریں۔ دوسرے مرحلے کے طور پر اس کے مقابلے کے لیے معاملات پر غور کریں۔

افغان جنگ کا فاتح کون؟

شاہد حقانی

افغان جنگ کی اصل فاتح قوت کون ہے، امارت اسلامیہ یا امریکی اتحادی افواج؟ اس سوال کا جواب بہت واضح ہے۔ جو شخص بھی افغان جہاد سے معمولی تعلق بھی رکھتا ہے، اسے یقینی طور پر یہ معلوم ہو گا کہ اس جنگ میں کس کا پلڑہ بھاری ہے؟ کون جیت رہا ہے اور کون شکست سے دوچار ہے؟ ایک طرف جدید ٹیکنالوجی، بھاری ہتھیاروں سے لیس چار لاکھ افواج ہیں، جنہیں امریکی فضائیہ کا تعاون بھی حاصل ہے، لیکن زمینی حقائق کچھ اس طرح سے ہیں کہ مجاہدین مسلسل پیش رفت کر رہے ہیں۔ کیوں کہ امارت اسلامیہ افغانستان میں اسلامی نظام کے نفاذ، اس کی آزادی اور قابض افواج کے انخلا کے لیے مقدس جہاد کر رہی ہے اور اسے اللہ تعالیٰ اور عوام کی بھرپور تائید حاصل ہے۔ مجاہدین غیر ملکی قوتوں کے خلاف پندرہ سال سے نبرد آزما ہیں اور ان کی قوت میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے، جس کے نہایت مثبت نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔

ہم مجاہدین اور کابل انتظامیہ کے درمیان موازنہ کرنے کے لیے مغربی تجزیہ کاروں اور اعلی امریکی حکام کے اعتراف پر اکتفا کرتے ہیں۔ امریکی ٹیلی ویژن سی این این نے افغانستان کی موجودہ گمبھیر صورت حال کے بارے میں کہا کہ 'مبصرین کی نظر میں امریکا افغان جنگ جیتنے کی پوزیشن میں نہیں ہے، بلکہ مجاہدین ہی اس جنگ کے فاتح کے طور پر اُبھر رہے ہیں۔ سی این این چینل نے ثبوت کے طور پر مختلف دلائل پیش کیے اور سرکاری حکام کے اعتراف کا حوالہ بھی دیا۔ کابل حکام کا کہنا ہے کہ حال ہی میں افغانستان بھر میں مختلف علاقوں پر مجاہدین نے قبضہ کیا ہے، جس کے باعث لوگوں کے ذہن میں تیزی سے یہ تاثر پختہ ہو رہا ہے کہ یہ جنگ امارت اسلامیہ جیت رہی ہے۔ CNN کی رپورٹ کے مطابق مجاہدین وقتاً فوقتاً دور دراز علاقوں اور شہروں میں گوریلا حملے کر رہے ہیں اور حال ہی میں کابل میں صدارتی محل سے دو سو میٹر کے فاصلے پر تباہ کن حملہ کیا، جس میں دشمن بہت نقصان پہنچا ہے۔

حال ہی میں افغانستان کو امداد دینے کی غرض سے پولینڈ کے شہر وارسا میں نیٹو کا اجلاس ہوا، جس میں سال 2020 تک ہر سال ایک ارب ڈالر امداد دینے کا اعلان کیا گیا اور اسی طرح مقررہ مدت تک افغان فورسز کے ساتھ تعاون، ان کی تربیت اور نیٹو افواج کی موجودگی کا وعدہ کیا گیا، لیکن اجلاس کے بعد امریکی حکام نے افغان جنگ کے بارے میں میڈیا کے ساتھ گفتگو میں جن خیالات کا اظہار کیا، اس میں وہ مایوس دکھائی دے رہے تھے۔ کیوں کہ وہ ناکامی کا ملبہ پڑوسی ممالک پر ڈال رہے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ افغان جنگ جیت سکتے ہیں اور نہ ہی وہ اس جنگ سے کچھ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ افغان جنگ کے حوالے سے ان کی پیش گوئی غلط ثابت ہوئی ہے۔ وہ مزید خوش فہمی میں مبتلا رہنے کی غلطی ہرگز نہ کریں۔ وہ مجاہدین کو نیست و نابود کر سکتے ہیں اور نہ ہی عوام کے دلوں سے جذبہ جہاد ختم کر سکتے ہیں۔ وہ اپنے مذموم عزائم میں مکمل طور پر ناکام رہے ہیں کہ وہ یہاں فحاشی عام کریں گے۔ دنیا بہ خوبی جانتی ہے کہ افغانستان میں امریکی اور اتحادی افواج شکست سے دوچار ہیں۔ وہ بھاگنے کا راستہ ڈھونڈ رہے ہیں۔ امریکا نے افغان عوام کے دین، سرزمین اور ثقافت پر یلغار کی ہے، جس کے خلاف بہادر عوام بھی مقدس جہاد اور مزاحمت کر رہے ہیں، جنہیں مسلسل کامیابی مل رہی ہے۔

بہتر یہ ہے کہ امریکا اربوں ڈالر اپنے ملک اور بے روزگار عوام پر خرچ کرے۔ افغان عوام کو اپنی منشاء کے مطابق حکومت تشکیل دینے اور نظام حکومت وضع کرنے کا اختیار دے کر مزید خون بہانے سے گریز کرے۔

امارت کی سیاسی و عسکری کامیابیاں

اکرام الدین واصل

ایسا محسوس ہوتا ہے مجاہدین دباؤ والے حالات سے سرخ رُو ہو کر نکلنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ایک سال کے دوران دو رہنما جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ سنگلاخ پہاڑوں اور تپتے صحراؤں میں کسی قوم کی رہنمائی کرنا دل گردے کا کام ہے۔ امارت نے اپنے امیر ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات کی خبر کو جس طرح دو سال تک خفیہ رکھا، وہ کسی معجزے سے کم نہیں۔ بعد ازاں شہید ملا اختر محمد منصور تقبلہ اللہ نے بہت اطمینان سے اپنا کام جاری رکھتے ہوئے مخالفین کو زیر کیا۔ مذاکرات کی گرما گرمی اور مجاہدین کو سرنڈر کرنے کے لیے امن کے جعلی نعرے 2003ء اور 2004ء سے سنے جا رہے ہیں۔ افغانستان میں جو فریق بھی مداخلت کرتا ہے، امن کا نعرہ ضرور لگاتا ہے۔ اب یہ نعرہ سچا ہے یا نہیں، یہ الگ سوال ہے، لیکن مجاہدین نے اپنی پالیسی کی وجہ سے کسی پر بھی بھروسا نہیں کیا۔ میرا اپنا مطالعہ یہ ہے کہ امارت اسلامیہ امن کے خلاف نہیں ہے، بلکہ امن کے نام پر جاری جعلی پروپیگنڈوں کے خلاف ہیں۔ حکمت یار کی مثال لے لیجیے، جو اپنے تمام تر مطالبات سے منحرف ہو کر امن کے نام پر امریکی ساختہ حکومت میں شامل ہونے کے لیے پَر تول رہے ہیں۔ ہماری یہ خواہش ہے کہ ہم ہر قیمت پر امن قائم کرنا چاہتے ہیں۔ امارت امن کا اپنا ایک فارمولا رکھتی ہے، جس سے ان کی بصیرت ظاہر ہوتی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ نظریاتی کیس میں مسائل کے ساتھ جنگ ضرور ہوتی ہے اور یہ مسائل بسا اوقات حل نہیں ہو پاتے۔ اس کی یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ انہوں نے آج تک کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا، جس سے ظاہر ہو کہ وہ کفار کے پروپیگنڈے کی چال میں پھنس گئی ہے۔ پوری دنیا نے اپنا زور لگایا کہ مجاہدین سے سیاسی طور پر فائدہ حاصل کر سکیں، لیکن کامیابی کسی کو بھی نہ ملی۔ امارت نے جنگ کے اوائل میں مذاکرات کے لیے جو شرائط پیش کی تھیں، ابھی تک اسی پر قائم ہے۔ لوگوں کا خیال تھا کہ مجاہدین غیروں کے ایجنٹ ہیں اور انہی کے اشاروں پر چلتے ہیں، لیکن انہوں نے اپنی بیش بہا قربانیوں اور شریعت کے مطابق جہاد سے ناقدین کے منہ بند کر دیے ہیں۔ مذاکرات کی آخری کوشش بھی اسی لیے کی گئی کہ وہ مجاہدین کو کسی بھی قیمت پر مذاکرات کی میز پر لانا چاہتے تھے۔ امارت نے انہیں ذرا سی بھی اہمیت نہ دی اور انہیں مکمل طور پر نظر انداز کیا۔ مذاکرات کے دوران امارت پر بہت دباؤ ڈالا گیا، لیکن اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا گیا۔ دشمن امارت کو کبھی شکست نہیں دے سکتا، کیوں کہ امارت نے سیاسی میدان میں بھی بڑی حیرت انگیز اڑان بھری ہے۔ ملا اختر محمد منصور صاحب کی شہادت اور شیخ الحدیث مولوی ہیبت اللہ اخنذادہ صاحب کا نئے امیر کے طور پر انتخاب اور اختلافات کا قلع قمع امارت کے بڑے تدبر کی گواہی ہے۔ جب ملا اختر محمد منصور صاحب کی شہادت سے پوری دنیا میں یہ بحث چھڑ گئی کہ مجاہدین اب سراج الدین حقانی یا مولوی محمد یعقوب کو اپنا امیر منتخب کریں گے، لیکن انہوں نے محض دو دن میں ہی شیخ صاحب کو نیا امیر منتخب کر کے جمہوریت کے صبر شکن نظام انتخاب پر زور دار طمانچہ رسید کیا تھا۔ امریکا کے زیر سایہ حکومت کرنے والے کیا جانیں کہ جب ساری دنیا کا میڈیا آپ کے خلاف زہر اگل رہا ہو تو اس تحریک یا اس ملک کے باسی ضرور تشویش میں مبتلا ہوں گے، لیکن مجاہدین ان حالات سے سرخ رُو ہو کر نکلنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ مجاہدین نے اس مرتبہ پوری دنیا کی توقع کے خلاف متفقہ طور پر شیخ صاحب کو اپنا لیڈر منتخب کیا ہے، جس پر تمام مجاہدین متفق ہیں۔ ماضی کی نسبت کسی قسم کے اختلاف کی خبر نہیں آئی۔ مجاہدین نے اپنے منفرد کارنامے سے دشمن کو پیغام دیا ہے کہ وہ اس قسم کے مسائل سے آشنا ہو چکے ہیں۔ اس کی واضح مثال یہ ہے کہ جس وقت میڈیا پر ملا اختر محمد منصور صاحب کی شہادت کی خبریں گردش کر رہی تھیں، عین اس وقت مجاہدین نے کابل میں امریکی ساختہ وزارت عدلیہ کی بس کے پرخچے اڑا کر درجنوں غلاموں کو جہنم رسید کیا، یعنی جنگ ایک منٹ کے لیے بھی نہیں رُکی۔ یہاں کابل میں جب کبھی ہلکی سی سیاسی کشیدگی پیدا ہو جاتی ہے تو کابل کے کاسہ لیس حکام اپنا پاسپورٹ تلاش کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ حکومت میں ایک مسئلہ کئی مہینوں چلتا رہتا ہے۔ کابل کے کاسہ لیس حکام مجاہدین کو شکست دینے کے خواب دیکھنا بند کر دیں۔ امن کے لیے تمام افغانوں کے ہمراہ امارت کے ساتھ مل کر امریکا اور اس کے اتحادیوں کے خلاف جدوجہد میں شامل ہو جائیں۔ امریکی طیاروں سے اپنے عوام کو خوف زدہ کرنا دانش مندی نہیں ہے۔

امارت کی جانب سے عوام سے تعاون

زرملوال

افغانستان میں ثور انقلاب سے لے کر اب تک جتنی جنگیں اور باہمی لڑائیاں ہوئی ہیں، ہر فریق نے اپنے عمل کے جواز کے لیے مختلف دلائل بیان کیے ہیں۔ ہر ایک نے 'عوام سے بھلائی ہم کریں گے' والا نعرہ لگایا ہے۔ ہر جنگ جو دھڑے نے قتل و غارت گری اور افغانستان کی تباہی میں اپنا حصہ ڈالتے ہوئے اپنے جرائم کو 'عوام کے وسیع تر مفاد' کا نام دیا ہے۔ اور دل چسپ یہ کہ جو کوئی انہیں اس فسادانگیزی سے روکے، وہ اسے عوام کا غدار قرار دے کر اپنی سیاسی، جنگی اور اقتصادی مخالفت کا نشانہ بنالیتے تھے۔

ہر شخص اچھی طرح جانتا ہے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے؟ جس نے بھی عوام کے ساتھ واقعی میں ہمدردی دکھائی اور ان کی مشکلات ختم کرنے کے لیے آگے بڑھا ہے، وہ طبقہ داد کا مستحق ہے۔ کیوں کہ کئی عشروں سے جاری جنگوں میں صرف وہی لوگ عوام میں مقبول ہوئے ہیں، جنہوں نے اُن کے غم کو اپنا دکھ سمجھ کر اُن کے رِستے ہوئے زخموں پر مرہم رکھا ہے۔ اس حقیقت کو دیکھتے ہوئے ماہ رمضان میں اِن تمام اقدامات کرنے والوں کا خیر مقدم کیا گیا ہے، جو امارت اسلامیہ کی جانب سے اپنے عوام کے ساتھ ہمدردی دکھاتے ہوئے ان کی عزتِ نفس کی بحالی، اس کی بقا اور اس کے استحکام کے باوصف اُن کی بھرپور خدمت کی ہے۔

رمضان المبارک کے مہینے میں مجاہدین کی جانب سے مستحق اور غریب عوام، خاص طور پر یتیموں اور شہداء کے خاندانوں کے ساتھ مالی تعاون کیا گیا ہے۔ مجاہدین نے یہ مالی تعاون افغانستان کے مختلف حصوں میں کیا ہے۔ یہاں صرف اُن علاقوں کی نشان دہی کی جارہی ہے، جہاں کے مجاہدین کی جانب سے امارت کے میڈیا کو براہ راست رپورٹ ملتی رہی ہے اور ان کی تصاویر بھی سوشل میڈیا پر جاری کی گئی ہیں:

- قندوز: چہاردرہ، امام صاحب، دشت آرچی۔
- غزنی: اندڑ، رشیدان، مرکز۔
- بغلان: ڈنڈ غوری، مرکز۔
- لغمان: مہترلام۔
- پکتیکا: خوشامند، جانی خیل، اومنہ، چاربران، سروبی، گومل،
- ضلع سنگین۔
- جوزجان: ضلع قوشتیپہ، درزآب۔
- خوست: ضلع صبری، نادرشاہ کوٹ۔
- لوگر: خروار۔
- ننگرہار: ضلع خوگیان، پچیر اگام، شیرزاد، سرخ رود، حصارک، بٹی کوٹ، چپرہار، رودات، سپین غر، اچین، کوٹ، لعل پورہ، مہمندرہ، غنی خیل۔

یہ وہ علاقے ہیں، جہاں امارت اسلامی کی جانب سے مستحقین کے ساتھ تعاون کیا گیا ہے۔ افغانستان کے ان علاقوں کے عوام کے ساتھ تعاون ایک ایسا اقدام ہے، جسے ہر سطح پر سراہا جانا چاہیے۔ اور یہ عمل امارت کی جانب سے اُس کے بہت سے نیک اقدامات میں سے ایک مثال ہے۔ امارت کے باشندوں کا خیال ہے کہ اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ تعاون کم ہے یا زیادہ، البتہ یہ امر بہت خوش کُن ہے کہ امارت کی جانب سے خوشی کی اس گھڑی (رمضان و عید کے موقع) پر انہیں بھلایا نہیں گیا۔

افغانستان میں گزشتہ 16 سال میں دنیا جہاں سے لاکھوں ڈالر امداد آئی ہے، لیکن جمہوری ٹولے نے عوام تک کچھ نہیں پہنچنے دیا۔ امید ہے امارت کی جانب سے اس طرح کے اقدامات جاری رہیں گے۔ بلاشبہ ان سے عوام میں مقبولیت میں اضافہ ہوگا اور کٹھ پتلی غنڈوں کے خلاف یہ امارت کی ایک بڑی اخلاقی فتح سمجھی جائے گی۔

افغانستان کا دماغی سرمایہ مغرب میں

نسیم خان محمدی

بالترتیب روس اور امریکا نے افغانستان پر ظالمانہ یلغار کر کے یہاں کا تمام نظامِ زندگی تباہ کر ڈالا ہے۔ افغانستان کا کوئی شعبہ زندگی اور کاروبارِ حیات ایسا نہیں بچا، جو ان دونوں ڈاکوؤں کی فساد انگیزی کے شعلوں اور انسانیت کُش اقدامات سے متاثر نہ ہوا ہو۔ سیاست، تجارت، معاشرت، تعلیم، خاندانی نظام سمیت یہاں کا ہر انسان اس جنگ کے شراروں سے جھلس رہا ہے۔ دیگر بہت سے ناقابلِ تلافی نقصانات کے علاوہ یہ صدمہ کسی بھی صورت بھولنے والا نہیں ہے کہ تباہ حال افغانستان کو خوش حال کرنے میں جن خداداد انسانی صلاحیتوں نے کاری گری دکھانا تھی، وہ یورپ و امریکا کی اونچی دوکان کی مصنوعی چمک بڑھانے میں ضایع ہو رہی ہیں۔

یہ امریکا کی دراندازی کے تین سال بعد کی بات ہے۔ مسعود حسنی اور محمود حسنی دو بھائی ہیں، جو 13 سال قبل تعلیم کے سلسلے میں ہالینڈ چلے گئے تھے۔ افغانستان میں ان کی رہائش کابل میں تھی۔ وہاں دونوں نے اچھی تعلیم حاصل کی اور انجینئرنگ میں اچھی استعداد پیدا کی ہے۔ انہوں نے کیا کارنامہ انجام دیا ہے، اسے اُن کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

’ہم اپنے بچپن میں پہیوں والے ہوا سے چلنے والے کھلونے بنایا کرتے تھے۔ ہم کابل میں جس علاقے میں رہا کرتے تھے، وہاں زمین میں بارودی سرنگیں نصب تھیں۔ کھیل کے دوران تیز ہوا کی وجہ سے ہمارے بنائے ہوئے بہت سے کھلونے بارودی سرنگوں والے ممنوعہ علاقے کی طرف چلے جاتے تھے، جنہیں واپس حاصل کرنے کی کوئی راہ نہیں تھی۔ اپنے کھلونوں کے اس طرح سے ضایع ہونے پر دکھ ہوتا تھا۔ وہاں سے کھلونے واپس لانے کا ایک ہی طریقہ تھا کہ کسی طرح سے یہ مائنز ختم کی جاسکیں۔ تب یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسی کوئی ایجاد ہونی چاہیے، جو زمین میں چھپی اِس موت سے تحفظ فراہم کر سکے، تب ہمارے ذہن میں Mine Kafon (بارودی سرنگ کا کفن) بنانے کا آئیڈیا آیا۔

ہر سال 4 اپریل کو بارودی سرنگوں سے متعلق آگاہی کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے دنیا کے 39 ممالک میں اب بھی ایسے علاقے موجود ہیں، جو جنگ کے دنوں میں بچھائی گئی بارودی سرنگوں سے اَٹے پڑے ہیں۔ اور سوڈان ایسے ممالک کی فہرست میں پہلے نمبر پر ہے۔ سوڈان کی 17 ریاستیں اس تباہ کن ہتھیار کی زد میں ہیں۔ جب کہ افغانستان کے بہت سے علاقوں میں بارودی سرنگوں کا جال اب بھی بچھا ہوا ہے، جو افغانستان سے رسوا ہو کر بھاگنے والے انسانیت کے دشمن روس کی جانب سے افغان مسلمانوں کی نسل کُشی کی غرض سے بچھائی گئی تھیں۔

اسی سوچ اور کوشش کے نتیجے میں تین سال قبل 2013ء میں ہوا کے دباؤ سے چلنے والی فٹ بال طرز کی ایک گیند بنائی، جس کی بانس کی بنی ہوئی 170 ٹانگیں ہیں، جو مرکز میں ایک گیند سے جڑی ہوئی ہیں۔ جب کہ ہر ٹانگ کے دوسرے کونے پر پلاسٹک کی پلیٹ سی لگائی گئی ہے، تاکہ ہوا اپنے زور سے اس جمبو سائز کے فٹ بال کو آگے کی جانب دھکیل سکے۔ ایک Mine Kafon پر تقریباً چالیس یورو کی لاگت آتی ہے اور اس سے کئی بارودی سرنگیں ناکارہ بنائی جاسکتی ہیں۔ کیوں کہ بارودی سرنگ کا دھماکہ اس بال کو مکمل طور پر تباہ نہیں کر پاتا۔ بال کے مرکز میں GPS کا نظام رکھا گیا ہے، جس سے ایک جانب یہ پتا لگایا جاسکتا ہے کہ بال کہاں موجود ہے، دوسری طرف یہ بھی جانا جاسکتا ہے کہ کون کون سا علاقہ بارودی سرنگوں سے پاک ہے؟!

اب تین سال کی مزید محنت کے بعد اسی ٹیکنالوجی میں جدت لاتے ہوئے ایک ڈرون تیار کیا گیا ہے، جو بارودی سرنگوں کا پتا لگا کر انہیں ناکارہ بھی بنا سکتا ہے۔ یقیناً یہ ایسی چیز ہے، جس سے بیسیوں لوگوں کی زندگی کو تباہ ہونے سے بچایا جاسکتا

ہے۔ اس نئی ایجاد میں ڈرون ٹیکنالوجی، تھری ڈی پرنٹنگ اور روبوٹکس جیسی کارآمد ٹیکنالوجیز کا سہارا لیا گیا ہے۔ اس ڈرون میں ایک 'میٹل ڈیٹیکٹر' یعنی دھاتوں کا پتہ لگانے والا آلہ بھی رکھا گیا ہے، جس سے بارودی سرنگ کا کھوج لگا کر اسے انسانی جانوں کے لیے خطرہ بننے سے روکا جانا ممکن ہو گیا ہے۔ چھ بازوؤں والے ڈرون پر لگے پنکھے ساڑھے چار کلو وزن اُڑا لے جانے کی طاقت رکھتے ہیں، جب کہ ڈرون کی باڈی پر سخت پلاسٹک سے بنی کیسنگ میں بجلی فراہم کرنے کے لیے بیٹریاں، منی کمپیوٹر اور ایک گلوبل پوزیشنگ سسٹم نصب ہے۔ ڈرون کے مرکزی حصے کے نیچے ایک روبوٹک بازو ہے، جس کے نچلے حصے پر لگائی گئی چھوٹی چمٹیوں کی شکل کی ڈیوائسز کو ریموٹ کے ذریعے کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ یہ چمٹیاں کم مقدار میں دھماکا خیز مواد پکڑ سکتی ہیں۔ دھات کا کھوج لگانے والے آلے سے زمین میں نصب بارودی سرنگ کا پتا لگانے کے بعد اس بارود کے ذریعے اسے چھوٹا سا دھماکا کر کے تباہ کیا جا سکتا ہے۔ جی پی ایس سسٹم کی بدولت اس کی پرواز کے راستے کو کمپیوٹر کے ذریعے کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔

یہ ڈرون تین مرحلوں میں کام کرتا ہے۔ پہلے نمبر پر علاقے کے نقشے سے مدد لے کر دوسرے نمبر پر بارودی سرنگ کا کھوج لگا کر تیسرے نمبر پر اسے تباہ کرتا ہے۔ جب بارودی سرنگ تباہ ہو جاتی ہے تو ایک تھری میپنگ سسٹم اُس علاقے کو اسکین کرتا ہے، جسے کمپیوٹر ریکارڈ میں 'بارودی سرنگوں سے پاک علاقہ' قرار دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد پہلے سے طے کردہ راستے پر دھات کا کھوج لگانے والے آلے کے ساتھ پرواز کرتے ہوئے یہ ڈرون اس سارے حصے کا اچھی طرح جائزہ لیتا ہے۔

افغانستان میں ہر سال اندازاً تین ہزار افراد بارودی سرنگوں کی زد میں آ کر ہلاک ہو رہے ہیں۔ اس وجہ سے کوشش ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو، اس ایجاد کا عملی طور پر فائدہ اٹھایا جائے۔ افغانستان میں بچپن کی خوف ناک یادوں کے باعث بارودی سرنگوں کے خلاف کام کرنا اب زندگی کا مقصد بن گیا ہے۔

ہر سال 4 اپریل کو بارودی سرنگوں سے متعلق آگاہی کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے دنیا کے 59 ممالک میں اب بھی ایسے علاقے موجود ہیں، جو جنگ کے دنوں میں بچھائی گئی بارودی سرنگوں سے اَٹے پڑے ہیں۔ اور سوڈان ایسے ممالک کی فہرست میں پہلے نمبر پر ہے۔ سوڈان کی 17 ریاستیں اس تباہ کن ہتھیار کی زد میں ہیں۔ جب کہ افغانستان کے بہت سے علاقوں میں بارودی سرنگوں کا جال اب بھی پھیلا ہوا ہے، جو افغانستان سے رسوا ہو کر بھاگنے والے انسانیت کے دشمن روس کی جانب سے افغان مسلمانوں کی نسل کُشی کی غرض سے بچھائی گئی تھیں۔ جنگ سے تباہ حال افغانستان میں بارودی سرنگوں کے خلاف کام کرنے والے ایک ادارے 'مائین ایکشن سینٹر' کی گزشتہ برس سامنے آنے والی ایک رپورٹ میں واضح کیا گیا تھا کہ افغانستان کے مختلف حصوں میں، ہر ماہ اوسطاً 45 افراد بارودی سرنگوں کے پھٹنے کی وجہ سے ہلاک یا مستقل جسمانی معذوری کا شکار ہو جاتے ہیں۔

چوں کہ یہ امر سب پر عیاں ہے کہ حکومت کے نام پر افغانستان کے صدارتی تخت پر ڈاکا ڈالے ہوئے اشرف غنی کو اس خطے کے عوام کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ امریکا کی کٹھ پتلی کے طور پر رقص پر مامور اشرف غنی گروپ نے ہمیشہ عوام کو قتل کرنے، ان کا مال لوٹنے، ان کی عزتیں پامال کرنے سمیت افغانستان کی معدنیات پر امریکا کو ہاتھ صاف کرنے کا کُھلا موقع دے رکھا ہے۔ یہ ایسی صورت حال ہے، جو تباہ حال افغانستان کے لیے کسی ناقابلِ برداشت صدمے سے کم نہیں ہے۔ کیوں کہ یہی وہ دولت ہے، جو امریکی انخلا کے بعد افغانستان کی تعمیرِ نو اور ترقی کے لیے بنیادی کردار کے طور پر کام میں لائی جانے والی ہے۔ اسی طرح دہشت گرد غلام حامد کرزئی کے بعد اشرف غنی گروہ نے عوام پر ظلم و ستم اور جبر و قہر کے ایسے پہاڑ توڑے ہیں کہ اب وہ افغانستان سے نکل جانے کو ترجیح دیتے ہیں، جس کی وجہ سے افغانستان کا بہت سا 'دماغی سرمایہ' یورپ و امریکا اور دوسرے خطوں کی طرف منتقل ہو رہا ہے۔

مسعود حسنی اور محمود حسنی اس المیے کی ایک تازہ مثال ہیں، جن کی روشن صلاحیتیں اپنے محلات کے بجائے غیروں کی کوٹھریوں کو چمکانے میں ضایع ہو رہی ہیں۔ امید ہے امارت کے اربابِ اقتدار کی جانب سے اس سلسلے میں غور و فکر اور عملی کوشش بروئے کار لا کر مسلمانوں کے پاک سرمائے کو کافروں کی ٹپکتی ناپاک رال سے بچایا جائے گا۔

مغرب میں خواتین کے حقوق پر ڈاکا

محمد صادق شفیق

انسان کی سوچ اور فکر ایک محدود مدت تک اپنے مفاد اور نقصان کی منصوبہ کر سکتی ہے۔ البتہ ایک لمبے عرصے کے لیے زندگی کے لیے راحتیں تلاشنا اور آرام کے منصوبے بنانا انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ اگر انسان معیار راحت اور آرام کی جستجو میں مگن ہے تو اسے اپنی منزل پانے کے لیے اللہ تعالیٰ کے دین (شریعت اسلامیہ) سے رہنمائی لینا ہوگی۔

آج کل مغرب میں خواتین کے حقوق، فرانس میں انقلاب، یورپ میں آزادی کے بعد یہ آواز اٹھائی گئی ہے کہ خواتین کے حقوق کا دفاع کرنے والی جتنی بھی تنظیمیں ہیں، ان کے مطالبات بغیر کسی چوں چراں کے تسلیم کیے جائیں اور انہیں قانونی لحاظ سے تحفظ فراہم کیا جائے۔ ان قوانین میں سے ایک وراثت کا قانون بھی ہے، جس میں مرد اور خواتین کے حقوق کو مساوی قرار دیا گیا ہے۔

مغربی قانون کے مطابق اگر شادی کے بعد میاں بیوی اس گھر میں رہائش پذیر ہوں، جو خاوند کی ملکیت ہے تو وہ ان دونوں کی مشترکہ ملکیت ہے۔ اگر وہ طلاق کے ذریعے علیحدہ ہو جائیں تو خاوند بیوی کو گھر کی آدھی قیمت ادا کرنے کا پابند ہوگا۔ دیکھا جائے تو یہ معاملہ ظاہری طور پر تو خواتین کے لیے مفید ثابت ہو سکتا ہے، لیکن مستقبل میں باقاعدہ طور پر شادی کرنے پر منفی اثرات مرتب کر سکتا ہے۔

> مغرب نے خواتین کے حقوق کی حفاظت کی خاطر اُن کی زندگی اجیرن بنادی ہے۔ وہاں عورت کے لیے کامیاب ازدواجی زندگی ایک خواب بن کر رہ گیا ہے۔ اسے وہ حقوق نہیں مل پا رہے، جو درحقیقت اُسے ملنا چاہیے تھے۔ مغرب میں خواتین کی حیثیت صرف اور صرف مردوں کی جنسی ہوس پوری کرنے کی حد تک رہ گئی ہے۔ اسی وجہ سے آج مغرب میں خواتین کو مروجہ طریقے سے نکاح کرنے کے لیے مرد نہیں مل پاتا۔ ان خواتین کی سوشل میڈیا پر پہلی کوشش یہ ہوتی ہے کہ انھیں اپنے لیے ساتھان کے طور پر کوئی جیون ساتھی مل جائے، تاکہ وہ فطری طریقے سے زندگی بسر کرنے کے قابل ہو سکیں۔ لیکن مغربی قانون اور سیاست دان اُن کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ اس لیے وہ مجبور ہیں کہ دوسرے راستوں سے اپنی خواہش پوری کریں۔ اور جب تک ممکن ہو، فرینڈشپ کے

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ گھر تو خاوند ہی نے بنایا ہے۔ وہی اس کا مالک ہے، لیکن عورت بغیر کسی وراثتی قانون کے اس جائیداد کی مالک بن جاتی ہے۔ اس لیے عورت کے لیے ایک موقع ہے۔ کیوں کہ ویسے بھی مغرب میں میاں بیوی میں بہت جلد طلاق ہو جاتی ہے۔ چوں کہ مغرب میں اقتصادیات ہر موضوع سے زیادہ اہم ہے، اس لیے خواتین صرف چند سالوں میں کئی مردوں سے شادی اور طلاق کے بعد اقتصادی طور پر خود کفیل اور صاحب ثروت بن سکتی ہیں۔ جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ وہاں عورت کو بھی 'طلاق دینے کا اختیار' ہے۔ جب کہ دوسری جانب مردوں کا نکاح کرنا ایک بڑے اقتصادی نقصان کے طور پر نظر آنے لگا ہے۔ کیوں کہ ہر مرتبہ اور ہر نکاح کے بعد آدھی دولت مطلقہ بیوی لے جائے گی۔

اس طرح مغربی دولت پر مردوں کے بجائے خواتین کا قبضہ ہو جائے گا۔

اب مغرب میں سب سے بڑا مسئلہ خواتین کے لیے یہ ہے کہ اُنہیں شادی کے لیے ایسا مرد نہیں ملتا، جس سے وہ شادی کریں۔ مرد کی تلاش ان

کے لیے ناممکن بات بن گئی ہے۔ مرد اسی خوف سے گھبراتے ہیں کہ اگر شادی کریں گے تو طلاق کی صورت میں اُسے آدھے مکان سے یا مکان کی آدھی قیمت سے محروم ہونا پڑے گا۔ اس لیے اب وہاں کے مرد مروجہ طریقے سے شادی نہیں کرتے۔ کیوں کہ طلاق کا حق میاں بیوی دونوں کو حاصل ہے۔

اب صورت حال یوں ہے کہ مرد دولت کے ہاتھ سے نکل جانے کے ڈر سے شادی نہیں کرتے اور مردوں کے اسی وجہ سے شادی نہ کرنے کی بنا پر عورتوں کو شادی کے لیے مرد نہیں مل رہے۔ لہٰذا اب مرد و خواتین دونوں اپنی جنسی خواہشات پوری کرنے کے لیے ناجائز راستوں پر چل نکلے ہیں۔ اور وہ لوگ ناجائز راستوں پر اتنا دور نکل گئے ہیں اب ہم جنس پرستی کا کاروبار شروع ہو چکا ہے۔ مغرب میں یہ وبا روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔ جسے اب قانونی حیثیت دے دی گئی ہے۔ جنسی خواہشات کی تکمیل کا دوسرا راستہ فرینڈشپ ہے۔ اب جس کے تحت 60 فیصد مرد و خواتین ایک محدود مدت تک دوستی نبھانے کا معاہدہ کرلیتے ہیں۔ جس میں یہ طے کر لیا جاتا ہے کہ ہم ایک دوسرے کی وراثت میں حصہ دار نہیں ہوں گے۔ اس صورت میں عورت مجبور ہے کہ وہ کام کرے اور اپنے آنے والے بچوں کا مستقبل بہتر بنانے کے لیے خود کسی مشین کا پُرزہ بن کر 'کماؤ پوت' بن جائے۔ کیوں کہ معینہ مدت کی دوستانہ تعلقات کے ختم ہونے پر بچوں کو بہر حال عورت نے ہی سنبھالنا ہو گا۔

مغرب نے خواتین کے حقوق کی حفاظت کی خاطر اُن کی زندگی اجیرن بنا دی ہے۔ وہاں عورت کے لیے کامیاب ازدواجی زندگی ایک خواب بن کر رہ گیا ہے۔ اسے وہ حقوق نہیں مل پا رہے، جو در حقیقت اُسے ملنا چاہیے تھے۔

مغرب میں خواتین کی حیثیت صرف اور صرف مردوں کی جنسی ہوس پوری کرنے کی حد تک رہ گئی ہے۔ اسی وجہ سے آج مغرب میں خواتین کو مروجہ طریقے سے نکاح کرنے کے لیے مرد نہیں مل پاتا۔ ان خواتین کی سوشل میڈیا پر پہلی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اُنہیں اپنے لیے سائبان کے طور پر کوئی جیون ساتھی مل جائے، تاکہ وہ فطری طریقے سے زندگی بسر کرنے کے قابل ہو سکیں۔ لیکن مغربی قانون اور سیاست دان اُن کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ اس لیے وہ مجبور ہیں کہ دوسرے راستوں سے اپنی خواہش پوری کریں۔ اور جب تک ممکن ہو، فرینڈشپ کے ذریعے شوہر و بیوی کے روپ میں زندگی بسر کر سکیں۔

اس لیے آہستہ آہستہ وہاں عمل تولید کم ہوتا جارہا ہے۔ آنے والی صدی میں سفید فام یورپی باشندوں کی نسل شدید دیوالیے کا شکار ہو جائے گی۔ ان کی جگہ ایشیا اور افریقہ کے تارکین وطن لے لیں گے۔ وہاں تارکین وطن کو بڑے پیمانے پر آباد کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ زندگی کی گاڑی چلانے کے لیے ورکر دستیاب ہو جائیں، تاکہ اپنی آنے والی قلیل نسل کو کسی طور بچایا جاسکے۔

نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ حالات میں افغانستان میں کچھ نام نہاد قانون دان طبقوں کی یہ کوششیں جاری ہے کہ وہی قانون افغانستان کے موجودہ مغربی آئین میں خوش نما عنوان کے ساتھ نافذ کر دیا جائے۔ اس پر اب کام جاری ہے۔ تاکہ اسے افغان آئین کا مستقل حصہ بنایا جاسکے۔

کابل میں ہلاک اہلکاروں سے ہمدردی

موسیٰ فرہاد

یکم جولائی کو کابل میں اشرف غنی گروہ کے سیکڑوں اہل کار ہلاک ہوئے۔

- شاید ان میں ایسے جوان بھی شامل ہوں، جنہوں نے اس دن روزہ رکھا ہو۔
- یہ جوان 16 سال قبل عام افغان شہری تھے اور وہ اس وقت 'مفکرین' کی عیارانہ سیاست سے ناآشنا تھے۔
- شاید ان نوجوانوں کے سامنے بہت سے ایسے خون ریز واقعات ہوئے ہوں۔
- یہ نوجوان شاید اچھی طرح جانتے ہوں کہ ہمیں کس کے خلاف لڑنے کی تربیت دی جا رہی ہے؟
- شاید انہوں نے غیر ملکی جارحیت پسندوں کو بھی قریب سے دیکھا ہو گا کہ وہ افغانستان میں کیا کر رہے ہیں؟
- شاید وہ یہ بات بھی اچھی طرح جانتے ہوں کہ ہماری موت پر یہ غیر ملکی جارحیت پسند کتنے خفا ہوں گے۔
- وہ یہ بھی جانتے ہوں گے کہ اشرف غنی، عبداللہ اور دوسرے عہدے دار ہمارے حال پر کس طرح افسوس کریں گے۔ پاکستان پر الزام لگائیں گے۔ سوشل میڈیا پر بے ہودہ زبان استعمال کریں گے اور اپنے بچوں کی بہتر مستقبل کے لیے افغانستان سے باہر مزید محلات تعمیر کریں گے۔
- یہ پولیس اہل کار غالباً اور یقیناً کلمہ گو مسلمان تھے۔ کیوں کہ وہ سب افغان تھے۔ افغان معاشرے میں بہت کم لوگ ایسے ہیں، جو مسلمان نہیں ہیں، لیکن باہمہ وجوہ وہ امریکی ناجائز احکامات پر ہمیشہ لبیک کہنے والوں میں سے تھے۔
- حالانکہ ان کو اچھی طرح علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس عمل سے منع کیا ہے، بلکہ ان پر لازم ہے کہ وہ اپنے آپ کو ان اعمال سے بچائیں۔ یہاں تک کہ ان پر فرض ہے کہ وہ ان کفار کے خلاف کھڑے ہو جائیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو آخرت میں بڑی رسوائی کا سامنا کریں گے۔
- ہو سکتا ہے ان کو بتایا گیا ہو کہ آپ لوگ افغانستان کے محافظ ہیں، لیکن ان کو یہ علم بھی اچھی طرح ہو گا کہ افغانستان کی حفاظت یہ نہیں کہ غیر ملکی جارحیت پسند کفار کے حکم پر اپنے ہی ہم وطن و ہم مذہب مسلمان بھائیوں کے خلاف مسلح کارروائیاں کی جائیں، بلکہ وطن کی حفاظت یہ ہے کہ اپنے ہم وطنوں (مجاہدین) کے ساتھ مل کر غیر ملکی کفار کے خلاف اپنی توانائیاں صرف کی جائیں۔
- شاید ہلاک ہونے والے اہل کار یہ جانتے ہوں کہ اصل میں ملک اور ناموس کی حفاظت اس طرح ہوتی ہے کہ جارحیت کرنے والے کفار کو سبق سکھایا جائے، نہ کہ ان کی حفاظت میں اپنی جان قربان کی جائے۔ کیوں کہ یہ فطرت کا تقاضا اور مسلمان کی شان بھی ہے اور قومی احساس رکھنے والے ایک انسان کا قومی فریضہ بھی ہے۔
- ہلاک ہونے والے اہل کاروں کو یہ بھی علم ہو گا کہ ہمارے آباء و اجداد نے ساری عمر جارحیت پسندوں کے خلاف لڑتے ہوئے کیوں گزاری؟ کیوں ان کے مقابلے میں اپنی جانوں سے گزر گئے؟!
- ان اہل کاروں کے علم میں ہو گا کہ جن قوموں نے جارحیت پسندوں کا ساتھ دیا، تاریخ نے انہیں کیا نام دیا اور جن قوموں نے جارحیت پسندوں کے خلاف جہاد کیا، تاریخ کے اوراق میں انہیں کس نام سے یاد کیا جاتا ہے؟!
- شاید انہیں علم ہو کہ آج ہم جن لوگوں کو اپنا تاریخی ہیرو قرار دیتے ہیں، کیا وہ غیر ملکی جارحیت پسندوں کی حمایت اور مدد کے ذریعے ہمارے قومی ہیرو کہلائے یا ان کے خلاف لڑنے سے تاریخ میں ان کا نام محفوظ ہے۔
- ہو سکتا ہے ان نوجوانوں نے اپنے ایک دن اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھا ہو کہ کیوں ایک نوجوان مجھ پر فدائی حملہ کرتا ہے؟ کیا میری اور اس کی کوئی ذاتی دشمنی ہے؟ کیا وہ واقعی مجھے کسی غیر ملکی سازش کی ایما پر قتل کرتا ہے یا اللہ کی رضا کے لیے؟
- شاید ہلاک ہونے والے اہل کاروں کو ان کے رشتہ داروں نے بار بار سمجھایا ہو کہ اگر آپ کافروں کے مقابلے میں جہاد کی قوت نہیں رکھتے تو کم سے کم ان کا ساتھ تو نہ دیں، کیوں کہ یہ تمہاری دنیا اور آخرت کی تباہی کا باعث ہے۔
- یہ سب کچھ جاننے کے باوجود؟

وہ اہل کار اسی غلط راہ پر چلتے رہے اور کابل کے نااہل غنڈوں کی سرپرستی میں غیر ملکی کفار کی خدمت کے لیے دن رات ایک کیے رکھا۔ اپنے دوسرے مرنے والے ساتھیوں سے سبق نہیں سیکھا۔ یہ سب جاننے کے باوجود ہر وہ کام کرتے، جو دین، ناموس اور اپنے ہم وطنوں کے خلاف ہوتا اور آخرت کے حساب و کتاب سے غافل رہے۔ مغربی شیطانی میڈیا کے پروپیگنڈوں پر عمل کرتے ہوئے اپنی فکر کو ڈالروں کے عوض فروخت کیا۔ مجاہدین کے مقدس جہاد کو شیطانی اور دجالی میڈیا میں بیٹھے لادین اور سیکولر اینکر پرسنز کے ذریعے کرائے کی جنگ قرار دیتے رہے۔

- کیا اب بھی؟

وہ مجرم نہیں ہیں؟ کیا وہ فدائی مجاہدین، جنہوں نے ان اہل کاروں کو اللہ کی رضا کے لیے قتل کیا، وہ قصوروار ہیں یا قصور ان اہل کاروں کا ہے، جنہوں نے امریکا کے لیے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا؟ عبرت کے لیے صرف یہ آیت مبارکہ کافی ہے:

فاعتبروا یا أولی الأبصار.....(حشر)

امریکا کے شعوری غلام

زخمی افغان

میڈیا میں عبداللہ عبداللہ، ارغندیوال اور محقق سمیت متعدد کٹھ پتلی اعلیٰ حکام کی وہ تصاویر میری نظر سے گزریں، جب انہوں نے امریکی سفارت خانے میں امریکا کی 240ویں یوم آزادی کی تقریب میں شرکت کی تھی۔ جہاں یہ گروہ امریکی پرچم کے سامنے دست بستہ اور احتراماً جھکا ہوا تھا۔

1776ء سے پہلے برطانیہ اور اس سے بھی کچھ قبل امریکا کے کچھ علاقوں پر اسپین کا قبضہ تھا۔ ہسپانوی اور برطانوی امریکا میں اس نعرے کے تحت داخل ہوئے تھے کہ اس خطے کی ترقی کے لیے کام کریں گے۔ یہاں نئی اور متمدن دنیا آباد کریں گے۔ فصلیں، سڑکیں، تعلیمی ادارے اور صحت کے مراکز تعمیر کریں گے، تاکہ امریکی عوام پسماندہ زندگی کے بجائے ایک متمدن اور ترقی یافتہ قوم کے طور پر دنیا میں زندگی بسر کر سکیں۔ اِن اہداف کے تحت برطانوی جارحیت پسندوں نے امریکا میں قابلِ ذکر اقدامات کیے۔ امریکی عوام سمیت ان کا جغرافیائی نقشہ تبدیل کر کے رکھ دیا۔ یورپی زندگی کی سہولیات ان کے لیے مہیا کیں۔ امریکا کی بنجر زمین کے باسیوں کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا۔

ان تمام خدمات کے بدلے برطانیہ کا امریکی عوام سے صرف ایک ہی مطالبہ تھا کہ امریکی عوام سیاسی لحاظ سے اپنے 'حق خود ارادیت' سے دست بردار رہیں۔ وہ اپنے ملکی معاملات کے بارے میں خود فیصلہ کرنے کے بجائے لندن کے فیصلوں پر 'جی سر' کہنے کے پابند ہوں گے۔ اپنے پرچم تلے زندگی گزارنے کے بجائے امریکی پرچم کے سائے کو اپنے لیے غنیمت تصور کریں گے۔ ملکہ برطانیہ کے تاج کو احترام کے طور پر سلام کہیں گے۔ برطانیہ کے استعماری فلسفے کا خلاصہ یہ تھا کہ وہ موجودہ استعماری قوتوں کی طرح امریکی عوام کو زندگی کی تمام سہولیات مہیا کریں گے، لیکن اس کے بدلے امریکا کو اپنی آزادی سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ ان کی زندگی اُن بھیڑ بکریوں کی طرح ہوگی، جنہیں ایک چرواہا اچھی غذا کھلا کر فربہ کرتا ہے اور پھر جب دل چاہتا ہے، ان کے گلے پر چھری پھیر دیتا ہے۔ اس وقت اُن کے بچ جانے کا کوئی امکان نہیں ہوتا۔

> اگر ہم اشرف غنی گروہ کے غلام حکام کے متضاد رویے پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ مغربی امداد پر پلنے والے یہ لوگ دراصل شعوری غلام ہیں۔ شعوری غلام اس لیے کہ وہ اپنی غلامی، محکومیت، اور غیروں کی جارحیت سمیت تمام ملک دشمن منصوبوں سے باخبر ہیں۔ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ امریکا نے ہمارے ملک پر تمام بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جارحیت کی ہے۔ ہماری قوم کی آزادی سلب کی ہے۔ وہ یہ بات بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ غیر ملکی جارحیت کے خلاف جہاد فرض عین ہے، لیکن یہ شعور رکھنے کے باوجود وہ اپنے آپ کو دھوکا دے کر امریکی جارحیت کو بین الاقوامی امداد سے تعبیر کر رہے ہیں۔ اشرف غنی اینڈ کمپنی کو امریکا کا برطانیہ کے خلاف اپنی آزادی کے لیے لڑنا ان کے بنیادی حق نظر آتا ہے۔ برطانیہ کی جارحیت کو ظلم قرار دیتے ہیں۔

امریکی عوام نے برطانوی جارحیت پسندوں کی اس شرط کو منظور نہیں کیا۔ مقامی امریکی باشندوں نے برطانوی جارحیت پسندوں کے خلاف ہتھیار اٹھا لیے۔ جنگ آزادی شروع ہوگئی اور ایک عشرے سے زیادہ انگریزوں سے لڑتے رہے۔ اس دوران آزادی کی جنگ لڑنے والے عوام پر طرح طرح کے الزامات لگنا شروع ہوگئے۔ انہیں دہشت گرد، تخریب کار، ملک دشمن اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ

قرار دیا گیا، لیکن انہوں نے اپنی آزادی کی خاطر یہ تمام کڑوے گھونٹ پی لیے۔ بالآخر وہ ایک عشرے کی مسلسل جدوجہد کے بعد تدریجاً پورے امریکا کو انگریزوں سے آزاد کرانے میں کامیاب ہو گئے۔

امریکا ہر سال اپنی اِسی آزادی کی یاد میں تقاریب کا انعقاد کرتا ہے، جہاں وہ اپنی آزادی کے لیے جان دینے والوں کو خراجِ عقیدت پیش کرتا ہے۔ اپنے مخالف برطانیہ کی جارحیت کو ظالمانہ قرار دیتا ہے۔ اپنی جدوجہد کو جنگ آزدی کا نام اور اپنا بنیادی حق بتاتا ہے۔ کابل میں امریکی سفارت خانے میں امریکا کی آزادی کی تقریب میں اشرف غنی کے متعدد اعلیٰ شخصیات نے بھی شرکت کی۔ انہوں نے اس تقریب میں امریکا کو آزادی کی مبارک باد دی۔ برطانیہ سے اپنی آزادی کے لیے جنگ کو اُن کا بنیادی حق قرار دیا، لیکن دوسری جانب افغانستان پر امریکا کی جارحیت کو بھی سندِ جواز فراہم کرتے ہوئے کہا کہ افغانستان کی ترقی کے لیے امریکا کی کوششیں قابلِ تعریف ہیں۔

اگر ہم اشرف غنی گروہ کے غلام حکام کے متضاد رویے پر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ مغربی امداد پر پلنے والے یہ لوگ دراصل شعوری غلام ہیں۔ شعوری غلام اس لیے کہ وہ اپنی غلامی، محکومیت، اور غیروں کی جارحیت سمیت تمام ملک دشمن منصوبوں سے باخبر ہیں۔ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ امریکا نے ہمارے ملک پر تمام بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جارحیت کی ہے۔ ہماری قوم کی آزادی سلب کی ہے۔ وہ یہ بات بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ غیر ملکی جارحیت کے خلاف جہاد فرض عین ہے، لیکن یہ شعور رکھنے کے باوجود وہ اپنے آپ کو دھوکا دے کر امریکی جارحیت کو بین الاقوامی امداد سے تعبیر کر رہے ہیں۔ اشرف غنی اینڈ کمپنی کو امریکا کا برطانیہ کے خلاف اپنی آزادی کے لیے لڑنا ان کے بنیادی حق نظر آتا ہے۔ برطانیہ کی جارحیت کو ظلم قرار دیتے ہیں۔ امریکا کی جدوجہد کو قابل تعریف کارنامہ سمجھتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کابل کی کٹھ پتلیوں کو موجودہ افغانستان کی جارحیت کی حقیقت بھی اچھی طرح معلوم ہے، لیکن اس کے باوجود اپنے ضمیر کا گلا دبا کر رکھے ہوئے ہیں۔ قصداً اور شعوری طور پر غلامی کی زنجیر اُتارنا پسند نہیں کرتے۔

مغربی ایجنٹ اور غلام ہونے کے باوجود دوسری اقوام کو آزادی کی مبارک باد دیتے ہیں۔ امریکا کی تنخواہ پر امریکا کے اشاروں پر جارحیت کو جواز فراہم کر رہے ہیں۔ ظرفہ تماشا یہ کہ خود کو بھی ملکی آزادی کے لیے جدوجہد کرنے والے 'سپوتوں' میں بھی شمار کرتے ہیں۔ انہیں چاہیے وہ ان کرتوتوں سے باز آجائیں۔ کیوں کہ اب تو امریکا بھی اس مضحکہ خیز مؤقف کا مذاق اڑاتا ہے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ جو شخص اپنی تمام ضروریات، تنخواہ، گاڑی، اسلحہ اور سکیورٹی تک کی بھیک امریکا سے لینے کے لیے ان کے سامنے دست بستہ کھڑا ہوتا ہے، ہر کام میں جان کیری کے حکم کا انتظار کرتا ہے، جس کے ملک کے تمام داخلی اور بیرونی سیاست دان اور نمائندے امریکا منتخب کرتا ہو، بھلا وہ کیسے اور کس منہ سے آزاد ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ مغرب کے شعوری غلام یہ بات اچھی طرح یاد رکھیں کہ آزادی اور خود مختاری محض بیانات اور تقاریر کا نام نہیں ہے۔ آزادی اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے، جو ہمیشہ بیش بہا قربانیوں کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے۔

آزاد اور خود مختار اقوام اپنے ضمیر کا سودا کبھی نہیں کرتیں۔ وہ ہر چیز کو حقیقت کے آئینے میں دیکھتی ہیں۔ افغانوں نے ہمیشہ آزادی کے حصول کے لیے بیش بہا قربانیاں دی ہیں۔ بیرونی غاصبوں کو ہمیشہ خاک چٹائی ہے۔ کبھی غلامی کی زندگی بسر نہیں کی، بلکہ ہمیشہ اس وقت تک اپنی جدوجہد جاری رکھی ہے، جب تک انہیں آزادی نصیب نہیں ہو جاتی تھی۔ اشرف غنی کو چاہیے کہ افغانستان کے غیور اور خود مختار عوام کو جھوٹے نعروں سے دھوکے میں نہ ڈالیں۔ عوام جانتے ہیں کہ موجودہ حکومت کی جڑیں کہاں ہیں اور ان کی آبیاری کہاں سے کی جاتی ہے؟ کیا موجودہ کابل ادارہ امریکی سفارت خانے میں جان کیری کے دستخط سے وجود میں نہیں آیا؟ جب کسی ملک کے نظام کی تشکیل نو میں غیر ملکی سفارت خانہ پیش پیش ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ آزادی پر ڈاکا ڈالا جا چکا ہے۔ اب سفارت خانہ اس ڈاکے کو قانونی تحفظ فراہم کر رہا ہے۔

اب افغانستان کی آزادی کے لیے تمام لوگوں کو اپنی تمام تر توانائیاں بروئے کار لانا پڑیں گی۔ جب کہ وہ لوگ آزاد کہلانے کے مستحق نہیں ہیں، جو شعوری طور پر غلامی کی زنجیر گلے میں ڈال کر امریکا کی آزادی کے گیت گا رہے ہیں۔

مفکرین امارت بارے سچائی سامنے لائیں!

اکرم تاشفین

افغان مجاہدین کی تحریک کا آغاز جن حالات میں ہوا، وہ کوئی راز کی بات نہیں ہیں۔ جب وار لارڈز کی حکومتیں قائم تھیں اور ہر ناکے پر گزرتے ہوئے ٹیکس دینا پڑتا تھا۔ وار لارڈز کی آپسی لڑائیوں نے افغانستان کو عملاً کئی حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ کسی عورت کی عزت، کسی غریب کی ناموس اور کسی کی دولت... کچھ بھی ان جنگجوؤں کے شکنجے سے محفوظ نہ تھا۔ یہ سب مفت کا مال اُن کے لیے پلیٹ میں رکھے پھل کی طرح تھا۔ جب معاشرے سے امن اور تحفظ عنقا ہو جائے تو وہ ٹوٹ کر بکھر جاتا ہے۔ افغانستان بھی ایسی صورت حال سے دوچار تھا۔ صبح و شام کی کچھ تمیز نہ تھی۔ یہ جنگجو پہاڑوں سے کسی بھی وقت اترتے اور ہر گلی کوچے سے 'عورت' نامی جنس کو تلاشتے اور غنیمت کی لونڈی بنا کر ساتھ لے جاتے۔

افغانوں کے معاشرے میں جہاں دوپٹے کا سر سے سرکنے پر بھی حیا کا ماتم برپا ہو جاتا ہے، ایسے درندوں کی دست اندازیاں کیسے قابل معافی ہو سکتی تھیں۔ ایسے غیر یقینی حالات کہ جب صبح سے شام اور رات سے دن تک آپ کو اپنی جوان بیٹی کی عفت اور گھر میں موجود کسی بھی قیمتی چیز کی حفاظت خطرے میں نظر آئے، ایسے حالات میں کون ہے، جو ایک دن بھی سکون کے ساتھ رہ سکے۔ ایسے حالات میں معاشرے تقسیم در تقسیم کا شکار ہو جاتے ہیں۔ افغانستان بدامنی اور عدم تحفظ کی وجہ سے شکست وریخت کا شکار ہونے لگا تھا۔ افغانستان تاریخ کے ایک دوراہے پر کھڑا تھا، جسے کوئی مخلص رہنما نہیں مل پا رہا تھا۔ جب بھی تاریخ میں کوئی قوم ایسے حالات سے دوچار ہوئی ہے، وہ یا تو سنجیدہ غور و فکر کے بعد ایک رہنما تلاش کر کے زندگی کی دوڑ میں شامل ہو جاتی ہے یا غفلت کی دو چار مزید چادریں اوڑھ کر پہلے سے گہری نیند سو جاتی ہے، جس کا انجام ذلت آمیز موت کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ ایسی قوم کی تاریخ لکھنے کے لیے کھنڈرات کو اُدھیڑنا پڑتا ہے۔

افغان قوم اس لحاظ سے خوش قسمت ہے کہ اسے ایک جانباز قائد مل گیا ہے۔ دنیا امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی اولوالعزمی، استقامت، بہادری، جفاکشی، سادگی اور صداقت کو سلام کرتی ہے۔ انہوں نے مسلم قوم کا مفاد ہر مفاد پر مقدم رکھا۔ کیوں کہ اجتماعی مفاد کے سامنے کوئی بھی مقصد زیادہ قیمت نہیں رکھتا۔ انہوں نے اللہ تعالی کی خوشی کی خاطر پہاڑوں کو اپنا نشیمن بنائے رکھا۔ کسی قسم کا لالچ نہیں تھا اور نہ کسی قربانی سے دریغ کیا۔ ایسا کھرا لیڈر تاریخ کو بہت کم ملا ہے۔ امیر المؤمنین رحمہ اللہ کی قیادت میں نکلنے والے قافلے نے اپنے امیر کے نظریے پر عمل میں کوئی کوتاہی نہیں برتی۔ افغانستان کو خانہ جنگی سے نجات دلانے کے لیے بہت قربانیاں دی گئی ہیں۔ روس کو شکست دینے کے لیے جو قربانیاں دی گئی ہیں، وہ تاریخ کا حصہ ہیں۔ البتہ خانہ جنگی سے ہونے والے نقصان نے افغانستان کا وجود خطرے میں ڈال دیا تھا۔ اگر آج افغانستان دنیا کے نقشے پر موجود ہے تو یہ ملا عمر کا احسان ہے، جسے صدیوں تک بھلایا نہیں جا سکے گا۔

افغانستان کے مستقبل کو محفوظ کرنے کے لیے ملا عمر مجاہد کا یہ کارنامہ پوری دنیا تسلیم کرتی ہے۔ اگر اس تحریک کے بانی اور قافلہ سالاروں کا مطمح نظر صرف ایک جمہوری جذبہ ہوتا، اگر یہ کوئی سیکولر تحریک ہوتی تو ملا عمر مجاہد کی تصاویر بھی چی گویرا کی طرح جرأت اور حریت کی علامت سمجھی

جاتیں۔ ملا عمر مجاہد ایک سچے اور کھرے مذہبی شخص تھے اس لیے انہوں نے افغانستان کو ایک اسلامی ریاست بنا دیا۔ ایک پاک و شفاف خطہ، جہاں انصاف، امن اور سکون کی فراوانی تھی۔ جہاں کے رہنماؤں کی پہچان سادگی تھی اور ہے۔ جہاں کرپشن زیرو فیصد تھی۔ افغانستان ایسا خطہ ہے، جو سالہا سال سے جنگوں کا شکار ہے۔ جہاں خانہ جنگی کے زمانے میں ہر گھر اسلحہ کا ڈپو بن گیا تھا۔ ایسے خطے کو اسلحے سے پاک کر دیا گیا۔ منشیات کا سو فیصد خاتمہ کر دیا گیا۔ یہ ملا عمر کی وہ خصوصیات ہیں، جن میں ''مہذب دنیا'' کا کوئی حکمران ان کی ہم سری نہیں کر سکتا۔ پروپیگنڈے کے زور پر دنیا کچھ بھی کہہ دے، مگر حقیقت پر نظر رکھنے والے امارت اسلامیہ کی حکومت کی اس خصوصیت کا انکار نہیں کرسکتے۔

امارت اسلامیہ ایک خالص اسلامی نظام کے داعی تھے۔ یہی چیز مغرب کو سخت ناپسند ہے۔ ان کے کارناموں کا تقدس مٹانے کے لیے مختلف الزامات لگائے گئے۔ یہ الزامات روزِ اول سے لگائے گئے اور آج تک اِنہی کی جگالی کی جا رہی ہے۔ پراکسی، شدت پسند اور تعلیم کے دشمن...... بس۔ یہ ایسے الزامات ہیں، جن کی کوئی تحقیق کی جا سکتی ہے اور نہ جواب دیا جا سکتا ہے۔ گزشتہ دو عشروں سے انہی الزامات کی بنیاد پر امارت اسلامیہ کے خلاف منفی پروپیگنڈا جاری ہے۔ درحقیقت مغربی مفکرین اپنی سیاسی جارح حکومتوں کے غلام ہیں۔ اسلامی دنیا کے مفکرین کو کیا ہوا کہ ان میں کوئی منصف مزاج اٹھا ہی نہیں۔ کسی منصف کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ امارت اسلامیہ کے دور اور امریکی یلغار کے بعد کے دور کا موازنہ کرے، تاکہ دنیا یہ جان سکے کہ صرف افغانستان ہی نہیں، بلکہ پوری دنیا کے لیے امریکا کی چودھراہٹ بہتر ہے یا امارت اسلامیہ کا نظام کامیابی کی ضمانت ہے؟! تمام تر اخبار نویس، صحافی، دانش ور اور مفکرین اب تک 1994ء کے لگائے گئے الزامات کے سحر میں مبتلا ہیں۔ مجاہدین کے حوالے سے سچائی سامنے آنے کے انتظار میں ہیں، بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ سچائی اور غیر جانب داری کے دعوے دار اہل فکر و دانش مسلسل امتحان میں ہیں۔ نہ جانے اُن کا قلم مغربی پروپیگنڈے کے سحر سے کب آزاد ہو گا۔ ان کے دماغوں پر مغربی طلسم کی تاریکی کب تک چھائی رہے گی؟ وہ کب دو عشروں سے مجاہدین کے حوالے چھپائی گئی سچائی اور حقیقت کا اعتراف کریں گے؟ برطانوی صحافی ایوان ریڈلی اور امریکی فوجی براگڈال ہی دو ایسے فرد سامنے آئے ہیں، جنہوں نے مجاہدین کی تہ میں جھانکا ہے اور اُنہیں یہ معلوم ہوا ہے کہ امارت اسلامیہ واقعتہ ایک انصاف پسند اور افغانستان سمیت پوری دنیا کے لیے امن کی خواہش مند حکومت ہے، جسے اُن دونوں کے ملکوں کی ظالم حکومتوں نے جابرانہ طور پر صرف اپنے ناجائز مفادات کی خاطر صفحۂ ہستی سے مٹا کر انصاف کا خون کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ اِن دونوں مغربی قیدیوں کے تسلیم کردہ حقائق پر تفصیلی بات چیت کی ضرورت ہے۔ یوں تو مغرب باہمی ہم آہنگی کی خاطر مکالمے کا داعی ہے، مگر مکالمے کا اصول یہ ہے کہ پہلے حقائق تسلیم کیے جائیں، لیکن حقائق کو تسلیم کر لینا مغرب کے ظرف کی بات نہیں ہے۔ لہٰذا اب اسلامی دنیا کے دانش وروں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ آگے آئیں اور دنیا کو اس عظیم سچائی کی خبر دیں۔ وگرنہ انصاف کی طالب دنیا ان کے ''پیشہ وارانہ سچائی کے دعوی'' کو جھوٹ سمجھنے میں حق بجانب ہو گی۔

یہ خاموشی کب تک؟

قاری خالد

امارت اسلامیہ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اور کامیاب کارروائیاں افغان انتظامیہ کی نااہلی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ دراصل یہ کٹھ پتلی حکومت چند مزدور اور معذور افراد کا ایک ٹولہ ہے، جن کی حکومت نے دنیا بھر میں کرپشن میں پہلی پوزیشن حاصل کی ہے۔ اسی طرح ظلم اور سربریت میں بھی اس ٹولے کا دنیا میں کوئی حریف نہیں ہے، لیکن بدقسمتی سے میڈیا کو سانپ سونگھ گیا ہے۔ اس لیے اس حوالے سے بالکل خاموش ہے۔ میڈیا کو قوم کی آواز سمجھا جاتا ہے، لیکن افغانستان میں میڈیا قابض قوتوں کے اشاروں پر چل رہا ہے اور انہی کی آواز کو عوام تک پہنچاتا ہے۔ اس نے ہمیشہ قوم سے حقائق کو چھپانے اور عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کا منفی کردار ادا کیا ہے۔

یہاں اگر مجاہدین کی طرف سے کوئی بڑا حملہ ہوتا ہے اور اس میں سکیورٹی فورسز کے اہل کار اور اہم کمانڈرز سمیت سرکاری تنصیبات صفحہ ہستی سے مٹ جاتی ہیں تو میڈیا عوام کی توجہ کسی اور جانب مبذول کرانے کی کوشش کرتا ہے اور شہری ہلاکتوں سے متعلق جھوٹی خبریں جعلی تصاویر کے ساتھ شائع کرکے عوام کو بے وقوف بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ حکومت میں کچھ گورنر سردار، نواب اور وڈیرے بھی شامل ہیں، جو ٹارگٹ کلنگ، اغوابرائے تاوان، بھتاخوری، سرکاری و عوامی املاک اور اراضی پر قبضہ کرنے میں براہ راست ملوث ہیں۔ نہتے شہریوں پر مظالم ڈھانا ان کا معمول بن چکا ہے، مگر حکومت اتنی کھوکھلی اور کمزور ہے کہ ان کے خلاف کارروائی بھی نہیں کر سکتی۔ ان سرکردہ افراد نے اپنے صوبوں میں نجی جیل بھی قائم کی ہوئی ہے اور ان کی پشت پر براہ راست غیر ملکی انٹیلی جنس کھڑی ہے۔ یہ اس کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں۔

افغان نیشنل آرمی کی حالت یہ ہے وہ افغانی و غیر ملکی جارحیت پسندوں کے ہاتھوں میں چابی والا ٹینک بنی ہوئی ہے۔ جسے جہاں اور جیسے چاہیں، استعمال کرلیا جاتا ہے۔ عوام کے قتل پر اس کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ اگر مجاہدین کسی چیک پوسٹ پر فائرنگ کرتے ہیں تو فورسز کی طرف سے تمام دیہاتوں پر مارٹر گولے داغے جاتے ہیں اور بغیر کسی دلیل کے سکیورٹی فورسز کی سربریت کے لیے جواز فراہم کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی یہ سوال کرتا ہے کہ مجاہدین دیہات میں موجود فورسز پر فائرنگ کیوں کرتے ہیں تو پھر ہمارا سوال یہ ہے کہ یہ فورسز دیہاتوں میں چیک پوسٹیں بناکر عوام کو کیوں تنگ کرتی ہیں؟ پھر عام لوگ کہاں جائیں؟

مجاہدین افغانستان کے حکمران ہیں۔ وہ اسی خطے کے باسی ہیں۔ کوئی کسی کا بیٹا، کسی کا والد اور کسی کا بھائی ہے۔ وہ عوام کی مدد اور حمایت سے عوام کے دشمنوں کے خلاف جنگ میں مصروف ہیں۔ ہر ماہ تقریبا سیکڑوں نہتے شہری سرکاری فورسز کی اندھادھند فائرنگ اور نیٹو کے وحشیانہ فضائی حملوں کا نشانہ بنتے ہیں۔ شادیوں، مساجد، اسپتالوں اور گھروں پر فاسفورس بم گرائے جاتے ہیں۔ یونیورسٹی کے طالب علموں کو اغوا کیا جاتا ہے۔ ان کی لاشیں ویرانے میں پھینک دی جاتی ہیں۔ افغانستان کے کونے کونے میں خود ساختہ عدالتیں قائم کررکھی ہیں۔ گورنر، وزراء اور سیکرٹریز سب کرپشن میں ملوث ہیں، لیکن روک تھام اور احتساب کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ اب تو یہ حال ہے کہ ایک دن کسی شخص پر کروڑوں ڈالر کی کرپشن کا الزام لگایا جاتا ہے اور اگلے روز وہ صدر کا مشیر مقرر ہوچکا ہوتا ہے۔ امن اور خوش حالی کے لیے کی جانے والی کوششیں جمود کا شکار ہیں، لیکن مخالفین کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کے لیے سوشل میڈیا پر حکومت کی جانب سے پیپرز تقسیم کیے جاتے ہیں۔ لکھاریوں کو ماہانہ ہزاروں ڈالر تنخواہیں ادا کی جاتی ہیں اور گمراہ کن پروپیگنڈے کے ذریعے عوام کو ورغلایا جاتا ہے۔

ہم امن چاہتے ہیں۔ امن ہماری ضرورت ہے، لیکن اپنے مخالفین کو پروپیگنڈے کے بل بوتے پر زیر کرنے اور غریب عوام کے ٹیکس سے بننے والے بجٹ پر بے ضمیر صحافیوں کی تنخواہ کے لیے کروڑوں ڈالر کا اضافی بوجھ ڈالنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ کیوں کہ اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق مجاہدین افغانستان کے 54 فیصد حصے کے حکمران ہیں۔ حال ہی میں شائع ہونے والی امریکی رپورٹ کے مطابق مجاہدین تیس فیصد سرزمین پر حکومت کر رہے ہیں۔ جب کہ امارت اسلامیہ کی رپورٹ کے مطابق وہ ستر فیصد حصے پر حاکم ہے۔ جب کہ اشرف غنی کے پاس مجاہدین کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت ہے اور نہ ہی ان سے مذاکرات کرنے کا ارادہ ہے۔ اگر یہ رقم پروپیگنڈہ پر صرف کرنے کے بجائے ایمان داری سے قیام امن کی کوششوں پر خرچ کی جائے تو ہمیں امید ہے کہ اس میں پیش رفت ہوسکتی ہے۔

مختصر یہ کہ موجودہ نظام کے خلاف خاموشی مشکلات اور مسائل میں مزید اضافے کا باعث بن رہی ہے، جب کہ اس ناکارہ اور بوسیدہ نظام کے خلاف صدا بلند کرنا، خواہ وہ قلم کے ذریعے ہو یا بندوق کے ذریعے، مسلمان کا اسلامی فریضہ ہے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو آنے والی نسل اپنے والدین کی خاموشی کی تلافی اپنے خون سے کرنے پر مجبور ہوگی۔ تاریخ میں یہ مردہ قوم کے نام سے یاد کیے جائیں گے، جنہوں نے اپنے وقت میں حکومت کی نااہلی، ظلم اور سربریت کے خلاف مکمل خاموشی اختیار کی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آئندہ نسل مکمل طور پر غلام رہے گی۔

جنگی جرائم، جون 2016ء

سید سعید

رواں سال جون کی تیسری تاریخ کو قندھار کے ضلع معروف کے علاقے 'اسحاق زو' میں مجاہدین اور امریکی کٹھ پتلیوں کے درمیان جھڑپ کے دوران کٹھ پتلی غنڈوں نے عام شہریوں پر مارٹر گولے فائر کیے، جس کے نتیجے میں تین شہری شہید، جب کہ دو خواتین سمیت ایک بچہ زخمی ہوگیا۔ اسی دن فاریاب کے ضلع چہلگزی کے علاقے 'کنجک' میں کٹھ پتلی غنڈوں کی بمباری میں تین شہری زخمی ہوئے۔

4 جون کو ننگرہار کے ضلع خوگیانو کے علاقے لوخی میں غیر ملکی جارحیت پسندوں اور ان کے مقامی کاسہ لیسوں نے نائٹ آپریشن کے دوران عوام کے گھروں میں گھس کر ایک شخص کو دو بچوں سمیت بلاوجہ گرفتار کیا۔

5 جون کو صوبہ سمنگان کے ضلع سلطان کے علاقے مونغر میں غنڈہ ملیشیا کے اہل کاروں نے ایک شہری کو شہید، جب کہ ایک کو زخمی کیا۔

7 جون کو صوبہ بغلان کے ضلع جلگی کے عوام نے میڈیا کو بتایا کہ گزشتہ رات اشرف غنی گروہ کے ایک کمانڈر انعام اللہ نے 'علیائی' محلے کے تین کسان بھائیوں کو شہید کیا، جب کہ تین افراد کو زخمی کیا۔ عوام نے اس قتل کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ پولیس اور کسانوں کے درمیان پانی کی تقسیم پر تلخ کلامی ہوئی، جس کے بعد مذکورہ کمانڈر نے تینوں بھائیوں کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔

9 جون کی آدھی رات کو جارحیت پسندوں اور ان کے کاسہ لیسوں نے قندھار کے ضلع میوند کے علاقے سنگبر میں چھاپہ مار کر چھ شہریوں کو شہید، جب کہ تیرہ افراد کو گرفتار کیا۔ علاقہ مکینوں کے مطابق اس چھاپے میں جارحیت پسندوں نے جاتے ہوئے عوام کی موٹر سائیکلوں اور گاڑیوں کو بھی آگ لگادی، جس سے لوگوں کو بھاری نقصانات اٹھانا پڑے۔

10 جون کو رات گئے قندوز کے مرکز کے قریب طرغی کے علاقے میں جارحیت پسندوں نے کٹھ پتلی اہل کاروں کی مدد سے چھاپہ مار کر سترہ افراد کو گرفتار کیا، جن میں بزرگ بھی شامل ہیں۔ عینی شاہدین کے مطابق جارحیت پسندوں اور ان کے کاسہ لیسوں نے چھاپے کے دوران لوگوں پر تشدد کیا اور ان کی قیمتی املاک لوٹ کر ساتھ لے گئے۔

11 جون کو صوبہ لوگر کے ضلع ازری اور حصار کے درمیان سپاندوکس کے علاقے میں جارحیت پسندوں کے ایک ڈرون حملے میں گیارہ افراد شہید ہوئے۔ صوبائی کونسل میں ازری کے ایک نمائندے عبدالولی نے اس واقعے کی تائید کی ہے اور کہا ہے کہ اس حملے میں مجاہدین اور عام شہری، دونوں نشانہ بنے ہیں۔

12 جون کو میدان وردگ کے ضلع سید آباد کے علاقے اتزی میں جارحیت پسندوں کے ایک ڈرون حملے میں ایک چرواہا شہید ہوا ہے۔

پژواک نیوز کی ایک رپورٹ کے مطابق 13 جون کو صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود میں جارحیت پسندوں اور ان کے مقامی غلاموں نے ایک جنازے کے شرکاء پر فضائی حملہ کیا، جس میں خواتین اور بچوں سمیت پانچ افراد شہید اور تیس افراد زخمی ہوگئے۔ یہ سانحہ اس وقت پیش آیا، جب علاقے کے لوگ جنازے میں شرکت کے بعد گھروں کی طرف لوٹ گئے، جب کہ میت کے لواحقین اور قریبی رشتہ دار قبر پر موجود تھے، جو اس حملے کا نشانہ بنے۔ فراہ کے حکومتی عہدیداران نے بھی اس حملے کی تصدیق کی ہے اور کہا ہے کہ یہ بمباری ہرات کے 207ویں بریگیڈ کے اہل کاروں نے کی ہے۔

13 جون کو صوبہ جوزجان کے مرکز سے ملحقہ 'یتیم تاغ وال مغل' کے علاقے میں جنرل دوستم کے جنگجو محلے کے گھروں میں گھس گئے اور تلاشی کے بہانے خواتین کے زیورات اور نقدی لوٹ لی۔ لوگوں پر تشدد کیا اور کئی ایک کو گرفتار بھی کیا۔ اس کے بعد محلے کے متعدد گھروں کو آگ لگادی، جس کے نتیجے میں درجنوں خاندان بے گھر ہوگئے ہیں۔

13 جون کو صوبہ زابل کے ضلع ارغنداب کے علاقے سرخ سنگ میں غنڈہ ٹیکس ملیشیا کے درندوں نے ایک 70 سالہ بزرگ 'جانو آکا' کو اپنے کھیتوں میں کام کے دوران شہید کر دیا۔ اسی دن صوبہ بادغیس کے ضلع آب کمری کے علاقے بند

شرم میں ملیشیا کے اہل کاروں نے ایک شخص کو شہید کیا، جب کہ تین گھروں کو آگ بھی لگادی۔ اسی دن بادغیس کے ایک اور ضلع بالامرغاب میں مقامی پولیس اہل کاروں نے مجاہدین کے حملے کا شکار ہونے کے بعد دو عام شہریوں، جمعہ گل اور نجم الدین کو شہید کیا اور پھر ان کی لاشوں کو آگ لگادی۔ اسی دن صوبہ بغلان کے مرکز سے ملحق شہر کہنہ کے علاقے میں ملیشیا کے اہل کاروں نے ایک مسجد امام کو گرفتار کرنے کے بعد شہید کیا۔

14 جون صوبہ بادغیس کے ضلع آب کمری کے علاقے کہنہ قل میں امریکی کٹھ پتلیوں نے چھاپے کے دوران ایک شخص عزت اللہ کو شہید، جب کہ ایک شخص کو زخمی کیا۔

15 جون کو قندھار کے ضلع شاہ ولی کوٹ کے علاقے زنگنان میں امریکی جارحیت پسندوں اور ان کے کٹھ پتلیوں نے مشترکہ سرچ آپریشن کے دوران محلے کے گھروں کے دروازے توڑے، لوگوں پر تشدد کیا، قیمتی اشیاء لوٹ لیں اور 6 افراد کو ان کے گھروں کے اندر شہید کیا۔

17 جون کو ننگرہار کے ضلع خوگیانو کے علاقے وزیر میں ملیشیا کے خونخواروں نے باپ بیٹے کو شہید کیا۔

18 جون کو صوبہ روزگان کے ضلع دہراود کے علاقے گاری بازار میں امریکی کٹھ پتلیوں کی بمباری کے نتیجے میں تین شہری شہید اور 11 زخمی ہوئے۔

20 جون کو روزگان کے ضلع چہار چینو کے غوچک علاقے میں کٹھ پتلی اہل کاروں کے مارٹر گولے اس محلے کے رہائشی عبدالحلیم اور حیات اللہ کے گھروں پر آ کر گرے، جس کے نتیجے میں ایک خاتون سمیت دو بچے شہید ہوگئے، جب کہ حیات اللہ کے گھر میں ایک خاتون اور تین بچے شہید ہوئے۔ صوبہ فاریاب کے ضلع گرزیوان میں بھی 20 جون کو کٹھ پتلی فوج کی بمباری کے نتیجے میں ایک چرواہا شہید، جب کہ ایک خاتون زخمی ہوگئیں۔

21 جون کو صوبہ پکتیکا کے ضلع یحیی خیل کے مغلی محلے میں ملیشیا کے اہل کاروں نے ایک شخص کو شہید کیا۔ اسی دن صوبہ فاریاب کے ضلع گرزیوان کے تگاب شان بازار میں ملیشیا کے اہل کاروں نے ایک شخص کو مجاہدین کے ساتھ تعلق کے جرم میں شہید کیا۔

22 جون کو پکتیکا کے ضلع مٹاخان میں مرکزی سرکاری عمارت کے قریب کٹھ پتلی پولیس اہل کاروں نے ایک شخص، بخت محمد کو شہید کیا۔

23 جون کو روزگان کے ضلع دہراود کے دہزک علاقے میں امریکی کاسہ لیس اہل کاروں کے ایک حملے میں دو شہری شہید اور تین زخمی ہوئے۔

24 جون قندھار کے ضلع شاہ ولی کوٹ کے علاقے چغتیان میں امریکی جارحیت پسندوں نے اپنے کاسہ لیسوں کی مدد سے چھاپہ مار کر چار افراد کو گرفتار کیا، جب کہ گھروں میں کھڑی گاڑیوں کو آگ لگادی۔

28 جون کو میدان وردگ کے ضلع سید آباد کے سلطان خیل علاقے میں کٹھ پتلی پولیس اہل کاروں کی فائرنگ سے ایک خاتون اور ایک بچی زخمی ہوگئی۔ اسی طرح کابل قندھار شاہراہ پر کٹھ پتلی اہل کاروں نے مسافر کوچ پر فائرنگ کی، جس میں ایک مسافر شہید، جب کہ ایک خاتون اور بچہ زخمی ہوگئے۔ اسی دن میدان وردگ کے ضلع چک کے مرکز کے قریب کاسہ لیس اہل کاروں نے ایک عام شہری 'لاجور آکا' جو اپنے کھیتوں میں کام میں معروف تھے، کو بلاوجہ شہید کیا۔

جون کی 28 تاریخ کو میڈیا نے مقامی افراد کی زبانی یہ خبر دی کہ اس ماہ کے آخری ہفتے میں صوبہ فاریاب کے ضلع شیرین تگاب کے علاقے استانہ بابا اور ضلع دولت آباد کے مختلف علاقوں میں دوستم کی رہنمائی میں اس کے جنگجوؤں نے بے گناہ عوام کے گھروں کو آگ لگادی ہے۔ دکانیں لوٹ لی ہیں اور گھروں سے زیورات اور نقدی بھی لوٹ لے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ علاقے کے 70 افراد کو بھی گرفتار کیا گیا۔ عوام کی درجنوں گاڑیاں اور سیکڑوں بھیڑ بکریاں بھی اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔

30 جون کو بلند کے ضلع خانشین کے علاقے مرزا آغا غونڈی میں امریکی کٹھ پتلیوں کے مارٹر گولے کے ایک حملے میں میاں بیوی شہید، جب کہ ان کے دو بچے زخمی ہوگئے۔

اقتباسات: بی بی سی، آزادی ریڈیو، افغان اسلامک نیوز ایجنسی، پژواک، خبریال، لراوبر، نن ایشیا اور بینوا ویب سائٹ۔

افغانستان جون 2016

احمد فارسی

نوٹ: اس تحریر میں صرف ان واقعات اور حادثات کی جانب اشارہ کیا گیا ہے، جن کا دشمن نے اعتراف کیا ہے۔ یاد رہے بیرونی اور علاقائی دشمن کے مختلف نقصانات اور ان پر ہونے والے حملوں کے حوالے سے تفصیلی معلومات امارت اسلامیہ کی آفیشل ویب سائٹ پر ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

جون 2016 کا مہینہ صلیبیوں کے لیے سب سے زیادہ واقعات اور حوادث سے بھرپور رہا ہے۔ اس ماہ دشمن کو بہت زیادہ جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ مجاہدین کی قوت اور خارجی واندرونی دشمن کی شکست کے متعلق بہت سے اعترافات سامنے آئے ہیں۔ اشرف غنی کی کابینہ کے درمیان اختلافات کی خبریں بھی ماضی کی نسبت کئی زیادہ رہیں۔

جارحیت پسندوں کو ہونے والے نقصانات:

جون کے مہینے میں 30 سے زیادہ جارحیت پسند فوجی مجاہدین کے ساتھ ہونے والی جنگوں میں ہلاک ہوئے ہیں، مگر مکار دشمن نے ماضی کی طرح ایک بار پھر کوشش کی کہ اپنے نقصانات چھپا سکے۔ اسی لیے محض ایک فوجی کی ہلاکت کا اعتراف کیا۔ تحقیقی رپورٹوں کے مطابق صرف تین واقعات میں جارحیت پسندوں کے 30 فوجی ہلاک ہوئے ہیں۔ پہلا واقعہ 16 جون کو صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں پیش آیا، جس میں دشمن کے بکتر بند ٹینک پر ہونے والے حملے میں 4 فوجی ہلاک ہوئے۔ جارحیت پسند دشمن نے صرف ایک فوجی کی ہلاکت کا اعتراف کیا۔ اس طرح رواں سال ہلاک ہونے والوں کی اعترافی تعداد 6 تک پہنچ گئی اور جارحیت کے پورے عرصے میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد 3518 تک پہنچ گئی۔ جن میں 2382 امریکی اور 455 برطانوی شامل ہیں۔ یاد رہے جارحیت پسندوں کی جانب سے نشر ہونے والی یہ تعداد ان ہلاکتوں سے کئی گنا کم ہے، میدان جنگ میں دشمن کو جتنی ہلاکتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

کٹھ پتلی دشمن کے نقصانات:

مجاہدین کے حملوں سے کٹھ پتلی دشمن کو ہونے والے نقصانات دن بدن بڑھ رہے ہیں۔ مغرب کے اہداف و مقاصد کے لیے کام کرنے والے بہت سے ضمیر فروش ان حملوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ اس سلسلے میں بہت سے فوجی اہل کار، پولیس، اٹارنی جنرلز، ججز اور دیگر اعلیٰ افسران مارے گئے ہیں۔ سب سے بڑا حملہ 29 جون کو کابل شہر کے ارغنڈی کے علاقے میں پیش آیا۔ اس حملے کا ہدف افسروں کو منتقل کرنے والی گاڑی تھی، جس میں 40 افسر ہلاک اور 100 سے زیادہ زخمی ہوگئے۔

یکم جون کو مجاہدین کے ایک حملے میں 9 ججز ہلاک ہوگئے۔ اسی روز بلخ ضلع شولگر کے پولیس ہیڈ کوارٹر پر مجاہدین کا حملہ ہوا۔ اسی طرح 5 جون کو لوگر کے محکمہ انصاف کے دفتر پر حملے ہوئے، جس میں سیکرٹریٹ کے نئے سربراہ سمیت دیگر بہت سے کارکن ہلاک ہوگئے۔ اسی روز نام نہاد مصالحتی شوریٰ کا ایک رکن غزنی میں اور نام نہاد عوامی جرگے کا ایک رکن کابل میں ہلاک ہوگیا۔ اس کے ایک روز بعد صوبہ سرپل کے ضلع سنگ چارک میں سیکورٹی سربراہ اپنے بُرے عمل کی سزا میں ہلاک ہوگیا۔ 11 جون کو ننگرہار کے ضلع ہسکی مینی کا پولیس سربراہ اپنے چار دیگر سیکورٹی اہل کاروں کے ساتھ ہلاک ہوگیا۔ اسی روز ہلمند کا سیکورٹی افسر، جو کچھ عرصہ قبل مجاہدین کے حملے میں زخمی ہوگیا تھا، گہرے زخموں کی وجہ سے صلیبی غلام کا اعزاز لیے دار فنا کوچ کر گیا۔ 21 جون کو کابل شہر کے علاقے کمپنی میں ایک اور گوریلا حملہ ہوا، جس میں پولیس کے تین افسر ہلاک ہوگئے۔ اس واقعے کے ایک روز بعد کٹھ پتلی فوج میں گھسے ایک مجاہد نے بادغیس کے ضلع جند میں 4 فوجیوں کو ہلاک کر ڈالا۔ 25 جون کو صوبہ فراہ میں کٹھ پتلی انتظامیہ کی ایک عدالت کے جج کو سزائے موت دے دی گئی۔ اسی ماہ کی آخری تاریخ کو کابل میں پولیس اکیڈمی کے 40 اہل کار اور انسٹرکٹرز ہلاک ہوگئے۔ ضلع پکتیکا کا انٹیلی جنس سربراہ، نائب اور اس کے جاسوس غزنی میں مجاہدین کے گھات حملے کا شکار ہوگئے۔ سربراہ موقع پر ہی ہلاک ہوگیا اور اس کا نائب زخمی حالت میں فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا۔

مزدور فوج کی اسارت:

جون کے مہینے میں بڑی تعداد میں دشمن کی صف میں عرصے سے کام کرنے

والے افراد بھی پکڑے گئے۔ اس سلسلے میں مہینے کی پہلی تاریخ کو ہلمند کے ضلع دہراوود میں مجاہدین کی جانب سے افغان آرمی کے 12 افراد زندہ گرفتار کیے گئے۔ اس کے علاوہ 22 جون کو اربکیوں کی صف میں گھسے ہوئے مجاہدین نے 18 اربکیوں کو گرفتار کر لیا۔ اس حوالے سے مزید معلومات امارت اسلامیہ کے جلب و جذب کمیشن کی ماہانہ رپورٹ میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

عسکری آپریشن:

جون کے مہینے میں عسکری آپریشن کا سلسلہ بھی بہت تیزی سے جاری رہا۔ مجاہدین کو بہت سی کامیابیاں ملیں۔ یکم جون کو غزنی صوبے میں بھاری حملے ہوئے، جن میں 9 جج اور اٹارنی جنرلز مجاہدین کو دی جانے والی غیر قانونی پھانسیوں کے انتقام میں مارے گئے۔ اس حملے میں درجنوں اور بھی حکومتی کارندے ہلاک ہوگئے۔ اس کارروائی میں دس سے زیادہ جج اور اٹارنی جنرلز زخمی ہوگئے۔ مجاہدین نے 3 جون کو صوبہ غور کے ضلع پساوند پر حملہ کیا اور 15 پولیس اہل کار مارے گئے۔ اسی روز نیمروز کے ضلع خاشرود پر بھی دھوئیں کے بادل چھائے رہے، اس حملے میں دشمن کے درجنوں جنگجو ہلاک اور زخمی ہوئے۔ اس کے ایک روز بعد قندھار کے ضلع میوند میں ہونے والی ایک جھڑپ میں دشمن کے 25 فوجیوں کی ہلاکت کے بعد اُن کا ایک اہم فرد مجاہدین کے ہاتھ لگ گیا۔ مجاہدین نے 5 جون کو بگرام ہوائی اڈے پر راکٹوں سے حملہ کیا، جس سے جارحیت پسندوں کو بھاری مالی و جانی نقصان پہنچا۔ اسی روز لوگر میں محکمہ احتساب کے سیکرٹریٹ پر مجاہدین کا گروپ حملہ ہوا، جس میں نئے متعین سربراہ سمیت اشرف غنی کے درجنوں اہل کار ہلاک ہوگئے۔ مجاہدین نے 8 جون کو قندھار کے ضلع میوند میں پولیس چیک پوسٹوں پر حملے کیے اور وہاں موجود دشمن کے 9 افراد ہلاک اور 11 زخمی ہوگئے۔

جب کہ 14 جون کو اروزگان کے ضلع چار چینو کو دشمن کے قبضے سے مکمل طور پر آزاد کرا لیا گیا اور یہ علاقہ بھی امارت کے کنٹرول میں آگیا۔ اس کارروائی میں بھی دشمن کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔ اسی طرح بگرام میں دشمن کا ایک بکتر بند ٹینک مجاہدین کے ایک حملے میں تباہ ہو گیا اور اس میں موجود تمام فوجی ہلاک ہوگئے۔ ضلع چار چینو کے سقوط کے بعد 18 جون کو فراہ کی صوبائی اسمبلی نے اعتراف کیا کہ اس صوبے کے تین ضلعے مکمل طور پر مجاہدین کے قبضے میں ہیں۔ 20 جون کابل میں جارحیت پسندوں پر حملہ ہوا، جس میں دس سے زیادہ نیپالی فوجی ہلاک ہوگئے۔ اس کے بعد 23 جون کو قندھار کی سیکورٹی چیک پوسٹ پر گوریلا حملے میں درجنوں پولیس اہل کار ہلاک اور زخمی ہوگئے۔ اس کے علاوہ اس مہینے میں درجنوں بڑے اور چھوٹے حملے ہوئے ہیں۔

دشمن کے ہاں مجاہدین کی قوت کا اعتراف:

جارحیت کے پہلے روز سے اب تک دشمن بہت مجبور ہوا کہ مجاہدین کی قوت کا اعتراف کرے اور اپنی فوج کی بے بسی کا اعتراف کرے۔ اس سلسلے میں جمعہ کے روز تین جون کو ایک امریکی جنرل نے امریکا سے شائع ہونے والی میگزین 'یو ایس ٹائمز' سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ افغانستان میں امریکا کی عسکری اور سیاسی جنگ ناکام ہے اور اس کا مستقبل انتہائی خطرناک ہوگا۔ اسی طرح یکم جون کو عوامی جرگے میں ہلمند کے مقامی نمائندے نے بتایا کہ اس صوبے کے صرف 15 فیصد زمین اشرف غنی کے قبضے میں ہے۔ بقیہ سارا علاقہ مجاہدین کے قبضے میں ہے۔ اسی روز وزارت دفاع نے بھی تسلیم کیا کہ کٹھ پتلی فوج کے درمیان ہم آہنگی اور اتفاق نہ ہونے کے باعث مزدور فوج ہلمند میں شکست کھا گئی ہے اور فوج کے بہت سے اہل کار اس بے مقصد اور بے ہدف جنگ میں ہلاک ہوئے ہیں۔

6 جون کو کٹھ پتلی انتظامیہ نے اعتراف کیا کہ کابل انتظامیہ کے اداروں اور عدالتوں میں وسیع پیمانے پر علانیہ کرپشن کا راج ہے۔ افغانستان کے بہت سے حصوں میں عوام اپنے جھگڑوں کے حل کے لیے امارت اسلامیہ کے محکموں سے رجوع کرتے ہیں۔ 9 جون کو امریکی وزارت خارجہ نے اپنی سالانہ رپورٹ میں اعتراف کیا کہ مجاہدین نے 2015 میں ماضی کی نسبت زیادہ حملے کیے ہیں۔ 25 جون کو اس طرح کے ایک اور اعترافی بیان میں مجاہدین کی جانب سے بائیو میٹرک طریقے سے افغان فوجیوں کی شناخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ مجاہدین بہت جدید تکنیکس کا استعمال کرتے ہوئے اپنا کام آگے بڑھا رہے ہیں۔ اسی لیے کابل انتظامیہ اُن کا مقابلہ نہیں کر پا رہی۔ 26 جون کو صوبہ ہلمند کے گورنر نے ایک بار پھر خبردار کیا کہ افغانستان میں جنگ کی کمان بیرونی فوجیوں کے ہاتھ میں ہے۔ اب تک مقامی فوج کو اس کا اختیار نہیں دیا گیا۔

دشمن کی جانب سے عوامی نقصانات:

دشمن کی جانب سے عوام پر تشدد کرنے، اذیتیں دینے اور خونین مظالم کا سلسلہ جون کے مہینے میں بھی جاری رہا۔ اس حوالے سے میڈیا پر بہت سی رپورٹیں

بھی شایع ہوئیں۔ ان مظالم کے حوالے سے تفصیل امارت اسلامیہ کی ماہانہ رپورٹ میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے، مگر یہاں نمونے کے چند واقعات ذکر کیے جاتے ہیں:

جمعہ کے روز 10 جون کو 6 شہری قندھار کے ضلع میوند میں امریکی بمباری میں شہید ہوگئے۔ 13 شہریوں کو بلاوجہ گرفتار کر کے جیلوں میں ڈال دیا گیا۔ اس کے ایک روز بعد لوگر کے علاقے ارزہ میں جارحیت پسندوں کی جانب سے ڈرون حملے میں 11 عام شہری شہید ہوگئے۔ 12 جون کو میدان وردگ کے ضلع سید آباد میں ایک دوشیزہ کٹھ پتلی فوجیوں کی فائرنگ سے شہید کر دی گئی۔ اس کے صرف ایک روز بعد فراہ کے ضلع بالابلوک میں جنازے کے موقع پر فضائی حملہ ہوا، جس سے جنازے میں شریک بہت سے عام لوگ معصوم بچوں سمیت شہید اور زخمی ہوگئے۔ 12 جون کو میڈیا نے بتایا کہ اربکیوں نے عام لوگوں کی گاڑیوں پر بارودی سرنگ کے دھماکے کیے ہیں۔ کابل گردیز شاہراہ پر ڈرائیوروں نے بتایا کہ اس شاہراہ پر اربکی لوٹ مار کرتے ہیں اور ان کے پاس موجود سرمایہ لوٹ لیتے ہیں۔ اسی جیسی ایک اور خبر میں ابدالی نامی ایک ٹرانسپورٹ کمپنی نے بتایا کہ کابل قندھار شاہراہ پر پولیس نے صرف 20 افغانی (افغان کرنسی) نہ دینے پر مسافر گاڑیوں پر فائرنگ کر دی۔ ایک اور خبر کے مطابق پارلیمنٹ میں قندوز سے منتخب ممبر نے بتایا کہ اس صوبے میں مقامی کمانڈر بے گناہ عوام کو شہید کر رہے ہیں۔ 14 جون کو کینیڈا پولیس کی عسکری اکیڈمی کے ذمہ داروں کی طرف سے کہا گیا کہ بہت سے ایسے لوگ، جو 2010 اور 2011 میں افغانستان سے گرفتار کیے گئے، وہ بے گناہ شہری تھے۔

اتحادی حکومت کے اندرونی اختلافات:

کٹھ پتلی اقتدار کے شریکوں کے درمیان اختلافات دن بدن بڑھ رہے ہیں۔ اس سلسلے میں 6 جون کو بلخ کے گورنر نے ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ اس صوبے میں جمعیت اسلامی کے کمانڈروں کے درمیان آپس کی جنگوں میں چار افراد ہلاک ہوگئے ہیں۔ اس طرح کی اور خبر میں کہا گیا ہے کہ 10 جون کو دوستم ملیشیا کے درمیان جنگوں میں دس افراد ہلاک ہوگئے ہیں۔ 24 جون کو شایع ہونے والی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ فاریاب کے ضلع قیصار میں اربکیوں کے درمیان آپس کے اختلافات میں کم از کم 13 افراد ہلاک ہوگئے ہیں۔ کابل انتظامیہ کے پہلے سیکرٹری اور وحشی ملیشیا کے بدنام کمانڈر دوستم نے 27 جون کو کہا کہ عبداللہ اور اشرف غنی کے درمیان حکومت کی تقسیم میں ان کا حق ضایع کیا گیا اور وہ موجودہ حالات میں کسی چیز سے متفق نہیں ہیں۔ 28 جون کو ایک بار پھر یاددہانی کی گئی کہ جان کیری کی جانب سے کٹھ پتلی انتظامیہ کو دیا گیا دورانیہ ابھی پورا ہونے والا ہے۔

جنگ میں دشمن کی واپسی:

جارحیت پسندوں کی مسلسل شکست اور بے انتہا مالی نقصان کے بعد وہ اس بات پر مجبور ہوگئے ہیں کہ افغانستان سے بھاگ جائیں یا محدود مقامات میں چھپ جائیں۔ دشمن نے اپنے وعدوں کے برخلاف کٹھ پتلی انتظامیہ کے ساتھ ہر آپریشن میں حصہ لیا ہے، مگر بظاہر ان کا دعوی ہے کہ وہ صرف کٹھ پتلی فوج کی تربیت کر رہے ہیں۔ اس فیصلے کے ایک سال چند ماہ بعد جارحیت پسندوں کو سمجھ آیا ہے کہ اس طرح کی خفیہ حمایت سے ہم اپنے مقاصد حاصل نہیں کر پائیں گے۔ ہمارے اربوں ڈالر کی لاگت سے تیار کی گئی فوج میں مجاہدین کے مقابلے کی طاقت نہیں ہے۔ اس لیے 11 جون کو وہائٹ ہاؤس نے اعلان کیا کہ دوبارہ جنگ میں حصہ لیں گے۔ امارت اسلامیہ نے اگرچہ اس فیصلے کی مذمت کی کہ جارحیت پسند کسی نہ کسی بہانے افغانستان میں جنگ کو دوام دے رہے ہیں۔ جب کہ امریکا ایسا نہیں چاہتا کہ اِدھر وہ افغانستان سے نکلے اور اُدھر افغان عوام افغانستان کے خود مختار مالک بن جائیں، مگر اسی وقت امارت اسلامیہ نے یہ کہا کہ امریکی ارادے جنگی حالات پر کوئی اثر نہ ڈال سکیں گے۔ مجاہدین ماضی کی طرح پوری قوت اور حوصلے سے جارحیت پسندوں کے خلاف جنگ کو جاری رکھیں گے۔

کابل انتظامیہ کا ایک اور عالمی مقام:

کابل انتظامیہ اپنے قیام سے لے کر اب تک کرپشن، رشوت اور منشیات کی اسمگلنگ میں بڑے ریکارڈ قائم کر چکی ہے۔ باوجود اس کے کہ یہاں 50 ممالک کی فوج موجود ہے، افغانستان کو دنیا کا چوتھا غیر محفوظ اور بدامنی کا شکار خطہ قرار دیا گیا ہے۔ 18 جون کو امریکی وزارت دفاع نے اعلان کیا کہ 80 فیصد افغان عوام امن و امان کے حوالے سے خدشات کا شکار ہیں۔ یہ اعترافات ایسے حالات میں سامنے آ رہے ہیں کہ جارحیت پسندوں نے گزشتہ سال بہت ڈھٹائی سے اعلان کیا تھا کہ ہماری فوج افغانستان میں جنگ جیت چکی ہے۔ اس لیے اب مزید انہیں اس بات کی ضرورت نہیں رہی کہ وہ یہاں خود موجود رہے۔ کیوں کہ ان کی تربیت یافتہ افغان فوج میں اپنے دفاع کی صلاحیت موجود ہے۔

رمضان کے ۱۴۳۴ھ میں ہونے والی کارروائیوں کا جدول

نمبر شمار	صوبہ	کارروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات					عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات		
				صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	اہلکاروں کے ہلاکتیں	اہلکاروں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
-1	قندہار	44	0	0	0	165	56	22	3	4	0
-2	ہلمند	81	0	0	0	129	71	35	3	1	0
-3	غزنی	16	0	0	0	13	6	4	0	0	0
-4	خوست	59	0	0	0	132	45	27	4	3	0
-5	نورستان	14	0	0	0	35	25	10	2	8	0
-6	میدان وردگ	4	0	0	0	24	24	0	0	2	0
-7	کونڑ	25	0	0	0	42	26	8	0	0	0
-8	پکتیکا	9	0	0	0	20	11	1	2	2	0
-9	زابل	10	0	0	0	30	12	0	2	1	0
-10	لوگر	33	0	0	0	52	48	12	4	4	0
-11	کاپیسا	41	0	0	0	30	14	6	0	0	0
-12	روزگان	20	0	0	0	64	92	3	4	4	0
-13	پکتیا	14	0	0	0	27	18	1	0	1	0
-14	فراہ	60	0	0	0	111	41	13	1	0	0
-15	کابل	28	3	0	0	186	16	17	2	0	0
-16	ننگرہار	94	0	0	0	111	48	35	0	5	0
-17	لغمان	33	0	0	0	62	34	10	0	0	0
-18	ہرات	6	0	0	0	7	21	0	0	0	0
-19	نیمروز	36	0	0	0	41	34	8	0	0	0
-20	بادغیس	2	0	0	0	3	0	0	0	0	0
-21	قندوز	29	0	0	0	34	35	13	0	0	0
-22	بغلان	52	0	0	0	64	70	14	2	2	0
-23	فاریاب	16	0	15	0	20	7	6	0	0	0
-24	غور	13	0	0	0	51	25	20	0	6	0
-25	پروان	10	0	5	0	5	10	3	0	0	0
-26	تخار	3	0	0	0	8	10	0	0	0	0
-27	سمنگان	2	0	0	0	5	0	0	0	0	0
-28	بدخشان	11	0	0	0	47	19	3	3	5	0
-29	بامیان	1	0	0	0	1	0	1	0	0	0
-30	بلخ	8	0	0	0	13	4	1	0	0	0
-31	جوزجان	9	0	0	0	13	11	4	0	0	0
-32	دائی کنڈی	1	0	0	0	4	0	0	0	0	0
-33	سرپل	1	0	0	0	6	0	0	0	0	0
-34	پنجشیر	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
مجموعہ		785	3	20	0	1555	833	277	32	48	0

SHARIAT
Monthly Islamic Magazine
5th Year August, September 2016

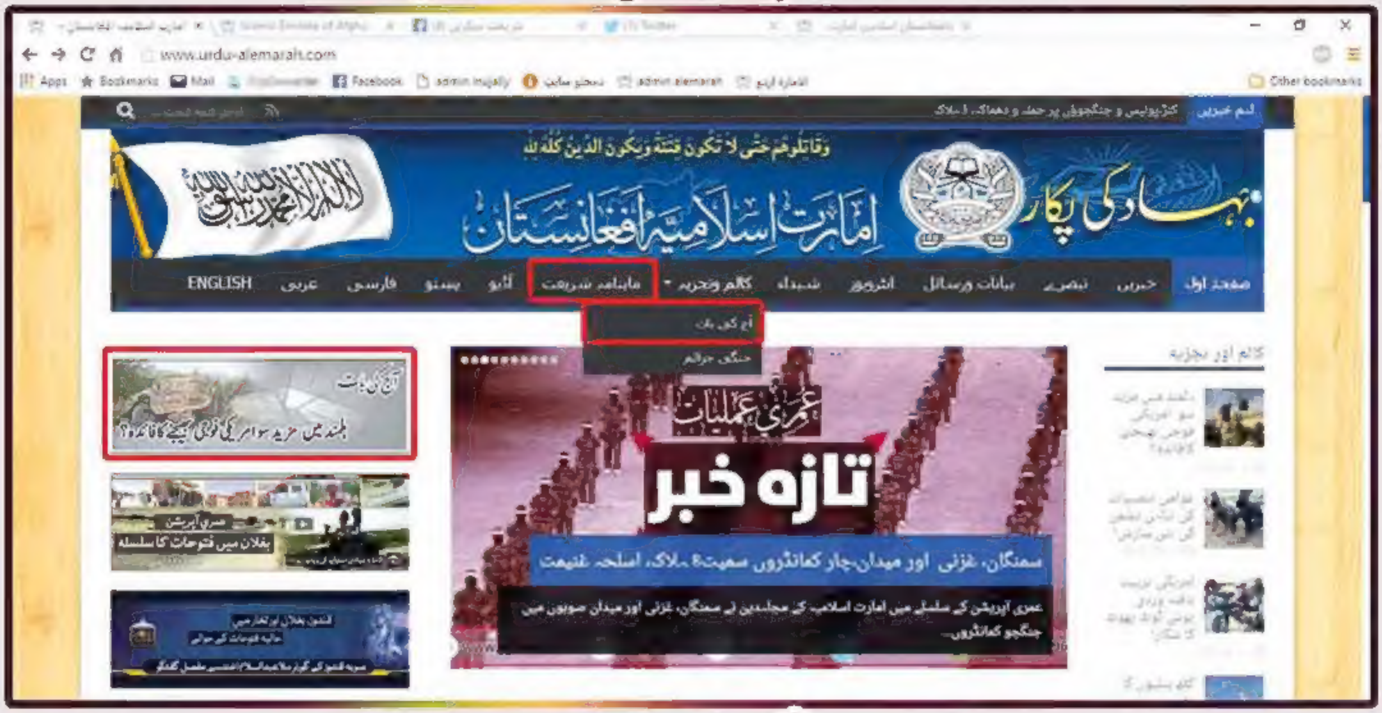

شریعت میگزین کا نیا اقدام

قارئین کرام کے لیے یہ خبر خوشی کا باعث ہو گی کہ امارت اسلامیہ کے اردو میڈیا نے آپ کی آسانی کی خاطر "www.urdu-alemarah.com" پر "ماہنامہ شریعت" کے نام کا ایک مستقل لنک لگا دیا ہے۔ اس لنک میں شریعت میگزین کے پہلے سے لے کر اب تک کے تمام شمارے موجود ہیں، جہاں سے وہ ڈاؤن لوڈ کر کے دیکھے اور پڑھے جاسکتے ہیں۔ اس لنک میں امارت اسلامیہ کے اردو سمیت پشتو، دری، عربی اور فارسی میگزین بھی دستیاب ہیں۔ جو حضرات اپنے کام کے لیے ریکارڈ رکھنے کی اچھی عادت کے حامل ہیں، افغانستان کے تناظر میں شریعت میگزین کا یہ قدم اُن کے کام کو مزید آسان بنادے گا۔ میگزین کا وہ لنک امارت اسلامیہ کی اردو ویب سائٹ "www.urdu-alemarah.com" کے مینیو بار میں "ماہنامہ شریعت" کے نام سے مہیا کیا گیا ہے۔ اسے خود بھی دیکھیے اور دوسروں کے لیے بھی شیئر کیجیے۔

علاوہ ازیں یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ "www.urdu-alemarah.com" نے **"آج کی بات"** کے نام سے ایک نیا سلسلہ شروع کیا ہے، جس میں سرزمینِ جہاد افغانستان سے متعلق روزانہ کے حالات کے بارے میں گراں قدر تجزیہ کیا گیا ہوتا ہے۔ جو منظر نامے کا درست رُخ دیکھنے میں مکمل مدد دیتا ہے۔ یقیناً یہ اقدام "مسلمانوں کی نمائندہ" امارت اسلامیہ سے محبت رکھنے والوں کے لیے خاصے کی چیز ہے۔